بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

فَمَنْ يُرِدِ اللَّهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ
لِلْإِسْلَامِ ۖ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا
كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ ۚ كَذَٰلِكَ يَجْعَلُ اللَّهُ الرِّجْسَ
عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿١٢٥﴾ وَهَٰذَا صِرَاطُ رَبِّكَ
مُسْتَقِيمًا ۗ قَدْ فَصَّلْنَا الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَذَّكَّرُونَ ﴿١٢٦﴾

ترجمہ:

پس خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینے کو اسلام کے لئے کشادہ کردیتا ہے اور جس کو گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینے کو ایسا تنگ اور دشوار کردیتا ہے جیسے آسمان کی طرف بلند ہورہا ہو، وہ اسی طرح بے ایمانوں پر ان کی کثافت کو مسلط کردیتا ہے۔ اور یہی تمہارے پروردگار کا سیدھا راستہ ہے۔ ہم نے نصیحت حاصل کرنے والوں کے لئے آیات کومفصل طور پر بیان کردیا ہے۔

(سورہ انعام: آیات ۱۲۵،۱۲۶)

اسلامی علوم ومعارف اور علمی وثقافتی افکار وعقائد کا ترجمان

شمارہ:- ۲۱۴ - اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۹ء

خصوصی شمارہ

حج : اسلامی وانسانی اتحاد کا مظہر

خانۂ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران، ۱۸، تلک مارگ، نئی دہلی-۱۱۰۰۰۱
فون : ۳۴، ۳۳، ۲۳۳۸۳۲۳۲، فیکس : ۲۳۳۸۷۵۴۷
newdelhi@icro.ir
http://newdelhi.icro.ir

شمارہ:- ۲۱۴ - اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۹ء

چیف ایڈیٹر: علی دھگاہی

ایڈیٹر: پروفیسر سیّد اختر مہدی رضوی

مشاورین علمی

ڈاکٹر کریم نجفی برزگر، پروفیسر سیّد امیر حسن عابدی، ڈاکٹر اوصاف علی،
ڈاکٹر عبدالودود اظہر دہلوی، پروفیسر شاہ محمد وسیم، پروفیسر سیّد علی محمد نقوی،
پروفیسر سید عراق رضا زیدی، پروفیسر سید عزیز الدین حسین ہمدانی

مدیر اجرائی : علی ظہیر نقوی

تزئین جلد : عائشہ فوزیہ

صفحہ آرائی وکمپوزنگ : محمد یاسین

ناظر چاپ : حارث منصور

راہ اسلام میں شائع ہونے والے ہر مضمون کیلئے مقالہ نگار خود ذمہ دار ہے۔
مقالہ نویس کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا لازمی نہیں ہے۔
راہ اسلام مقالات ومضامین کے انتخاب واصلاح وایڈیٹنگ اشاعت کے سلسلے میں پوری طرح آزاد ہے۔
اور اس سلسلے میں ایڈیٹوریل بورڈ کا فیصلہ آخری ہوگا۔
اشاعت کی غرض سے ارسال شدہ مقالہ کا خوشخط ہونا لازمی ہے۔عبارت کاغذ کے ایک طرف ہی لکھی جائے
اور کاغذ A-4 سائز کا ہو تو بہتر ہے۔
صرف غیر مطبوعہ مقالات ہی ارسال کئے جائیں۔
تحقیقی مقالات کی آمادگی میں جن مآخذ و مدارک کا استعمال کیا گیا ہو۔ان کا ذکر لازمی ہے۔
مقالہ کے ساتھ اس کا خلاصہ بھی ضرور ارسال کیا جائے۔
راہ اسلام میں شائع شدہ مقالات کی نقل یا ان کے ترجمہ واقتباس کی اشاعت پر کوئی پابندی نہیں ہے
بشرطیکہ مآخذ کا ذکر کردیا جائے۔

پریس : الفا آرٹ، نوئیڈا، یو۔پی

فہرست

شمارہ:- ۲۱۴ - اکتوبر تا دسمبر ۲۰۰۹ء

اداریہ: حج اسلامی وانسانی اتحاد کا مظہر		۷
حج بیت اللہ الحرام کے نام امام خمینیؒ کا پیغام		۱۲
حجاج بیت اللہ الحرام سے آیت اللہ العظمٰی سید علی خامنہ ای کا خطاب		۲۵
بین الاقوامی حج سمینار کے نام حضرت آیت اللہ ری شہری کا پیغام		۲۹
عالمی حج سمینار سے سفیر ایران کا خطاب		۳۵
سماجی زندگی میں مناسک حج کی اہمیت وافادیت	پروفیسر سید محمد سیادت نقوی	۳۸
حج روحانی اور اخلاقی تربیت کا مثالی نظام	پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی	۴۷
حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق کا بہترین نمونہ	پروفیسر سید فرمان حسین	۵۷
حج اور اس کا پیغام از دیدگاہ نہج البلاغہ وامام خمینیؒ	پروفیسر شاہ محمد وسیم	۶۷
حج تربیت نفوس اور تہذیب اخلاق کا بہترین موقع	مولانا عبد الوہاب خلجی	۷۹
جاہلانہ تعصب: وحدت اسلامی کی راہ میں رکاوٹ	ناظم علی خیر آبادی	۸۵
حج بیت اللہ کے تربیتی اور نفیساتی پہلو	ڈاکٹر ایس فاروق	۹۲
حج علمی ودینی معلومات کے تبادلہ کا بہترین موقع	سید محمد جابر جوراسی	۱۰۱
وحدت اسلامی کی تشکیل وتربیت انسانی میں حج کا کردار	مفتی محمد ارشد فاروقی	۱۱۲
فریضہ حج اشعار وحدت اسلامی	مولانا ضمیر الحسن رضوی	۱۲۷
امام خمینی کے افکار وعقاید کی روشنی میں حج بیت اللہ الحرام اور وحدت اسلامی	مولانا سید صفدر حسین	۱۳۱
طواف کعبہ وکائنات میں وحدت اسلام کا راز پنہاں	وصی احمد نعمانی ایڈوکیٹ	۱۴۰
حج اور مغل بادشاہ	پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین	۱۴۹
وحدت اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار	ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی	۱۵۳

فلسفہ حج اور سر سید احمد خاں	ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی	۱۵۸
حج بیت اللہ الحرام : مظہر وحدت اسلامی	ڈاکٹر سید محسن رضا عابدی	۱۶۸
مناسک حج یعنی اسلامی اتحاد و ہمدلی کا مظاہرہ	سید مختار حسین جعفری	۱۷۴
حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ	مولانا انیس احمد آزاد قاسمی	۱۸۴
حج وحدت واتحاد و ہمدلی کا مظہر	سید محمد علی رضوی	۱۸۷
اتحاد اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار	مولانا انور علی قاسمی	۱۹۱
امام خمینیؒ کے افکار وعقائد کی روشنی میں ابراہیمی حج کی تلاش	سید عدیل رضا عابدی	۱۹۷
حج قیام امن کی سب سے بڑی تحریک	محمد اعجاز عرفی قاسمی	۲۰۳
حج اتحاد مسلمین کا مرکز	محمد اسلم رضوی	۲۰۸
حج: اجتماعیت اور مساوات کا سب سے بڑا علمبردار	مفتی افروز عالم قاسمی	۲۱۲
نقش حج در وحدت اسلامی	شیر محمد جعفری	۲۱۵
حج بیت اللہ روحانی تربیت کا بہترین ذریعہ	ریحان اختر	۲۲۴
حج حق کی پیام رسانی کا بہترین ذریعہ	مولانا اطہر عباس رضوی	۲۲۴
حج	مولانا سید حسین مہدی حسینی	۲۲۷

اداریـــــــہ:

حج: اسلامی وانسانی اتحاد کا مظہر

حج ایک الٰہی فریضہ اور وحدت اسلامی کی ایک نمایاں علامت ہے۔ دین مبین اسلام میں بعض ایسی عبادات ہیں جو غیر معمولی اہمیت کی حامل ہیں اور حج ان اہم عبادتوں میں سے ایک ہے۔ اس دینی فریضہ میں توحید کا جلوہ صاف دکھائی دیتا ہے جس کے ذریعہ کفروشرک کی تردید خود بخود ہوجاتی ہے۔ حج درحقیقت خداوند عالم کی طرف سفر اختیار کرنا ہے اور اس کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس کے دیدار کی خاطر آگے قدم بڑھانا ہے۔

حج درحقیقت تمام لوگوں کے ساتھ خداوند عالم کی طرف پیش قدمی کا نام ہے۔ حج ایک قصدوارادہ کا نام ہے۔ یہ ایک تحریک بھی ہے اور تحریک کی سمت وجہت بھی۔ فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے خود کو اپنی ذات سے الگ کرنا ہے، اپنی زندگی کے معمول سے دوری اختیار کرنا ہے اور اپنی ذاتی زندگی کی تمام پسندیدہ چیزوں سے دوری وعلیحدگی کے ذریعہ ہی اس کی شروعات ہوتی ہے۔ یہ ایسی عظیم الشان نمائش ہے جس کے ذریعہ بندہ مومن وموحد کو خداوند عالم کے علاوہ ہر غیر خدا سے نجات وآزادی کے ساتھ ساتھ معراج حاصل ہوجاتی ہے اور انسانی زندگی کے انفرادی وسماجی شعبوں میں ذمہ داری، آگہی اور ایثار وعشق کا بے مثال جلوہ دکھائی دینے لگتا ہے۔ مختصر لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ حج کے دوران مذہب اسلام کے جملہ حقائق اور تمام اقدار پوری طرح جلوہ گر ہوجاتے ہیں۔

ممکن ہے کہ یہ سوال کیا جائے کہ خانۂ خدا تک رسائی حاصل کرنے کے لئے سفر حج کے دوران انسان زحمت اور مختلف النوع مسائل ومصائب کا سامنا کیوں کرتا ہے، جبکہ ہم سبھی لوگوں کو اس بات کا بخوبی علم ہے کہ خداوند عالم ہر جگہ اور ہم لوگوں کے ساتھ ہے۔ ہمارا عقیدہ وایمان ہے کہ وہ ہر انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ اس سے قریب ہے؟ جی ہاں! یہ سوال بالکل درست ہے خداوند عالم اس خون سے بھی زیادہ قریب ہے جو ہم لوگوں کی رگوں میں دوڑ رہا ہے لیکن یہ ہماری بدقسمتی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے کہ ہم ہمیشہ غیر خدا میں مصروف ومشغول رہا کرتے ہیں۔ ہم اپنی روز مرہ کی مادی

زندگی کی وجہ سے دنیا کی دیگر سرگرمیوں میں لگے رہتے ہیں اور اس سے بھی غفلت اختیار کئے رہتے ہیں جو ہم سے سب سے زیادہ قریب ہے۔ ہمارے اور ہمارے خالق کے درمیان جو پردہ حائل ہے وہ ہماری اپنی ذات کا پردہ ہے ۔ ہمارا نفس ہمیں اپنی خواہشات اور ضروریات کے موٹے پردے میں لپیٹ دیتا ہے اور غرور ہماری کم عقلی کو مادیات کی تنگ گلیوں میں محصور کردیتا ہے اور اس غرور وتکبر کی وجہ سے ہماری حقیقی عقل پر اندھیرا سا طاری ہوجاتا ہے جس کے نتیجے میں مادی ونفسانی ضروریات اور خود پسندی وخود خواہی کے علاوہ ہم دوسری کسی چیز کے بارے میں قطعی غور وفکر نہیں کرتے ہیں۔ہم دینی تجربہ اور خدا کی ذات سے بھی غافل ہوجاتے ہیں حالانکہ یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ ہمارے مکمل وجود پر صرف اسی کی حکومت ہے۔

پا پیادہ ہجرت ، سفر کی صعوبت اور مالی اخراجات درحقیقت جملہ مادی خواہشات کے چنگل سے فرار وآزادی کا وسیلہ ہیں۔ یہ درحقیقت مال دوستی اور آرام طلبی سے علیحدگی کا ذریعہ اور خداوند عالم کے ذکر کے لئے آمادگی کا اعلان اور قرب خداوندی حاصل کرنے کے لئے ایک آگہی وبیداری ہے۔ صرف اتنا ہی نہیں بلکہ اپنے وجود کی گہرائی میں حضور خداوندی کا احساس ہے۔ اسی وجہ سے میلوں کے سفر کے بعد اور سفر کے دوران مصائب جھیلنے کے بعد انسان ہوشیاراوردانشمند ہوجاتا ہے اور’’ شناخت ومعرفت‘‘ کی زمین ہموار ہوجاتی ہے۔ طرح طرح کی ضرورتوں سے الجھنے کے بعد انسان کو اپنے پرودگار کی معرفت حاصل ہوجاتی ہے۔ وہ اپنے خدا کی طرف مائل ہوجاتا ہے اور اس کو اپنے مہربان اور رحمان خدا کی قربت کا احساس ہونے لگتا ہے۔ خداوند عالم کی حقیقی شناخت ومعرفت کی وجہ سے وہ اپنی حقیقی ذات سے واقف وآگاہ ہوجاتا ہے۔

خداے وحدہٗ لاشریک پر مکمل اعتقاد وایمان کی تعلیم کے ساتھ قرآن مجید کی شروعات ہوتی ہے۔ اس کے بعد خدا کی مقدس کتاب لوگوں کو خدا وند عالم پر مکمل اعتقاد وایمان اور عمل صالح کی طرف دعوت دیتی ہے ۔ توحید کا تقاضہ عمل ہے تاکہ فکرو کردار اور ایمان وعمل کے درمیان وحدت پیداہوجائے ۔اس طرح عقیدۂ توحید خدا کی طرف ہجرت کی ابتدا ہے۔ اور حج اس ہجرت کی عملی تعبیر کا نام ہے۔ حج کا مطلب ٹھوس ارادہ اور اپنی ذات سے باہر نکلنا ہے۔ اپنی ذات سے باہر نکل کر ذات خداوندی کی طرف ہمہ تن متوجہ ہونا ہے۔ اپنی ذات کی طرف توجہ کے بجائے خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے۔ تعلقات کی غلامی وبندگی کے بجائے خدائے وحدہٗ لاشریک کی بندگی کی طرف راغب

ہونا ہے کیونکہ دنیااوراس میں تمام چیز اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے۔ لہٰذا ہمیں خود پرستی کے بھنور سے نکل کر خداپرستی کے ساتھ ہی ساتھ اپنی ذات پر توکل کے ذریعہ خدا کی ذات پر بھروسہ کرنا ہے کیونکہ دنیا کی تمام چیز اس کے قبضۂ قدرت میں ہے۔خود پرستی سے نکل کر خداپرستی اور اپنی ذات پر توکل کے بجائے خداوند عالم کی ذات پر توکل کرنا ہے۔

جب ہم لوگ فریضۂ حج کا تجزیاتی مطالعہ کرتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ خداوند عالم نے ان تمام مفاہیم ومطالب کو ،جنہیں وہ لوگوں تک پہونچانا چاہتا ہے حج جیسی عظیم عبادت الٰہی میں ایک جگہ جمع کردیا ہے۔ وہ تمام مناظر جن کے ذریعہ باطل اور انحراف کے خلاف انسان کی نبرد آزمائی کی نشاندہی ہوتی ہے وہ ارکان حج کی ادائیگی کے دوران پوری طرح نمایاں ہوجاتے ہیں۔ گویا خداوند عالم یہ چاہتاہے کہ انسان حج کے ذریعہ ، جو ایک مخصوص سفر ہے، ایسے روحانی وعرفانی احساس کا حامل رہے جس کی جھلک انسان کی عملی زندگی میں بھی دکھائی دینے لگے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ سفر حج سے واپسی کے بعد انسان کے ارادہ میں ٹھہراؤ اور بھاری بھرکم پن پیدا ہوجاتا ہے اور وہ حج کے دوران حاصل شدہ جملہ مفاہیم ومطالب کو اپنی زندگی میں عملی رنگ وروپ میں پیش کرنے کی کوشش میں سرگرم ہوجاتا ہے اور اپنی زندگی میں ایسے اہم اقدام کرتا ہے اور ایسی وسیع راہ وروش اختیار کرتا ہے کہ اس کی بقیہ زندگی سفر حج کے دوران حاصل کی گئی تربیت کی ترجمان رہے۔

لیکن حج درحقیقت عبادی اور انفرادی تجربہ ونتائج کے ساتھ ہی ساتھ سیاسی اور سماجی تجربہ نتائج کا بھی حامل ہے۔ حج فقط ایک عبادت اور سماج ومعاشرہ سے الگ رہتے ہوئے خودسازی میں سرگرم رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ یہ انسان کو خودسازی کے ساتھ ہی ساتھ سماج ومعاشرہ کی تعمیر واصلاح کا سلیقہ بھی سکھاتا ہے۔ حج ایک طرف اخلاقی فضائل وکمالات کی ترقی کا باعث ہے اور دوسری طرف اسلامی سیاست کو لازمی سازوسامان فراہم کرنے کا ذریعہ بھی ہے۔ مذہب اسلام میں حج ایک ایسی پاکیزہ اور دل کی گہرائی سے وابستہ عبادت ہے جس میں روح کی طہارت وپاکیزگی کے جملہ وسائل موجود ہیں اور یہ عبادت انسان کو ہر قسم کی آلودگیوں سے نجات عطا کردیتی ہے۔لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سماجی اور سیاسی امور ومعاملات سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہے بلکہ حج امت اسلامیہ عالم کے سیاسی اغراض ومقاصد کی تکمیل کا موثر ترین وسیلہ ہے۔ بنیادی اعتبار سے یہ ممکن نہیں ہے کہ حج کو اس کی دو اہم خصوصیات عبادت اور سیاست سے جدا کیا جاسکے کیونکہ یہ دونوں خصوصیات ہی حج کے

حقیقی خدوخال کی نشاندہی کرتی ہیں کیونکہ عبادت کی روح خداوند عالم کی طرف ہمہ تن متوجہ رہنا ہے اور خداوند عالم کی مخلوق یعنی عوام الناس کی طرف متوجہ رہنا سیاست کی روح ہے اور مراسم حج کے دوران یہ دونوں عناصر آپس میں اس طرح گھل مل جاتے ہیں کہ انہیں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں کیا جاسکتا ہے اور اگر ان میں سے کسی ایک عنصر کو زور وزبردستی کے ذریعہ جدا کرنے کی کوشش کی گئی تو یہ حج کی نابودی کا باعث ہوگا۔ ملت اسلامیہ عالم کے قائد عظیم الشان حضرت آیت اللہ سید علی خامنہ ای نے اپنے ایک بیان میں حج کی سیاسی افادیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے کہ ''حج ابتدائی زمانہ سے ہی عبادی مراسم کے ساتھ ہی ساتھ سیاسی اہمیت وافادیت کا حامل رہا ہے اور پیغمبر اکرمؐ وان کے خلفاء وجانشین امت اسلامیہ عالم کو اسلامی رہنماؤں کے سیاسی موقف سے آگاہ کرنے کے لئے حج سے بھرپور استفادہ کیا کرتے تھے۔

حج جیسی عظیم عمومی وا سلامی کانگریس درحقیقت وحدت اسلامی کا ایک بہترین اور دلکش نمونہ ہے جس میں ہر عقیدہ ونظریہ کے حامل مسلمان غیر معمولی عقیدت کے ساتھ شریک ہوتے ہیں اور دنیا والوں کی نگاہوں کے سامنے اسلامی وحدت واتحاد کا جلوہ پیش کرتے ہیں۔ اسلام مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد کو غیر معمولی اہمیت کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ وحدت اسلامی کو عظیم اسلامی مقصد کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔مسلمانوں بالخصوص امر بالمعروف ونہی عن المنکر کی طرف دعوت دینے والے صاحبان علم وارشاد کا فریضہ ہے کہ وہ اس عظیم مقصد میں مکمل کامیابی کے لئے بھرپور کوشش اور غیر معمولی لگن سے کام لیں اور کم از کم باہمی اختلافات اور تفرقہ اندازی سے پرہیز کریں۔ علامہ فقید کا کاشف الغطاء نے ٹھیک ہی ارشاد فرمایا ہے۔''بنی اسلام علی کلمتین: کلمة التوحید وتوحید الکلمه یعنی'' اسلام دو بنیادی فکروں پر قائم ہے۔ ان میں سے ایک بنیاد خدائے وحدہ لاشریک کی عبادت اور دوسری بنیاد اسلامی معاشرہ کا باہمی اتحاد واتفاق ہے۔''

لیکن موجودہ دور میں اسلام اور مسلمانوں پر ہونے والے حملات کو نگاہ میں رکھتے ہوئے یہ بات بڑے اعتماد وبھروسے کے ساتھ کہی جاسکتی ہے کہ اسلام دشمن طاقتیں اور ان سے وابستہ عناصر مسلمانوں کے درمیان نفاق اور کینہ پروری پھیلانے میں ہمہ تن سرگرم ہیں اور وحدت واتحاد پر مبنی یہ فریضۂ الٰہی اسلام دشمن طاقتوں کے مکروفریب کا دنداں شکن جواب فراہم کرسکتا ہے ۔لیکن اس سلسلے میں غیر معمولی اسلامی بیداری، وحدت وتقریب بین مذاہب کے سلسلے میں سرگرمی ،تفرقہ انگیز عناصر کی

مکمل نابودی اور اسلامی ثقافت کی بھرپور ترویج واشاعت ہے جو ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے۔ آج عالم اسلام کو ایک ایسی عالمی وعلمی تحریک کی ضرورت ہے جو اسلام کو وسعت عطا کرسکے اور اسلامی معاشرہ پر سیاہ فگن پسماندگی کو دور کرسکے۔

آخر کلام میں خداوند متعال کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے فصلنامہ راہ اسلام کے موجودہ شمارہ کو خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران اور حج کمیٹی آف انڈیا کے تعاون سے نئی دہلی میں مورخہ ۱۰ و ۱۱/اکتوبر ۲۰۰۹ء کو منعقد عالمی حج سمینار میں پیش کئے گئے مقالات پر مشتمل قرار دینے کی توفیق عنایت فرمائی۔ درحقیقت اس عالمی سمینار کی تشکیل کا بنیادی مقصد وحدت اسلامی پر مبنی پیغام حج کو منظر عام پر پیش کرنا تھا اور موجودہ شمارہ میں ان مقالات کی اشاعت کا مقصد بھی قارئین کرام کو اس مقصد کی طرف متوجہ رکھنا ہے اور اس مقصد کی راہ میں آگے بڑھتے رہنا ہی اسلام کی مکمل پیروی اور حقیقی راہ اسلام ہے۔ والسلام

حجّاج بیت اللہ الحرام کے نام

امام خمینیؒ کا پیغام

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلام کی عظیم عید، عید قرباں کی آمد پر تمام مسلمانوں کی خدمت میں ہدیۂ تبریک پیش کرتا ہوں۔ یہ وہ عید ہے جو باخبر انسانوں کو ’’ابراہیمی قربانگاہ کی یاد دلاتی ہے۔ وہ ابراہیمی قربان گاہ جو آدمؑ واصفیاء واولیاء خدا کے فرزندوں کو خدائے عظیم کی راہ میں فداکاری اور جہاد کا درس دیتی ہے۔ اس عمل کے عمیق توحیدی اور سیاسی پہلوؤں کو انبیاء عظام، اولیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اللہ کے خاص بندوں کے سوا کوئی دوسرا انسان درک نہیں کرسکتا۔ اس فرزند توحید وبت شکن جہاں (حضرت ابراہیمؑ) نے ہمیں اور تمام انسانوں کو یہ سبق دیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرنا توحیدی اور عبادی پہلو سے زیادہ سیاسی اور اجتماعی پہلوؤں کا حامل ہے۔ قربانی کا یہ عمل ہمیں اور تمام انسانوں کو یہ درس دیتا ہے کہ اپنے عزیز ترین ثمرۂ حیات راہ خدا میں قربان کرکے عید مناؤ اور اپنے عزیزوں کو قربان کرکے دین خدا اور عدل الٰہی کو قائم کرو۔ تمام ذریت آدمؑ کو یہ سکھلاتا ہے کہ ’’مکہ ومنیٰ‘‘ عاشقان الٰہی کی قربان گاہ ہے۔ یہ توحید کی نشرواشاعت اور کفروشرک کے نیست ونابود کرنے کی جگہ ہے۔ اپنی جان اور عزیزوں سے وابستگی بھی شرک ہے۔ ’’راہ حق‘‘ میں جہاد کی تعلیم دینے والا فرزندان آدمؑ کو یہ سبق دیتا ہے کہ اس ’’عظیم مقام‘‘ سے بھی لوگ ساری دنیا میں فداکاری اور خود رفتگی کی تبلیغ کریں۔ دنیا والوں کو بتائیں کہ حق کی راہ میں عدل الٰہی کے قائم کرنے اور زمانہ کے مشرکوں کی دست درازیوں کو کوتاہ کرنے میں کوئی بھی کسر اٹھا نہ رکھیں۔ اس فرزند توحید نے ہر چیز یہاں تک کہ حضرت اسمٰعیلؑ ذبیح اللہ ایسے فرزند کو بھی قربان کردیا تاکہ ’’حق‘‘ زندہ و پائندہ رہے۔

حضرت ابراہیمؑ بت شکن اور ان کے عزیز فرزند (حضرت اسمٰعیلؑ) اور سب سے بڑے بت شکن حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے بشریت کو یہ تعلیم دی ہے کہ ’’بت‘‘ چاہے جس شکل میں بھی ہو اسے توڑ دینا چاہئے۔ کعبہ جو ’’اُمّ القریٰ‘‘ ہے وہاں سے بساط زمین کا آخری نقطہ ہمیشہ کے لئے بتوں سے پاک ہونا چاہئے، بت چاہے جس شکل میں ہوں، چاہے وہ مجسّمے ہوں، چاند سورج ہوں، چاہے حیوان

وانسان اور چاہے تاریخ کے سب سے برتر اور خطرناک بت ''طاغوت'' حضرت آدمؑ صفی اللہ کے زمانہ سے لیکر حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے زمانہ تک اور حضرت محمد حبیب اللہ ﷺ کے زمانہ سے لیکر زمانہ کے آخری بت شکن کعبہ حضرت مہدی آخر الزماںؑ کے زمانہ تک اس سلسلہ کے ہر فرد نے ''ندائے توحید'' بلند کی۔ کیا ہمارے زمانہ کی بڑی طاقتیں ''بت'' نہیں ہیں جو دنیا والوں سے اپنی اطاعت وفرمانبرداری اور پرستش کرانا چاہتی ہیں اور اپنے زور اور مکروفریب سے دنیا والوں پر اپنی اطاعت زبردستی تھوپتی رہی ہیں۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ نے اول زمانہ میں اور ان کے بعد حبیب خداؐ نے کعبہ ہی سے توحید کی صدا بلند کی اور آخر زمانہ میں آنحضرتؐ کے عزیز فرزند حضرت مہدی روحی فداہ اسی کعبہ ہی سے ''ندائے توحید'' بلند کریں گے۔ خدا نے حضرت ابراہیمؑ کو حکم دیا: واذن فی النّاس بالحج یاتوک رجالاّوعلی کل ضامریاتین من کل فج عمیق۔ (سورہ حج آیت ۲۷)اور فرمایا ''وطھربیتی لطائفین والقائمین والرکع السجود'' (سورہ حج آیت ۲۶)

یہ تطہیر ہر طرح کی گندگیوں سے تطہیر ہے جن میں سب سے بالاشرک ہے جس کا ذکر آیۂ کریمہ کے شروع میں ہے۔

سورہ توبہ میں ہم پڑھتے ہیں واذان من اللہ ورسولہ الی النّاس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ (آیت ۳)

حضرت مہدی منتظر (عج) تمام ادیان اور مسلمانوں کے متفقہ علیہ عقیدہ کے مطابق (کعبہ) سے ''ندا'' بلند کریں گے اور انسانیت کو دعوت توحید دیں گے۔ توحید کی ہر ندا اور آواز مکہ ہی سے بلند ہوئی ہے اس لئے ہم کو بھی ان کی پیروی کرنی چاہئے اور ہم کو بھی'' توحید کلمۂ'' اور کلمۂ توحید کی صدا اسی مقام سے بلند کرنی چاہئے۔ صدا وفریاد، دعوت وتبلیغ اور مکہ مکرمہ میں مسلمانوں کے زندہ وکوبندہ اجتماعات سے بتوں کو توڑ دینا چاہیے۔ اور شیطانوں کو جن کا سرغنہ شیطان بزرگ (امریکہ) ہے ''میقات'' میں سنگسار کرکے دور بھگا دینا چاہئے تاکہ ہم حضرت خلیل اللہؑ حضرت حبیب اللہ اور حضرت مہدی ولی اللہ کا حج بجالائیں۔ ورنہ ہمارے حق میں کہا گیا ہے مااکثر الضجیج واقل الحجیج۔ (شور وغوغا کرنے والے تو بہت ہیں مگر حج کرنے والے بہت کم)۔

امید ہے کہ بیت اللہ الحرام کے محرم حجاج چاہے وہ کسی فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں اور کسی مذہب کے پابند ہوں مواقف ومشاعر محترمہ میں دنیائے کفر پر اسلام کے کامیابی کے لئے

دعا کریں گے مسلمانوں اور مسلمان حکومتوں کی بیداری کے لئے آواز بلند کریں گے اور زیادہ سے زیادہ دعا کریں گے۔ ہوسکتا ہے کہ خداوند کریم ''محیط وحی'' میں جہاں جاہلیت کے اصنام توڑے گئے دعا کرنے سے مسلمانوں پر فضل وکرم کردے اور صدر اسلام کی عظمت وبزرگی انہیں دوبارہ عطا کرکے ان کے ملکوں پر اغیار اور دنیا کے خونخواروں کی دست درازیوں کو کم کردے اور مسلمانوں پر اپنی رحمت ومغفرت کی بارش کردے۔ انہ غفور۔

۱۔ اہم امور میں سے جن کے لئے حجاج کرام، علماء اور قافلوں کے لئے لازم ہے کہ وہ اپنا قیمتی وقت صرف کریں، حج کے مسائل کو یاد کرنا ہے۔ ممکن ہے کہ ان سے کوتاہی کرنا بہت زیادہ زحمتوں کا باعث ہو جیسے حج کا باطل ہوجانا یا احرام پر باقی رہنا۔

علماء اعلام اپنے اپنے حاجیوں کے قافلہ کی تبلیغ کریں۔ ان کے لئے مناسک حج کے درس کی مجلسیں قائم کریں اور حجاج کرام کے لئے واجب ہے کہ مسائل کو یاد کرنے میں ایک لمحہ بھی کوتاہی نہ کریں۔ انہیں چاہئے کہ تمام مسائل حج کو یاد کریں اور مناسک حج کو مسائل کی معلومات کے ساتھ انجام دیں۔

۲۔ سبھی جانتے ہیں اور جاننا چاہئے کہ گذشتہ صدیوں سے اب تک مسلمانوں کے سروں پر کیا کیا مصیبتیں نازل ہوچکی ہیں خصوصاً آخری دوصدیوں میں اغیار کی حکومتیں اسلامی ملکوں پر اپنے ہاتھ بڑھا چکی ہیں ان کے منحوس وجود نے مسلمانوں کو اندھیروں اور تاریکیوں میں ڈھکیل دیا ہے اور ان کے خداداد ذخائر کو بادفنا کے حوالے کردیا ہے اور برابر کرتی رہتی ہیں۔

سیاسی اور اجتماعی مسائل سے مسلمانوں کی غفلت جومحروم مسلمان قوم پر استعمارگروں، استحصال پسندوں اور غرب وشرق کے حواریوں کے ذریعہ تھوپی گئی ہے، یہاں تک کہ اکثر علمائے اسلام نے یہ گمان کرلیا بلکہ ابھی اسی گمان میں ہیں کہ اسلام سیاست سے جدا ہے اور ایک مسلمان کو سیاست میں دخل نہیں دینا چاہئے۔

فریبی غارتگروں نے اپنے نام نہادروشن فکر ہوا خواہوں کے ذریعہ ''مسیحیت منحرف'' کے مانند اسلام کو بھی گوشہ نشین اور گوشہ گیر کرنے کی کوشش کی اور علماء کو عبادی مسائل میں محبوس، ائمہ جماعت کو مساجد اور عقدوازدواج کی محافل میں مقید، مقدسین کے گروہ کو ذکر ودعامیں سرگرم اور عزیز نوجوانوں کو عیش وعشرت میں مبتلا کر کے انہیں مسلمانوں کے سیاسی واجتماعی امور کے میدان سے

خارج اور اسلامی ملکوں کے مسائل سے غافل کر دیا ہے۔ اس سلسلہ میں انہیں نمایاں کامیابی حاصل ہوئی اور انہوں نے ہماری اس جہالت وغفلت سے غلط فائدہ اٹھایا۔ انہوں نے مسلمانوں کے ملکوں کو یا تو زیر اثر کرلیا یا ان کو استثمار کیا۔ بہت سے مسلمان حکام وسلاطین کو اپنا نوکر بنالیا اور ان کے ذریعہ مسلمان ملتوں کو کمزور کیا اور ان کا استحصال کیا۔ ان ملکوں سے وابستگی اور مسلمانوں کے فقر وفاقہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ جماعت ان کے ہاتھوں مجبور ہوکر رہ گئی۔ مسلمان اب بھی غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔ سامراج کے ہوا خواہ اپنے پروپگنڈے اور بڑی طاقتیں تسلط اور غارتگری کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور کرایہ کے دنیاوی ملا مسلمانوں کو پسماندہ رہنے اور انہیں جہالت وغفلت میں پڑے رہنے کو ہوا دے رہے ہیں۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

۳۔ منجملہ ان مسائل کے جو دنیا کے مسلمانوں اور مستضعفوں کو استحصال پسندوں کی قید وبند سے نہیں نکلنے دیتے اور انہیں افتادگی وپستی میں ڈالے ہوئے ہیں، ایک غلط پروپگنڈہ یہ ہے کہ علم وتمدن اور ترقی صرف امپریلزم اور کمیونزم سے مخصوص ہے اور وہی لوگ خصوصاً مغربی افراد اور سب سے بڑھ کر امریکہ ہی ترقی یافتہ وبرتر قوم ہے دوسرے لوگ پست اور ذلیل ہیں ان کی ترقی نسلی برتری کی وجہ سے ہے اور ان کی جہالت وپستی بھی نسلی ہے۔ بالفاظ دیگر وہ لوگ درجہ تکامل پر پہنچے ہوئے انسان ہیں اور یہ لوگ تکامل کے اس مرحلہ میں ہیں جہاں سے وہ کروڑوں سال بعد ان کے درجۂ تکامل تک پہنچ سکیں گے، لہٰذا ان کی ترقی کی کوشش بے کار ہے۔ آزاد لوگوں کو چاہئے کہ یا تو وہ مغربی سرمایہ داری سے وابستہ ہوجائیں یا مشرقی کمیونزم سے۔ یہ ہمہ طرفہ پروپگنڈے مغرب زدہ اور مشرق زدہ افراد یا تو بڑی طاقتوں کے حکم سے کررہے ہیں اور یا اپنی کوتاہ نظری کی بناء پر۔ دوسرے لفظوں میں ہم خود کچھ نہیں رکھتے لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہر چیز مغرب کی بڑی طاقت سے۔ حاصل کریں یا مشرق کی بڑی طاقت سے علم، تمدن، قانون اور ترقی ساری چیزیں ان سے حاصل کریں۔ اس فکر کے زیر اثر آج آپ ہمارے تاریک دن کو ملاحظہ کررہے ہیں جو ہم پر تھوپا گیا ہے۔ ہماری ہر چیز چاہے وہ کتنی ہی ممتاز ہو اس جرم میں کہ وہ اپنی ہے اس کے خریدار کم ہوتے ہیں چنانچہ اس پر مغربی چھاپ لگادیجاتی ہے تاکہ خریدار زیادہ ہوسکیں۔ ایرانی کپڑے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے کنارے پر خارجی یا لاطینی حروف ہوں تاکہ خریدار پیدا ہوسکیں۔

وہ بیماریاں جن کا علاج خود اپنے ہی ملک میں اچھی طرح ہوسکتا ہے مگر ان کے علاج کے

لئے بھی باہر جانا ضروری ہے جب کہ بعض غیر مسلم مفکرین و مصنفین نے قوی دلائل سے ثابت کیا ہے کہ علم وتمدن اسلام ہی کے ذریعہ یورپ میں پھیلا ہے اور مسلمانوں ہی نے ان امور میں پیش قدمی کی ہے۔

یہ کہنا چاہئے کہ ہماری یونیورسٹیاں ایک مغرب زدہ گروہ یا ان کے مزدوروں کی سرپرستی میں چلائی جارہی ہیں۔ اور متعہد مفکرین جو اقلیت میں تھے ان کی قوت وصلاحیت کو سلب کرلیا گیا۔ اس مغرب زدہ گروہ نے ہمارے نوجوانوں کو مغرب کا عاشق بنادیا تھا انہیں جوق در جوق ملک سے باہر بھیج کر ان سے استعماری کام لیتے اور بھرپور مغربی، غیر اسلامی اور غیر قومی افکار کا حامل بنا کر ملک میں واپس بھیجتے تھے۔ آخری صدی کا یہ حادثہ تمام اسلامی اور ان کے مثل ممالک سے متعلق رہا۔ بہرحال اس مجمل داستان کی تفصیل سب ہی کو پڑھنی چاہئے۔

۴۔ ان مسائل میں سے ایک جو مسلمانوں کے لئے ان کے ممالک کے دفاع اور حفاظت میں رکاوٹ کا سبب بنتے ہیں وہ وسیع پروپگنڈا ہے جس کے ذریعہ غیر ملکی طاقتوں کو اور بھی بڑا کرکے دکھانا ہے۔ آج سے پہلے برطانیہ کو مغرب زدہ روشن خیال لوگوں نے ایک ہوا بنارکھا تھا اور اس کو بے چاری مجبور اور بے خبر قوموں پر سوار کررکھا تھا مثلاً اگر انگریزی سفارتخانے کے ایک چپراسی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کی جائے تو ایران کو صفحۂ ہستی سے مٹادیا جائے گا اور اسی انگریزی سفارتخانے کا جھنڈا جس مجرم کے مکان پر بھی لگادیا جاتا، وہ ہر قسم کی سزا سے محفوظ ہوجاتا تھا اور حکومت یا وزیر اعظم کو برطانوی سفیر کا صرف ایک اشارہ ہی کافی تھا کہ وہ ان کے احکام کو کسی چون وچرا کے بغیر انجام دیں اور ان احکام کی اطاعت کریں اور آج مسلمان ممالک میں ان دوبڑی طاقتوں خصوصاً امریکہ کا اور بھی بڑھا چڑھا کر ہوا بنا رکھا ہے اور ان کا خیال ہے کہ اگر کوئی ملک اور ان دوبڑی طاقتوں میں سے ایک کو صرف یہ کہدے کہ تمہاری آنکھوں کے اوپر ابرو بھی موجود ہے تو وہ ملک تباہ وبرباد ہوجائے گا اور اپنی خام خیالی کے ساتھ انہوں نے موجودہ دور سے گذشتہ ادوار کا مقابلہ کرتے ہوئے اور مغرب زدہ وابستہ ممالک کو اپنے خاص قسم کے پروپگنڈوں کے ذریعہ چڑھاتے ہوئے مسلمانوں کو ان کے حقوق اور ممالک کے دفاع سے مایوس کردیا ہے چنانچہ خود فروش نام نہاد قومی رہنماؤں کا جرم بھی اصلی مجرموں سے کم نہیں ہے۔

۵۔آج ان مسلمانوں کا علاج کیا ہے؟ ان بتوں کو توڑنے کے لئے دنیا کے مسلمانوں اور

مستضعفوں کا فرض کیا ہے؟ دوسرے فرائض میں سے ایک فرض جو بنیادی ہے اور ان مشکلات اور مصائب کوختم کرنے والا اور ان بدعنوانیوں کو فنا کردینے والا ہے ''مسلمانوں کا اتحاد'' بلکہ مستضعفوں اور غلامی کی زنجیروں سے جکڑی ہوئی قوموں کا اتحاد۔ اور یہی وہ اتحاد ہے کہ جس کے لئے قرآن کریم اور اسلام شریف نے بھی بہت زور دیا ہے جس کو ایک وسیع تبلیغ اور عام دعوت کے ذریعہ وجود میں آنا چاہئے اور اس دعوت اور تبلیغ کا مرکز مکہ معظّمہ ہے۔خصوصاً حج کا موقع ہے، وہ حج جو حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ اور حضرت محمدؐ حبیب اللہ سے شروع ہوا، اور آخری زمانے تک حضرت امام مہدی علیہ السلام بقیۃ اللہ ارواحنا المقدمہ الفداعج تک جاری رہے گا۔

حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کو اللہ تعالی کی طرف سے یہ حکم ملتا ہے کہ لوگوں کو حج کی دعوت دو تا کہ لوگ اپنے مفادات کے مشاہدے کے لئے تمام اطراف سے آئیں، معاشرے کا سیاسی ، اجتماعی، اقتصادی اور ثقافتی مفاد بھی اسی میں ہے اور اے ابراہیمؑ (خلیل اللہ) تم جو ان کے لئے پیغمبر ہو اور تم نے اپنی زندگی کے عزیز ترین ثمرہ (بیٹے) کو خدا کی راہ میں قربان کردیا، لہٰذا دنیا کے تمام انسانوں کو تمہاری پیروی کرنی چاہئے ان کو دکھا دو کہ تم نے بتوں کو توڑ دیا ہے اور ماسواء اللہ کے سب کو دور پھینک دیا ہے۔سورج ہو یا چاند ، مجسمے ہوں یا حیوانات اور انسان تم نے جو کچھ خدا کے بندوں کو کہا ہے وہ حق پر مبنی ہے انّی وجھت وجھی للذی فطر السموات والارض حنیفاً وما انا من المشرکین۔ (سورہ انعام آیت ۷۹) اور سب مسلمانوں پر فرض ہے کہ پیغمبروں کے عظیم الشان سردار اور توحید کے علمبردار کی پیروی کریں اور ایسے ہی سورۂ توبہ میں حکم ملا کہ سب کو عام اجتماع کے لئے مکہ معظّمہ میں جمع ہونے کا حکم دو۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہم پڑھتے ہیں واذان من اللّٰہ ورسولہ الی النّاس یوم الحج الاکبر ان اللّٰہ بریٔ من المشرکین ورسولہ (سورہ توبہ آیت ۳) مشرکین سے نجات حاصل کرنے کے لئے نعرہ اور وہ بھی حج کے دوران ، یہ ایک سیاسی اور عبادتی نعرہ ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ اب اس نام نہاد کرائے کے مولوی کو بتادینا چاہئے جو امریکہ ، روس اور اسرائیل کے مردہ باد کہنے کو خلاف اسلام جانتا ہے کہ کیا خدائے تعالیٰ اور رسول خداؐ کے احکام کی پیروی مراسم حج کے خلاف ہے ؟ اور کیا تم اور تماری طرح امریکہ کے پٹھو مولوی، خداوند تعالیٰ اور رسول اکرمؐ کے احکام کو جھٹلانا چاہتے ہو اور ان بزرگوں کے احکام کی پیروی اور اطاعت کو خدائے تعالیٰ کے حکم کے

منافی سمجھتے ہو اور مراسم حج کو کفار اور مشرکین سے نجات حاصل کرنے کے خلاف جانتے ہو؟ اور اسی طرح کیا تم خداوندتعالیٰ اور رسول اللہؐ کے احکام کو اپنے بنیادی منفعت کی خاطر بھلا دینا چاہتے ہو اور اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں ،ستمگروں اور ظالموں پر لعنت بھیجنے اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کو کفر سمجھتے ہو؟

ہماری خواہش وتمنا ہے کہ سعودی عرب کی حکومت خدا سے غافل ان مولویوں کے وسوسوں پر توجہ نہ دے اور جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے مسلمانوں کو مراسم حج کی ادائیگی اور کفار ومشرکین سے نجات حاصل کرنے کے لئے اس خدائی عمل میں آزاد چھوڑ دے اور ان کے ساتھ خصوصاً ایرانی، فلسطینی ، لبنانی اور افغانی زائرین جو کفار کی جارحیت کا نشانہ بنے ہوئے ہیں، تعاون کرے تاکہ وہ اپنے دنیا کے تمام مظلوموں کے مشترکہ دشمن کو اپنے متحدہ نعروں کے ساتھ دنیا کے سامنے تعارف کرائیں۔میں تاکید کے ساتھ بیت اللہ الحرام میں شرفیاب ہونے والے ایران اور دوسرے ممالک کے زائرین سے درخواست کرتاہوں کہ نظم وضبط کوملحوظ خاطر رکھیں اور میرے نمائندے جناب حجت الاسلام آقائے خوینی ہا کے احکام پرعمل کریں اور دنیا کے تمام مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھیں اور ان کے ساتھ ایک وفادار مسلمان کی طرح سلوک کریں ۔ مجھے امید ہے کہ سعودی عرب کی حکومت بھی ایرانی حاجیوں کے ساتھ، جو غدار اور ظالم ستمگاروں کی اسلامی ممالک پر جارحیت اور ان کی بے جامداخلت کے خلاف آواز اٹھارہے ہیں، بہتر طور پر تعاون اور ہم آہنگی کرتے ہوئے پورے اتحاد اور اتفاق کے ساتھ جارح کفار کے خلاف حریم کعبہ میں مذمت کرنے کی اجازت دے گی تاکہ وہ لوگ بھی اس سال جیسا کہ خداوندتعالیٰ اور رسول خدا کی مرضی ہے مراسم حج کو ادا کرسکیں۔

۶۔ دوسرے تمام مسائل میں سے جو دنیا کے مستضعف اور مسلمان افراد کے لئے ظالم استحصالی نظام اور دنیا کے امپریلسٹوں کے خلاف انقلاب برپا کرنے کے لئے ضروری ہے یہ ہے کہ عام طور پر یہ ظالم طاقتیں رعب اور دھمکی یا اپنے پروپگنڈوں یا اپنے علاقائی غداروں کے ذریعے اپنے ناپاک مقاصد دوسرے ملکوں میں نافذ کرتے ہیں،لیکن اگر یہ کمزور قومیں ہوشیاری اور اتحاد کے ساتھ مقابلے پر ڈٹ جائیں تو وہ ہرگز اپنے مقاصد کو ان کے ملکوں میں نافذ اور جاری نہ کرسکیں گے۔ اس دعوے کی بہت زیادہ دلیلیں موجود ہیں اور ان میں سے سب سے بہترین دلیل اس علاقے کے ملکوں یعنی ایران اور افغانستان میں مداخلت ہے۔جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ایران دست بستہ امریکہ کا

غلام تھا اور اسی طرح ایران امریکہ کی فوجی چھاؤنی بن چکا تھا۔ اس کی فوج بھی امریکی مشاورین کے ہاتھ میں تھی اور ثقافت بھی شاہ کے نوکروں ، چاکروں ، وظیفہ خوروں، حکومت اور پارلیمنٹ کے ہاتھ میں تھی، ملکی اقتصاد بھی امریکہ سے وابستہ تھا اور معزول شاہ اس علاقے میں امریکہ کا سب سے طاقتور تھانیدار بن چکا تھا۔ اس کے حامی اور پشت پناہ امریکہ اور اس سے وابستہ دوسرے ممالک تھے۔ شاہ فوجی ساز وسامان کے لحاظ سے بھی بہت ہی طاقتور تھا۔ان تمام چیزوں کے باوجود ایران کی عظیم الشان قوم نے، جس کے پاس نہ تو فوجی ساز وسامان تھا اور نہ اس کو کسی قسم کی ٹریننگ ہی حاصل تھی، اپنے خالی ہاتھ مضبوط ایمان ، پختہ ارادے ، خداوند تعالیٰ پر بھروسے اور اپنی ذات پر اعتماد کے ساتھ، جس کی تعلیم اس نے اسلام سے حاصل کی تھی، بہت تھوڑی مدت میں معجزانہ طور پر مغرب زدہ افراد کے ان خیالی اور خود ساختہ بتوں کو چکناچور کردیا اور دو ہزار پانچسو سالہ ظلم وستم کونابود کردیا ۔ اس طرح تاریخ ساز اور بت تراش طاقتوں کو حرف غلط کی طرح مٹادیا۔ افغانستان پر روس کے بزدلانہ حملے اور اس کی طاقتور غاصب اور جارح فوج اور اسی طرح اس ملک کی غدار سیاسی جماعت کو مسلمانوں نے اپنے خداوند تعالیٰ پر ایمان اور بھروسے کے ساتھ تہس نہس کردیا ہے ۔ یہاں تک کہ اب روس بڑی پریشانی اور پشیمانی کے ساتھ اپنے ظالمانہ حملے پر افسوس کے ہاتھ مل رہا ہے۔ اب وہ اس حیرت اور فکر میں ہے کہ کسی طرح بے عزتی اور بے آبروئی کے بغیر افغانستان سے اپنی فوجیں باہر نکال سکے۔ اسی طرح الجزائر کی طاقتور قوم اور اس قوم کے وفادار علماء ہی تھے جنہوں نے غاصب فرانس اور انگلستان کو الجزائر اور عراق سے نکال باہر کیا۔ ان استحصال پسندوں اور ظالموں کے رعب وخوف کو ختم کرنے کے لئے کافی ہے کہ مسلمانوں اور اسلامی ممالک کی حکومتوں کو گہری نیند سے بیدار کیا جائے تا کہ اس خود ساختہ جادو اور شیطانی سحر کو مٹادیں۔ اسی طرح مسلمانوں اور ان کی حکومتوں کو جن کی تعداد ایک ارب ہے اور مشرق ومغرب کی زندگی کی شہ رگ اور قیمتی ذخائر ان کے ہاتھ میں ہیں۔ ان ممالک کو خوف وحراس اور دہشت سے باہر لایا جائے جیسا کہ ایران نے جس کی آبادی ۳۶ ملین (تین کروڑ ساٹھ لاکھ ہے) اپنی محدود طاقت کے باوجود تمام بڑی طاقتوں کو اپنے آپ سے دور کردیا ہے اور تمام استحصالی قوانین کو توڑ دیا ہے اور مفت خور مشیروں کو اپنے پیارے ملک سے باہر نکال دیا ہے۔ مسلمان حکمرانوں کو چاہئیے کہ عبرت حاصل کریں،اوران استحصالی پروپیگنڈوں پر کان نہ دھریں جو انقلاب کے شروع سے لے کر آج تک ایران کو ایک دیوالیہ ملک اور اس کی حکومت کو مٹ جانے

والی حکومت کے طور پر متعارف کراتے رہے ہیں اور کرا رہے ہیں۔ پس ایک اسلامی طاقت جس کا مقصد صرف مسلمانوں کی سرفرازی اور ظالموں سے نجات ہے اور جو ایسے ہی خداداد قیمتی ذخائر کو ان سے محفوظ رکھنا چاہتی ہے اور جو یہ چاہتی ہے کہ دوسرے تمام بھائیوں کے درمیان بھی صلح وصفائی، ایمانی اتحاد برقرار رہے، اس کی عزت کریں اور انہیں جاننا چاہئے کہ طاقتور ممالک موقع پرست اور ابن الوقت ہیں جن کا مقصد صرف یہی ہے کہ اسلامی ممالک اور غریب قوموں کے قدرتی ذخائر پر قبضہ کرلیں اور جب مصیبت پڑے تو ان کو مصائب کے مقابلے میں اکیلا چھوڑ دیا جائے۔ کیونکہ ان کی لغت میں ''وفا'' کا لفظ موجود ہی نہیں۔

۷۔ اگر انشاء اللہ وہ وحدت اور اتحاد جس کا حکم خداوندتعالیٰ اور رسول خداؐ نے فرمایا ہے مسلمانوں اور اسلامی حکومتوں اور اسلامی ممالک کے درمیان پیدا ہوجائے اور سبھی اس اتحاد پر ثابت قدم ہوجائیں تو اسلامی حکومتیں آپس کے تعاون اور حمایت کے ساتھ ایک ایسی دفاعی فوج بنا سکتے ہیں جس کی تعداد کروڑوں سپاہیوں پر مشتمل ہوگی۔ اور اس کے علاوہ ان کے پاس لاکھوں سپاہیوں پر مشتمل ایک ریزروفوج بھی موجود ہوگی۔ اس وقت یہ اسلامی ممالک دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔ لیکن اب جبکہ یہ مقصد پورا نہیں ہوسکتا۔ البتہ اسلامی حکومتیں اس علاقے میں ایک ایسی ریزروفوج جس کی تعداد لاکھوں افراد پر مشتمل ہو اپنے اسلامی ممالک کے دفاع کی خاطر وجود میں لا سکتے ہیں۔ اور اگر ایسا کریں تو یہ ایک عظیم طاقت بن جائیں گی۔ مجھے امید ہے کہ علاقے کی حکومتیں اپنے مذہبی، لسانی اور نسلی اختلافات کو نظر انداز کر کے صرف اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہوجائیں اور اس اہم کام کی فکر کریں، اور اس کا منصوبہ بنائیں اور اس طرح بڑی طاقتوں کے سامنے سر جھکانے اور ان کا نوکر بننے سے نجات حاصل کریں۔ اور اپنی آزادی سے لطف اندوز ہوں۔ ایسی طاقت پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ سب حکومتیں آپس میں اتحاد اور اپنی قوموں کے ساتھ مفاہمت پیدا کریں تاکہ اپنے ملک کے دفاع کی خاطر ایسے زندگی بخش منصوبے پر غور وخوض کرسکیں۔ اس منصوبے میں اسلامی مملکت ایران سے سبق حاصل کریں جو اس علاقے بلکہ تمام دنیا میں اسلامی ممالک اور اپنے اسلامی بھائیوں کا مدافع ہے۔

آج ایران چاہتا ہے اور کوشش کر رہا ہے کہ ان تمام مشکلات، رکاوٹوں اور محاصروں کے باوجود اپنے نوجوانوں کو جنگی اور فوجی تعلیم دے اور اب تک جیسا کہ رپورٹ ملی ہے تقریباً دس لاکھ

جوانوں نے تربیت اور ٹریننگ حاصل کرلی ہے، تاکہ بوقت ضرورت ایک اشارے پر اپنے اسلامی ممالک کے دفاع کے لئے ہتھیار پہن لیں۔ اس علاقے کی اسلامی حکومتیں بھی اگر ایرانی حکومت کی طرح اپنی قوموں سے تعاون کریں اور خود بھی اپنی قوموں کا ساتھ دیں اور لوگوں کو یہ احساس ہوکہ حکومت ہماری خادم ہے تو ان ممالک میں بھی یہ کام آسانی سے انجام پاسکتا ہے۔ یہ امراس اہم کام کا مقدمہ ہوگا جس کا اسلام نے حکم دیا ہے اور اس کا منصوبہ مسلمانوں کے سامنے پیش کیا ہے۔ہمیں سخت افسوس ہے کہ اسلام اپنے مختلف پہلوؤں کے ساتھ ابھی تک پوری طرح پہچانانہیں گیا ہے اور اپنی پوری تاریخ میں استحصالی اور استعماری پردوں کے اندر چھپا کر رکھا گیا ہے ۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان سیاہ پردوں کو دور ہٹادے اور مسلمانوں کی آنکھوں کو اسلام کے حقیقی نور سے منور کردے۔ تاکہ دنیا پر واضح ہوجائے کہ اسلام دنیا کے لئے کیا کچھ لایا ہے اور اسلامی تعلیمات کا جو مقصد ہے وہ یہ ہے کہ افراد دنیا میں صلح وصفائی کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ زندگی گزاریں اور امید ہے کہ حضرت امام مہدی آخر الزمان ارواحنا فداہ کے ظہور سے یہ اہم کام انجام پاجائے گا۔ انسانوں کی اخروی سعادت اور دنیاوی خوشبختی اسی میں ہے کہ وہ خداکے احکام کی پیروی کریں اور اللہ تعالیٰ ان کوتوفیق عطا فرمائے۔

۸۔مسلمانوں اورخصوصاً علاقے کے مظلوم اور کمزور انسانوں کو جان لینا چاہئے کہ اسرائیل اپنے مہروں میں تبدیلی کے ذریعہ شاید فلسطینی اور لبنانی جانبازوں کوگمراہی میں مبتلا کرنا چاہتاہے کیونکہ وہ کبھی بھی اپنے شوم مقصد سے غافل نہیں ہوگا یعنی دریای نیل اور دریائے فرات کے درمیان مسلمانوں اورمسلمان ملکوں پرحکومت اور غلبہ حاصل کرنا جو دریائے نیل سے دریائے فرات تک پھیلے ہوئے ہیں اور امریکہ جو اس علاقے میں رعب ،خوف اور وحشت پھیلا رہا ہے، اسرائیل جیسے اپنے پٹھو کامکمل طورپر حامی اور پشتیبان ہے تاکہ وہ علاقے میں اپنے مظالم جاری رکھ سکے ۔لہٰذا ان طاقتوں کے سیاسی کھیل کو ہرگز نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور وہ لوگ جو اسرائیل کی حمایت کررہے ہیں، ان کو جان لینا چاہئے کہ وہ ایک زہریلے سانپ کی حمایت کرکے اسے مضبوط بنارہے ہیں ، اور جب بھی اسے فرصت ملے گی، خدانخواستہ اس علاقے کو خاک وخون میں یکساں کرکے مسلمانو کو نیست ونابود کردے گا۔لہٰذا اس زہریلے سانپ کو جو آہستہ آہستہ رینگ رہا ہے۔ ہرگز مہلت اورفرصت نہیں دینی چاہئے۔ چنانچہ اگرظالم صدام کوموقع ہاتھ آجائے تو وہ بھی اس علاقے میں اسرائیل سے کم خطرناک

ثابت نہیں ہوگا۔ پس ضروری ہے کہ علاقے کے امن وامان کی خاطر اور دین اسلام کی فلاح وبہبود کے لئے علاقے کی حکومتیں، صدام کی حمایت سے ہاتھ کھینچ لیں کیونکہ اب ایرانی فوج ایدھم اللّٰہ تعالیٰ نے خداوند تعالیٰ کی مدد کے ساتھ اس خطرناک جرثومہ کو موت کے نزدیک کردیا ہے لہٰذا ان کی دینی اور دنیاوی بہتری اسی میں ہے کہ اس کا ساتھ چھوڑدیں کیوں کہ اگر اس کو موقع مل گیا تو وہ خلیج فارس کے کسی بھی ملک پر رحم نہیں کرے گا۔ آپ نے دیکھ لیا ہے، اب جبکہ وہ عبرتناک شکست سے دوچار ہوچکا ہے تو اس نے اپنی ایک تقریر میں کہا ہے کہ ”عربوں کو چاہئے کہ عراق کی لیڈر شپ کو تسلیم کرلیں اور اس میں کسی قسم کا شک نہ کریں“ پس اگر یہ شخص طاقت پکڑ جائے گا تو یہ صرف ”لیڈر شپ“ پر ہی اکتفا نہیں کرے گا۔ ان حکومتوں کے تبلیغاتی لاؤڈ اسپیکر، جنہوں نے اسلامی ایران سے منہ کی کھائی ہے، وہ اپنے مقاصد کو پہنچنے اور زیادہ سے زیادہ قوموں کو زنجیروں میں جکڑنے کے لئے تمہیں ایران سے ڈرارہی ہیں۔ لیکن ایسی حکومتوں کو جان لینا چاہئے کہ ایران اسلامی تعلیمات کی پیروی میں ان تمام حکومتوں کے ساتھ برادرانہ اور مساویانہ سلوک کرے گا جو اسلامی قوانین کی مطیع اور فرمانبردار ہوں گی لیکن اس شخص اور حکومت کے ساتھ ہرگز صلح اور دوستی برقرار نہیں کرے گا جس نے ہمارے پیارے ملک میں اس قدر مظالم ڈھائے اور اتنے نقصانات پہنچائے ہیں۔ عراق کی عزیز قوم ایران کی فتح اور کامیابی کا شدت سے انتظار کررہی ہے تاکہ اس خطرناک اور زہریلے بچھو سے نجات حاصل کرلے۔ ہمیں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے ساتھ یہ انتظار بھی زیادہ طولانی نہیں ہوگا۔

”الیس الصبح بقریب“

۹۔ محترم ایرانی حاجیوں اور حرمین شریفین کے گرامی زائرین کو جان لینا چاہئے کہ وہ اس ملک سے تعلق رکھتے ہیں جس نے اسلامی مقاصد کے لئے ظالموں، ستمگروں اور جارحیت پسندوں کو اپنے ملک سے باہر نکالنے کے لئے انقلاب برپا کیا ہے اور اب خانۂ خدا اور رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہراور ایسے ہی ائمہ کرام کے روضات مبارک کی زیارات کے لئے مکہ معظّمہ گئے ہیں وہ اپنے تمام اسلامی ممالک کے مسلمان بھائیوں کی حمایت میں ہیں۔ اسلام کے دشمنوں کے جھوٹے پروپگنڈے اور ان ممالک کی جھوٹی نیوز ایجنسیاں، ان کے اعمال واقوال اور رفتار پرکڑی نظر رکھے ہوئے ہیں اور اس کوشش میں ہیں کہ رائی کا پہاڑ بنادیں اور اس طرح پوری دنیا کو اپنے جھوٹے پروپیگنڈوں سے بھردیں۔ اس صورت میں ان بھائیوں کی بہت چھوٹی سی غلطی اور خطا بھی خداوند تعالیٰ اور اس کے

پیارے پیغمبرؐ کے سامنے گناہ کے علاوہ حرمین شریفین کے تمام زائرین کے سامنے شرمندگی کا باعث ہوگی اور اس کے نتیجے میں بہت بڑا گناہ تصور ہوگا۔ کیوں کہ بعض اعمال اور الفاظ حرمین شریفین کی عزت وحرمت کے خلاف ہونے کے علاوہ اسلامی جمہوریہ ایران کی رسوائی کا باعث ہوں گے کہ خدانخواستہ یہ اسلامی جمہوری حکومت جو صرف اور صرف اللہ تعالی کی حکومت اور قرآن مجید کے مقدس آسمانی احکام، اور پیغمبر اکرمؐ کی سنت مقدسہ کی برقراری کے لئے معرض وجود میں آئی ہے بعض افراد کے بعض اعمال والفاظ کی خاطر اس طرح متعارف ہو کر عیب جو افراد کے ہاتھ میں ایک بہانہ آجائے تا کہ وہ اسلام اور اسلامی جمہوریہ ایران کے خلاف پروپگنڈا کر سکیں اور اس طرح اسلام اور ایران کے نورانی چہرے کو بدنما کر کے دکھانے کی کوشش کریں۔ اور اس امر کا گناہ، ان لوگوں کے نامۂ اعمال میں لکھا جائے گا جو عبادت اور فریضۂ حج کے لئے تشریف لے گئے ہیں ان کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اعمال پر کڑی نظر رکھیں تا کہ بے جا اعمال اور گفتار جنم نہ لے سکیں۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے عزیز واقارب اور رشتہ داروں کے اعمال پر بھی نظر رکھے اور ان صحیح اسلامی اور انسانی پروگراموں کے مطابق عمل کرے جو میرے نمائندے جناب حجۃ الاسلام خوئینی ہا کے ذریعے بتائے گئے ہوں اور ان کے خلاف ورزی نہ کرے تا کہ زائرین کے لئے مشکلات اور ہرج مرج کے اسباب فراہم نہ ہوں۔

سعودی عرب کی پولیس اور ایسے ہی اس ملک کے حج وزیارت کے عہداروں کو توجہ کرنی چاہئے کہ ایرانی زائرین جو ایک انقلابی ملک سے آتے ہیں اور جو مدت تک مشرق ومغرب کے زیر ستم رہے ہیں۔ ان کا ملک غارت شدہ ہے اور اس ملک نے اپنے خداوند تعالیٰ کی مدد کے ساتھ عوامی تحریک اور انقلاب میں حصہ لے کر دنیا کی بڑی اور ظالم طاقتوں سے نجات حاصل کر لی ہے اور اپنے مزدوروں اور چھوٹے بڑے افراد کی ہمت سے آزادی حاصل کر لی ہے اور اس ظالم شہنشاہی نظام کا خاتمہ کر دیا ہے جس نے امریکہ کو اسلامی ملک اور مسلمانوں پر مسلط کر رکھا تھا انھوں نے امریکہ اور روس کے مشیروں اور جاسوسوں اور پٹھوؤں کو یا تو پکڑ کر جیل میں بند کر دیا ہے اور یا ان کو ملک سے باہر نکال دیا ہے اور اب بیت اللہ الحرام اور رسول خداﷺ کے مرقد اطہر اور ائمہ کرام علیہم السلام کی زیارت سے مشرف ہوئے ہیں۔ وہ خداوند تعالیٰ اور رسولؐ خدا کے مہمان ہیں، ان کی بے حرمتی اور توہین ان کے گرامی قدر میزبانوں کی بے حرمتی اور توہین ہوگی۔ کیونکہ یہ مہمان خاص طور پر اس لئے آئے ہیں کہ اپنے مناسک حج کے دوران، حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت محمدﷺ کی آواز پر لبیک

کہیں کیوں کہ ان کی آواز پر لبیک کا مطلب خداوند کی آواز پر لبیک ہے۔ لہٰذا ان لوگوں کے ساتھ، جنہوں نے ہر وادی اور شہر سے خداوند تعالی اور رسولؐ کی طرف ہجرت کی ہے، مہر ومحبت، وفا اور اخوت کے ساتھ سلوک کریں اور خداوند تعالی اور رسول اللہؐ کے مہمانوں کو تکلیف اور آزار نہ پہنچائیں۔ کیونکہ یہ لوگ مناسک حج کی ادائیگی اور ایسے ہی مشرکوں اور کافروں سے نجات حاصل کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں۔ ان وفادار اور اسلامی مہمانوں سے پیار کریں اور ایک مقتدر اسلامی حکومت سے، اسلام اور مسلمانوں کے دشمنوں یعنی غاصب اسرائیل اور امریکہ کے حواریوں کے غلبے کو ختم کرنے کی خاطر جو اسلامی ممالک اور اسلام کے سب سے بڑے دشمن ہیں، استفادہ کریں اور اس طرح مکہ معظّمہ کو مسلمانوں کا ایسا مرکز بنائیں جہاں ظالموں کے خلاف آواز اٹھے کیوں کہ یہ بھی حج کے اسرار میں سے ہے اور خداوند تعالیٰ انسانوں کے لبیک کہنے کا محتاج نہیں ہے۔ خداوند ہمیں شیطان اور نفس امارہ کی پیروی سے محفوظ فرما۔ ہمیں جاہ ومقام اور دنیا ونفس پرستی سے دور رکھ۔ اسلامی ممالک کو دائیں اور بائیں طرف کی بڑی طاقتوں کے رعب، خوف اور وحشت سے نجات حاصل فرما۔ اور انہیں اسلامی اور انسانی فرائض سے آشنا کردے۔ اسلامی ممالک اور اسلامی قوموں کو ان کے مقاصد کے حصول اور اخوت واتحاد کی طرف راہنمائی فرما۔ اور ایرانی حاجیوں کو جنہوں نے تیری راہ میں سخت مشکلات اور مصائب کا سامنا کیا ہے اور اپنے پاک مقصد کے لئے بے عزتی اور قید کی مشقتیں برداشت کی ہیں، اپنی رحمت اور اپنے نور خاص کا جلوہ عطا فرما۔ اے خدا! غارتگر بڑی طاقتوں کو مسلمانوں کے ملکوں سے دور کردے۔ اور ہمیں جیسا کہ تو چاہتا ہے، ہدایت فرما۔ اور اسلامی فوجوں کو فتح ونصرت عطا فرما جو اپنے ممالک کا دفاع کررہی ہیں۔ اور جارحیت پسند، غاصب اسرائیل، امریکہ ظالم روس کو شکست سے روبرو فرما۔ مسلمانوں اور اسلام کو مضبوط اور مستحکم بنا اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔ آمین۔

والسلام

روح اللہ الموسوی الخمینی

حجاج بیت اللہ الحرام سے
آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای کا خطاب

رہبر معظم انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے حجاج کرام کے نام اپنے عظیم پیغام میں تمام مسلمانوں اور حجاج کرام کو حج کے مناسک وگرانقدر ملت اسلامیہ عالم اور ان کی حقیقی ذمہ داریوں کی طرف متوجہ کرتے ہوئے فرمایا: آج ملت اسلامیہ کی سب سے اہم اور بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ آپس میں محبت و الفت اور اخوت وبرادری کے رشتوں کو مضبوط و مستحکم بنائے، مختلف رنگ وروپ اختیار کرنے والے استعماری عفریت کے مقابلے میں استقامت کا مظاہرہ کرے اور قول وعمل کے ذریعہ مشرکین سے برائت کا اظہار کرے۔

پیغام کا متن حسب ذیل ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حج کا موسم عالم آفاق میں توحید کی ضوفشانی، تابندگی اور نورانیت و معنویت کی فصل بہار ہے، حج کا آئین ایسا صاف وشفاف چشمہ ہے جو حاجی کو غفلت اور گناہ کی آلودگیوں سے دوراور اسے پاک وپاکیزہ بناتا ہے۔ خدا دادفطرت کی نورانیت کو اس کی روح وجاں میں دوبارہ جلوہ گرکرتا ہے۔ میقات حج میں فخرومباہات کے لباس کو اتارنا اور سب کا ایک ہی رنگ میں لباس احرام زیب تن کرنا، امت اسلامیہ کی یکجہتی و یکرنگی کا مظہر اور پوری دنیا میں مسلمانوں کے اتحاد واتفاق کا شاندار نمونہ ہے۔ حج کا نعرہ ایک طرف: ''فالٰھکم الٰہ واحد فلہٗ اسلموا وبشّر المومنین'' اور دوسری طرف: ''والمسجد الحرام الذی جعلنہ للنّاس سواءن العاکف فیہ والباد" کا آئینہ اور اسی طرح کعبہ کلمہ توحید کی نمائندگی کے علاوہ توحید کلمہ اور اسلامی برادری وبرابری کا بھی مظہر ہے۔

دنیا کے گوشہ گوشہ سے جو مسلمان خانہ کعبہ کے طواف اور حرم پیغمبر اکرم ﷺ کی زیارت کے ذوق وشوق میں جمع ہوئے ہیں انہیں امت اسلامیہ کے درد ناک مسائل اور عظیم چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہئے اور باہمی اتحاد ویکجہتی کو مزید مضبوط ومستحکم بنانا چاہئے۔ آج اسلام دشمن عناصر کا ہاتھ امت کے درمیان تفرقہ واختلاف پیدا کرنے کے

لئے پہلے سے کہیں زیادہ آشکار اور متحرک ہے جبکہ آج امت اسلامیہ کو اتحاد و یکجہتی اور ہمدردی وہمدلی کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے کیونکہ آج اسلامی سرزمین پر خونخوار دشمن پہلے سے زیادہ المناک حادثات کو جنم دے رہے ہیں۔

فلسطین صہیونیوں کے خوانخوار پنجوں میں مزید درد وغم میں مبتلا ہے، بیت المقدس کو زبردست خطرات کا سامنا ہے۔ غزوہ کے مظلوم بے رحمانہ قتل عام کے بعد بھی پہلے کی طرح دردناک اور سخت ودشوار حالات وشرائط میں زندگی بسر کررہے ہیں، افغانستان میں غاصب وتسلط پسند طاقتیں ہر روز نئے مظالم کے پہاڑ توڑ رہی ہیں۔ عراق میں بدامنی نے لوگوں سے آرام وسکون سلب کرلیا ہے۔ یمن میں برادرکشی نے امت اسلامیہ کے دل پر ایک نیا داغ لگادیا ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو غوروفکر کرنا چاہئے کہ حالیہ برسوں میں عراق، افغانستان اور پاکستان میں رونما ہونے والی دہشت گردی، بیگناہ لوگوں کا قتل عام، بم دھماکوں، جنگوں اور فتنوں کا جو بازار گرم ہے ان کی تعمیل کی سازشیں اور منصوبے کہاں تیار ہورہے ہیں؟ علاقہ میں امریکہ کی ظالم فوج کے تسلط اور داخلے سے قبل علاقہ کی مسلمان قومیں کیوں اس درد ورنج ومصیبت میں مبتلا نہ تھیں؟ تسلط پسند طاقتیں ایک طرف فلسطین، لبنان اور دیگر علاقوں میں عوامی انقلابی تحریکوں کو دہشت گرد قرار دیتی ہیں اور دوسری طرف علاقائی قوموں کے درمیان قومی اور مذہبی منافرت پھیلانے والے دہشت گردوں کی حمایت اور راہنمائی کرتی ہیں، تاکہ مشرق وسطیٰ اور شمالی افریقہ کی قومیں برطانیہ، فرانس اور دیگر مغربی ممالک کے استعماری پنجوں میں کئی برسوں تک ذلت وحقارت میں جکڑی رہیں۔

انہوں نے ان کے قدرتی وسائل کو تباہ وبرباد کیا، ان کے جذبہ آزادی کو بے رحمی کے ساتھ کچلا اور عرصہ دراز تک علاقائی قومیں غیرملکی حملہ آوروں کی حرص وطمع کا شکار رہیں، جب اسلامی بیداری اور عوامی انقلابی تحریکوں کا آغاز ہوا اور جذبہ شوق شہادت، جہاد فی سبیل اللہ اور الی اللہ جیسے بے مثال عوامل نے بین الاقوامی ستمگروں پر قافیہ حیات تنگ کردیا تو استعماری طاقتوں نے مکارانہ پالیسیوں کو تبدیل کرکے اپنی گذشتہ پالیسیوں کی جگہ نئی استعماری پالیسیوں کو اختیار کیا اور اسلام کو شکست دینے کے لئے مختلف رنگ وروپ اختیار کرنے والا بہروپیہ استعماری بھوت آج اپنی تمام توانائیوں کے ساتھ میدان میں اتر آیا ہے۔ فوجی طاقت، آہنی مٹھی، آشکارا وغاصبانہ قبضہ، شیطانی تبلیغات کا سلسلہ تمام ذرائع ابلاغ کے ذریعہ جھوٹے پروپگنڈوں اور افواہوں کا منظم سلسلہ، طے شدہ

منصوبہ کے تحت دہشت گردانہ قتل اور نائٹ کلب سے لیکر منشیات، بداخلاقی کی تبلیغ وترویج ، جوانوں کے عزم وحوصلہ پر کاری ضرب اور انقلابی مراکز پر مکمل سیاسی حملہ، مسلمان بھائیوں کے درمیان قومی اور مذہبی منافرت اور تعصب کو ہوا دینا دشمن کی سازشوں کا اہم حصّہ ہے۔ اگر امت اسلامیہ اور مسلمانوں کے درمیان محبت ، حسن ظن ، ہمدردی اور ہمدلی پیدا ہوجائے اور تعصب ومنافرت کی فضا ختم ہوجائے تو دشمنوں کی سازشوں کا بہت بڑا حصہ خود بخود ختم اور غیر مؤثر ہوجائے گا نیز امت اسلامیہ پر کنٹرول اور تسلط کا ان کا مذموم منصوبہ نقش بر آب اور شکست سے دوچار ہوجائے گا، اس عظیم مقصد کو عملی جامہ پہنانے کے لئے حج ایک عظیم موقع ہے ۔مسلمان باہمی تعاون اور قرآن وسنت کے مشترکہ اصولوں پر عمل واعتماد کرتے ہوئے طاقت اور قدرت حاصل کریں اور مختلف رنگ وپروپ اختیار کرنے والے اس شیطانی عفریت کے مدمقابل کھڑے ہوجائیں ، اس کو اپنے ایمانی جذبے اور پختہ عزم کے ذریعہ مغلوب بنائیں۔حضرت امام خمینیؒ کے دروس کی پیروی میں اسلامی جمہوریہ ایران اسلام دشمن سامراجی طاقتوں کے خلاف کامیاب مزاحمت کا اعلیٰ اور شاندار نمونہ ہے۔ دشمنوں کو اسلامی جمہوریہ ایران میں زبردست شکست ہوئی۔تیس برسوں تک کی لگاتار سازش و دشمنی،۸ سالہ مسلط کردہ جنگ، فوجی بغاوت،اقتصادی پابندیاں، ایرانی اثاثہ کا منجمد کرنا، نفسیاتی وتبلیغاتی جنگ ، جدید علوم و ٹیکنالوجی میں ایران کی پیشرفت وترقی کو روکنے کی کوشش ، پرامن ایٹمی پروگرام کے سلسلے میں گمراہ کن پروپگنڈہ حتیٰ کہ حالیہ انتخابات میں آشکار اورواضح مداخلت اور تمام دیگر میدانوں میں دشمن کی تمام کوششیں شکست و ناکامی سے دوچار ہوئی ہیں۔قرآن مجید کی یہ آیت'' انّ کید الشیطانی کان ضعیفا'' ایرانیوں کے سامنے دوبارہ مجسم ہوگئی۔

چنانچہ دنیا کے ہر گوشہ میں عزم وایمان پر مبنی انقلابی سرگرمیوں نے لوگوں کو مغرور ومتکبر دشمن کے سامنے پھر صف آرا مومنوں کو فتح وکامیابی اور ستمگروں کو ذلّت ورسوائی نصیب ہوئی، لبنان میں ۳۳ روزہ جنگ میں کامیابی ، غزہ میں حالیہ تین برسوں میں کامیاب اور سرافراز جہاد اس حقیقت کا زندہ ثبوت ہے۔ اس الٰہی وعدہ گاہ میں حاضر ہونے والے تمام نیک وسعادتمند حاجیوں بالخصوص اسلامی ممالک کے خطباء و علماء اور حرمین شریفین کے خطباء جمعہ سے میری استدعا ہے کہ وہ مسئلہ کا درست ادراک کریں اور آج اپنی ذمہ داری کو اچھی طرح اور فوری طور پر پہچان لیں، اپنی پوری طاقت وتوانائی کے ساتھ دشمنوں کی سازشوں سے اپنے سامعین ومخاطبین کو آگاہ کریں اور عوام کو محبت والفت

اور اتحاد کا درس دیں اور مسلمانوں کے درمیان بدگمانی اور سوءظن پیدا کرنے والی ہر بات سے پرہیز کریں، جو بھی نعرہ وفریاد وفغاں ہے اس کو امت مسلمہ کے دشمنوں، امریکہ اور صہیونزم کے خلاف زور دار آواز میں بلند کریں اور اپنے قول وعمل کے ذریعہ مشرکین سے برائت کا اظہار کریں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے اپنے لئے اور آپ سب کے لئے رحمت ونصرت اور مدد طلب کرتا ہوں۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللّٰہ وبرکاتہ

سید علی خامنہ ای

۳؍ذی الحجۃ الحرام ۱۴۳۰

بین الاقوامی حج سمینار کے نام

نمائندہ ولی فقیہ اور ایرانی حجاج کرام کے سرپرست

حضرت آیت اللہ ری شہری کا پیغام

بسم الله الرحمن الرحيم

"ان المتّقين فى جنّٰت وّعيون☆ اُدخلوها بسلام آمنين☆ ونزعنا مافى صدورهم من غل اخوانا على سرر متقابلين☆ لا يمسهم فيها نصب وماهم منها بمخرجين"

یعنی بیشک صاحبان تقویٰ باغات اور چشموں کے درمیان رہیں گے۔ انہیں حکم ہوگا کہ تم ان باغات میں سلامتی اور حفاظت کے ساتھ داخل ہوجاؤ اور ہم نے ان کے سینوں سے ہر طرح کی کدورت نکال لی ہے اور وہ بھائیوں کی طرح آمنے سامنے تخت پر بیٹھے ہوں گے نہیں انہیں کوئی تکلیف چھو سکے گی اور نہ وہ وہاں سے نکالے جائیں گے۔

(الحجر آیات ۴۵ تا ۴۸)

اس اجتماع میں موجودہ جملہ دانشوروں، عالموں ، بہنوں اور بھائیوں کی خدمت میں درو دوسلام پیش کرتے ہوئے اس روحانی نشست کی تشکیل میں شریک تمام معاونین بالخصوص خانہ فرہنگ سفارت جمہوری اسلام ایران ،نئی دہلی، مرکزی حج کمیٹی ، حکومت ہند، دہلی اور انڈیا اسلامک کلچرل سینٹر، نئی دہلی کا شکریہ ادا کرتا ہوں ۔

فریضہ حج درحقیقت مسلمانوں کی وحدت کی اہم اور بلند ترین علامتوں میں سے ایک ہے اور اس عظیم کانگریس کی تشکیل کا مقصد عالم اسلام کے سامنے موجود اہم وپیچیدہ مسائل اور دھمکیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے مشرکین سے برأت وبیزاری کے اعلان نیز تقویٰ ونیکی کی بنیاد پر باہمی تعاون اور مناسب مواقع کے سلسلے میں غوروفکر کرنا ہے۔ لہٰذا خداوند عالم کی بارگاہ عالیہ میں دست بدعا ہوں کی وہ اس عظیم الشان محفل کے اہتمام میں سرگرم تمام معاونین ومندوبین کی کوششوں کو مبارک قرار دے۔

یہ نشست ایسے حالات میں منعقد ہورہی ہے کہ گھات میں لگے ہوئے دشمنوں کی مہلک سازش اور مٹھی بھر ناواقف ، ناعاقبت اندیش اور خودفروش عناصر کی وجہ سے عالم اسلام فتنہ وفساد کا شکار ہے اور امت اسلامیہ عالم کے درمیان کینہ ونفاق اور تفرقہ ومسلسل آشوب کی حوصلہ افزائی کا سلسلہ

جاری ہے۔

دوسری طرف ایرانی قیادت اور دینی وسیاسی وفکری میدان میں مہارت رکھنے والے ایرانی علماء ودانشوروں کی جانب سے امت اسلامیہ کے درمیان وحدت واتحاد کو عملی جامہ پہنانے پر زور دیا جارہا ہے اور عالم اسلام کے صاحبان فکرونظر اور ماہرین سیاست سے وحدت اسلامی کے منشور کی تدوین کا مطالبہ بھی کیا جارہا ہے تاکہ امت اسلامیہ کو سامراج کے مسلسل حملات کے مقابلے میں موثر اقدام کے لئے آمادہ کیا جاسکے۔

میں نے اس پیغام کی ابتداء میں جن قرآنی آیات کو سرنامہ کلام قرار دیا ہے ان میں تقویٰ اور اخوت کے مفہوم کے درمیان موجود رابطہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے متقی وپرہیزگار لوگوں کے لئے خداوند عالم نے بہشت جاوید کا جو وعدہ کیا ہے اس کی تعمیل وتکمیل پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ان آیات میں صلح وسلامتی سے مالامال ایسی دنیا کی خوشخبری بھی دی گئی ہے جہاں نعمتوں کی فراوانی ہوگی اور مصائب ومشکلات کا نام ونشان بھی نہ ہوگا۔

قرآنی تعلیمات کے بموجب صراط مستقیم الٰہی کی پیروی اور تفرقہ واختلاف سے اجتناب ودوری کے بغیر تقویٰ کا حصول ناممکن ہے۔

"وانّ ھذا صراطی مستقیمافاتبعوہ ولاتتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ ذلک وصّٰکم بہ لعلکم تتقون"

یعنی جان لو کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے پس تم لوگ اس کی پیروی کرو اور ایسے راستوں کی پیروی ہرگز نہ کرو جو تمہیں خدا کی راہ سے منحرف کردیتے ہیں۔ خداوند عالم نے تمہیں اسی راہ پر چلنے کی ہدایت کی ہے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرسکو۔ (سورۂ انعام آیت ۱۵۳)

افسوس کی بات ہے کہ سردست عالم اسلام ایک تلخ حقیقت کا شاہد ہے۔ امریکی قیادت کے سایہ میں عالمی سامراج موجودہ دنیا پر ایک قطبی نظام کو مسلط کرنے میں ہمہ تن سرگرم ہے اور مشرقی کیمپ وقطب کے انتشار وبکھراؤ کے بعد اسلامی مقاصد اور اسلامی بیداری تحریک کو اپنے تسلط ومنصوبے کی تعمیل کی راہ میں بڑی رکاوٹ خیال کرتا ہے جو امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی قیادت میں عظیم الشان کامیابی حاصل کرنے والے اسلامی انقلاب کا مظہر وعطیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج عالمی سامراج ہر ممکن مکروفریب سے کام لیتے ہوئے تحریک بیداری اسلام کی سرکوبی اور امت اسلامیہ

کے درمیان وحدت واتحاد کو توڑنے میں لگا ہوا ہے۔ سماجی وسیاسی اصلاحات اور انسانی حقوق وجمہوریت کی تبلیغ واشاعت پر مشتمل ''عظیم مشرق وسطیٰ منصوبہ'' کی شکست وناکامی کے بعد یہ عالمی سامراجیت قومی، سیاسی اور فرقہ وارانہ فتنوں اور خانہ جنگیوں کے ذریعہ، اپنے ناپاک مقصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہے۔ جس کا منظر فلسطین، لبنان اور عراق میں ہماری نگاہوں کے سامنے موجود ہے، اس کی حتی الامکان کوشش ہے کہ قانونی اداروں اور سیاسی تنظیموں کے بنیادی ڈھانچے پر دسترس حاصل کرے جیسا کہ لبنان میں ہوا اور اس وقت پٹرو ڈالر کے سہارے عراق میں اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش جاری ہے۔ نہایت افسوس کی بات ہے کہ اسلامی معاشروں کے اندر بھی دانستہ یا نادانستہ طور پر ایسے گروہ موجود ہیں جو ان سامراجی سازشوں کی کامیابی کی زمین ہموار کرنے اور انہیں عملی رنگ روپ دینے میں بنیادی کردار ادا کر رہے ہیں اور قرآنی ارشادات کے بموجب اس بات سے پوری طرح غافل ہیں کہ عصری فرعون روی زمین پر اپنا تسلط ومکمل اقتدار قائم کرنے کے لئے لوگوں میں تفرقہ ڈال رہا ہے۔ ان میں سے ایک جماعت کو کمزوری وناتوانی کی طرف گھسیٹ رہا ہے اور ان لوگوں کے درمیان کینہ وعداوت کے بیج بو رہا ہے۔ ان لوگوں نے اس الٰہی نصیحت کو نہ سننے کے لئے اپنے کان بند کر رکھے ہیں کہ خداوند عالم اور اس کے پیغمبرؐ سے عداوت رکھنے والوں کی دوستی کا مطلب ایمان سے دوری وعلیحدگی ہے۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

"لاتجد قوماً یؤمنون باللّٰه والیوم الاخر یوادون من حاد اللّٰه ورسوله"

یعنی آپ کبھی نہ دیکھیں گے کہ جو قوم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھنے والی ہے اور وہ ان لوگوں سے دوستی کر رہی ہے جو اللہ اور اس کے رسولؐ سے دشمنی کرنے والے ہیں وہ ان کے باپ دادا یا اولاد یا برادران یا عشرہ اور قبیلہ والے ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ نے صاحبان ایمان کے دلوں میں ایمان لکھ دیا ہے اور ان کی اپنی خاص روح کے ذریعہ تائید کی ہے اور وہ انہیں ان جنتوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ انہیں میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ خدا ان سے راضی ہوگا اور وہ خدا سے راضی ہوں گے۔ یہی لوگ اللہ کا گروہ ہیں اور آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کا گروہ ہی نجات پانے والا ہے۔ (سورہ المجادلہ آیت ۲۲)

زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ فکری، فقہی اور علمی مباحث میں موجود اختلاف رائے جو پہلے علماء ومفکرین ودانشوروں کے درمیان محدود ہوا کرتی تھی یا زیادہ سے زیادہ حاکموں اور صاحبان

قدرت کے فکری مباحث کا موضوع ہوا کرتی تھی انہیں آج وسائل ابلاغ عامہ، ریڈیو، ٹیلی ویژن ، انٹرنیٹ اور ویب سائٹ کے ذریعہ نیز عمومی اسلامی محافل واجتماعات میں زیادہ سے زیادہ بڑھا چڑھا کر اور مزید اختلاف انگیز راہ وروش کے ساتھ پیش کیا جارہا ہے تاکہ یہ نظریاتی اور سطحی اختلافات عام مسلمانوں کے درمیان رائج ہوجائیں اوراس سے زیادہ افسوسناک بات تو یہ ہے کہ فقہی ،علمی اور فکری مباحثات میں اگر کبھی کوئی اختلاف ہوا کرتا تھا تو وہ فقط علماء وماہرین تک ہی محدود رہتا تھا یا زیادہ سے زیادہ حکام وصاحبان اقتدار کو اس سے سیاسی اور اقتصادی فائدہ اٹھانے کا موقع مل جایا کرتا تھا لیکن آج یہ کوشش کی جارہی ہے کہ افراد وحوادث کے ذریعہ اختلاف انگیز مسائل کو انٹرنیٹ ویب سائٹ پر اور عمومی اجتماعات کے دوران اس فتنہ وفساد کو اسلامی معاشرہ کے ہر فرد تک پہنچادیا جائے۔ اس کے بعد ان کے بھڑکے ہوئے جذبات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے امت اسلامیہ کے درمیان لڑائی جھگڑا، قتل وغارتگری اور برادرکشی کی زمین ہموار کردیں۔ انتہائی افسوس کے ساتھ اس حقیقت کا اعتراف لازمی ہے کہ اس منصوبے میں اسلام دشمن جماعتوں نے کامیابی بھی حاصل کرلی ہے۔

اس راہ وروش کا ایک خطرناک اور نقصان دہ نتیجہ مد مقابل کے ساتھ اعتراضات کی جوابدہی اور مکالماتی مناظرہ کا اہتمام ہے اور دشمن کے اس پرفریب جال میں اکثر افراد پھنس جاتے ہیں جس کی وجہ سے نہ صرف یہ کہ مالی اور انسانی وسائل تباہ وبرباد ہوتے ہیں بلکہ ملت ترقی اور خوشحالی کی ڈگر سے ہٹ جاتی ہے۔ اس کے علاوہ آپسی اختلافات کی گرم بازاری کی وجہ سے مسلمان قومیں اپنے اصل اور حقیقی دشمن سے غافل ہوجاتی ہیں اور دشمن کو ملک وملت کے سرمایہ کی لوٹ کھسوٹ کا سنہری موقع فراہم ہوجاتا ہے اور نقصان میں کئی گنا اضافہ ہوجاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ملک وملّت کے خیر خواہ علماء اور دانشور قوموں کے درمیان موجود مشترکات کی ترویج اور جزبات بھڑکانے والی حرکتوں سے اجتناب پر زور دیتے ہیں۔ ایرانی تنظیم حج وزیارت کے ذمہ داروں کے نام جاری شدہ لازمی ہدایات میں حضرت آیت اللہ خامنہ ای ارشاد فرماتے ہیں:

ملت اسلامیہ کے درمیان اتحاد واستحکام کے لئے ہم لوگوں کو مسلمانوں کے درمیان مشترکہ اصولوں پر بھروسہ کرنا چاہئے۔

کج فہمی ، غلط توجیہات، غلط فہمی ، ایک دوسرے کے حقیقی بنیادی اصولوں سے ناواقفیت ہی مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی راہ میں رکاوٹ ہیں۔

مذہبی جذبات کی تحریک اور باہمی اختلاف کی زمین ہموار کرنا گناہ ہے۔ جو لوگ یہ کام انجام دے رہے ہیں وہ درحقیقت امریکی اور صہیونی خفیہ تنظیموں کے مقصد کی تکمیل میں لگے ہوئے ہیں اور انہیں خداوند عالم کی بارگاہ میں جوابدہ ہونا پڑے گا۔

سردست وحدت واتحاد کی گفتگو کی تکرار کے بجائے یہ زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وحدت آفرین اسباب وعوامل کی طرف بھرپور توجہ دی جائے، لہٰذا ان کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ عقیدہ توحید واطاعت پیغمبر اکرمؐ کے بعد اہلبیت علیہم السلام الٰہی راہ وروش کا بہترین مظہر اور وحدت اسلامی کا موثر وسیلہ ہیں۔ اسی وجہ سے وحدت امت اسلامیہ سے وابستہ اس مضبوط قلعہ پر مسلسل یلغار دکھائی دیتی ہے۔ واضح رہے کہ پیغمبر اکرمؐ کے اہلبیتؑ اور ائمہ علیہم السلام نیز ان کے حقیقی پیرو کبھی بھی مسلمانوں کے درمیان اختلاف، نزاع اور جنگ وخونریزی کا باعث نہیں رہے اور نامناسب حالت میں بھی ان لوگوں نے سکوت سے کام لیا ہے اور ایسا کوئی عمل انجام نہیں دیا جس سے امت کے درمیان اختلاف کی آگ بھڑک سکے۔

آج تعلیمات مکتب اہلبیتؑ کی پیروی کی وجہ سے ہی جنوبی لبنان کے مسلمانوں نے اسلام کے جانی دشمن یعنی صہیونیت کا شاندار مقابلہ کیا ہے۔ اسلامی مجاہدین کی جماعت نے حزب اللہ کی موثر اور بھرپور قیادت کے سایہ میں اور رسولؐ خدا کے اہلبیتؑ بالخصوص ائمہ اطہارؑ کی پیروی کرتے ہوئے داخلی مخالفین کے ہاتھوں گہری چوٹ برداشت کی لیکن اپنے اسلحوں کا رخ حملہ آور دشمنوں کی طرف ہی رکھا اور داخلی مخالفین پر کوئی حملہ نہیں کیا تاکہ اسلامی اتحاد کے جلوہ کو منور ونمایاں اور مطلوبہ اتحاد کو جامۂ عمل پہنا سکیں۔

وحدت اسلامی کو عملی رنگ وروپ عطا کرنے کے لئے دوسرا اہم وسیلہ دشمن کا بھرپور مقابلہ ہے۔ جدوجہد کی راہ میں مسائل ومصائب یقینی ہیں لیکن بھرپور مقابلے کی سب سے بڑی برکت اصل دشمن کی شناخت اور اس کے خلاف ہر ممکن طاقت کا بھرپور استعمال ہے جس کے لئے داخلی اختلافات سے چشم پوشی اور کنارہ گیری لازمی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج سرزمین افغانستان، عراق، لبنان، فلسطین اور دنیا کے دیگر علاقوں سے استقلال طلبی کی ہر آواز کا گلا گھونٹنے کے لئے عالمی سامراج ہر ممکن سامراجی اور اختلاف انگیز ہتھکنڈوں کا استعمال کررہا ہے۔

سردست اس بات پر تاکید ضروری ہے کہ دین کے دائمی اصول اور عبادتی اعمال کی انجام دہی کے ساتھ ہی ساتھ درپیش مسائل اور دھمکیوں کے مقابلے کے لئے وحدت واتحاد کی تشکیل ایک

لازمی امر ہے۔ یہ اسلامی اتحاد مسلمانوں کے اقتدار کا مظہر ہے اور اس بات کا موقع فراہم کرتا ہے کہ علمی اور عملی راہ وروش کے ساتھ اسلامی موقف کا انتخاب کیا جائے اور عالم اسلام کی علمی، اقتصادی، سماجی اور ثقافتی ترقی، اسلامی معاشروں کی نشوونما وخوشحالی اور ان میں موجود صلاحیتوں میں نکھار اور درخشندگی کی زمیں ہموار ہوجائے۔

اس سلسلے میں اسلامی بیداری پر تاکید، تفرقہ واختلاف انگیز مسائل سے علیحدگی اور باہمی قربت میں استحکام دنیائے اسلام کی حفاظت اور دشمن کے خلاف ہر عملی، تحقیقی اور تبلیغی امکانات اور صلاحیتوں کا بھرپور استعمال اور مجاہدانہ سرگرمیوں کی ترویج واشاعت کے لئے لازمی اقدام کئے جائیں۔ عصر حاضر میں ان کاموں کی طرف توجہ واجب ولازم ہے۔

دنیائے اسلام کو ایسی علمی تحریکوں کی ضرورت ہے جو عصر حاضر میں موجود عالمی ترقی کے ساتھ قدم سے قدم ملاتے ہوئے پسماندہ علاقوں کی علاقائی ترقی کی زمین ہموار کرسکیں اور پسماندگی وفقر ورنج ومصائب کا ان علاقوں سے خاتمہ ہوسکے۔

دنیا کے بعض علاقوں میں موجود اقتصادی پسماندگی اور فقر وگرسنگی اور مفلوک الحالی میں روز افزوں اضافہ درحقیقت سامراجی دور حکومت کی دین ہے اور آج امت اسلامیہ ایڈس اور سوائن فلو جیسی مہلک بیماریوں میں مبتلا دکھائی دے رہی ہے اور ان کے درمیان قبائلی جھگڑوں کی بھر مار بھی ہے۔ اس کے علاوہ ایک طرف سیکولر افکار وعقائد کی ترویج واشاعت اور دوسری طرف تکفیر وتردید سے رغبت کی وجہ سے امت اسلامیہ کی پریشانیوں میں غیر معمولی اضافہ ہوگیا ہے۔

لہٰذا ان مسائل ومصائب کے مقابلے کے لئے اس حقیقی اسلام کی طرف واپسی لازمی ہے جس نے گذشتہ صدیوں کے دوران دنیاوالوں کو خود ساختہ اور خود تراشدہ خداؤں کی عبادت وتابعداری اور پسماندگی سے نجات فراہم کردی۔ واضح رہے کہ عصر حاضر میں سامراجی طاقتوں کی بھرپور کوشش ہے کہ جہالت اور گمراہی کا وہ دور دوبارہ ایک نئے رنگ وروپ میں پوری دنیا پر مسلط ہو جائے۔

مجھے امید ہے کہ حج بیت اللہ کی معنویت سے استفادہ کرتے ہوئے اس روحانی اجتماع میں شریک علماء اور دانشور حضرات اپنے پر مغز اور علمی مقالات کے ذریعہ اعلیٰ اسلامی وانسانی مقاصد کی تکمیل کی راہ میں موثر قدم اٹھائیں گے۔ انشاء اللہ

عالمی حج سمینار سے

سفیر ایران عزت مآب سید مہدی نبی زادہ کا خطاب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عزت مآب جناب فاروق عبد اللہ و جناب سلمان خورشید، وزراء محترم حکومت ہند

عزت مآب جناب آقای آیت اللہ امامی کاشانی

حجۃ الاسلام والمسلمین جناب آقای نواب سفیر محترم عربستان سعودی

منتظمہ کمیٹی کے اراکین، مہمانان عزیز، خواتین وحضرات گرامی

خداوند عالم اپنی مقدس کتاب قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ''انّ اوّل بیت وّضع للنّاس للّذی ببکّۃ مبارکاًوھدی للعالمین''

یعنی'' لوگوں کی عبادت کے واسطے جو گھر سب سے پہلے بنایا گیا تو وہ یقیناً (کعبہ) ہے جو مکہ میں ہے اور بڑی رحمت وبرکت والا ہے اور سارے جہان کا رہنما۔'' (سورہ آل عمران، آیت ۹۶)

آج کا یہ اجتماع'' حج، مظہر اتحاد عالم'' نامی عنوان کا حامل ہے۔ اپنی گفتگو کے ابتدائی مرحلہ میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران اور مرکزی حج کمیٹی، حکومت ہند کا شکریہ ادا کروں جن کی مشترکہ کوششوں کے نتیجے میں اس سمینار کی تشکیل عمل میں آئی ہے۔

خانۂ کعبہ یا بیت اللہ الحرام وہ عظیم عمارت ہے جو انسانی فضائل وکمالات، خدا طلبی وحقیقت پسندی اور عدل وراستی کی بنیادوں پر قائم واستوار ہے۔ یہی وہ گھر ہے جو انسانوں کو ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے اور انہیں ابدی سعادت کی طرف لے جاتا ہے۔

اس گھر کی عظمت ووسعت کا یہ عالم ہے کہ یہ ہر رنگ ونسل اور زبان وقوم کے لوگوں کو اپنے یہاں قیام کی جگہ دیتا ہے اور اس مقدس مکان میں داخل ہونے کی شرط فقط ان دو جملوں میں پوشیدہ ہے: لا الہ الا اللہ، محمد رسول اللہ

جی ہاں! یہ آباد مکان، یہ خوبصورت مکان اور یہ بلند ومستحکم عمارت'' قلعہ اسلام'' ہے جس کو معبد کرامت اور مکتب فضیلت کا مرتبہ حاصل ہے۔ یہ جملہ سعادتوں کی ضمانت اور جملہ کمالات کا مجموعہ ہے اور آمادہ ومشتاق انسان ان سعادتوں کو بخوبی حاصل کرسکتا ہے۔ اس کے گرانقدر اور سعادت آفریں

منصوبے جاودانگی اور ہمیشگی کے حامل ہیں اور اس کی وسعت روز آخرت سے متصل ہوجاتی ہے۔

جس طرح خداوند عالم نے قرآن مجید کی آیۂ کریمہ: ''ھدی للناس وبینات من الھدی و الفرقان'' کے ذریعہ اس حقیقت کی نشاندہی کی ہے کہ قرآن تمام انسانوں یعنی (الناس) کی ہدایت کے لئے نازل کیا گیا ہے اور ہر قسم کے چھوٹے بڑے اسلامی اجتماعات مقررہ اوقات میں یومیہ نماز جماعت، ہفتہ وار نماز جمعہ، نماز عیدین کی تشکیل کو اسلامی معاشروں کی چھوٹی اور معمولی نوعیت کی مشکلات کے حل کا ذریعہ اور اسلام کی شناخت اور مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد کی ایجاد کا ذریعہ قرار دیا گیاہے بالکل اسی طرح بڑے اور اہم ترین مسائل کے حل کے لئے حج جیسی عظیم عالمی کانگریس کی تشکیل اقوام عالم کے لئے واجب ولازم قرار دی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ اس آسمانی اور ملکوتی دعوت کے جواب میں فقط اسلامی ممالک سے نہیں بلکہ دنیا کے ہر گوشے سے لاکھوں فرزندان توحید خانۂ خدا کی طرف روانہ ہوجاتے ہیں تاکہ دلکش توحیدی منظر کا مشاہدہ کرتے ہوئے ہر ممکن شرک کی تردید کا تجربہ کرسکیں۔

درحقیقت حج اسلام کے حقیقی اور تعمیراتی احکام کی عظیم الشان نمائش، خدا کے علاوہ ہر غیر خدا سے توحید پرست کی نجات وآزادی کا جلوہ ،نفس امارہ کے خلاف جنگ ونبرد آزمائی کا میدان، عدیم المثال قربانی وایثار کا مظہر اور انسان کو اس کی انفرادی وسماجی زندگی کی معرفت ومسؤلیت کی طرف متوجہ رکھنے کا ذریعہ ہے۔مختصر لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حج مکتب اسلام کے جملہ حقائق واقدار کا مظہر ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اس عبادت الٰہی سے مسلمانوں کی دیرینہ واقفیت رہی ہے اور ہر سال دنیا کے بے شمار مسلمان بڑے جوش وخروش کے ساتھ توحیدی زم زم سے اپنے دل کی کثافتوں کو صاف کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں اور اپنے محبوب سے تجدید عہد کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ہماری ادبی وثقافتی میراث گرانقدر وحیات بخش تعلیمات سے مملوولبریز ہے۔لیکن آج بھی دنیا اس اہم فریضہ کے بیشمار پہلوؤں سے ناواقف ہے۔

امام خمینیؒ کے زرین وتابناک افکار وعقائد کے سایہ میں کامیابی حاصل کرنے والے اسلامی انقلاب نے، دیگر احکام ومعارف اسلامی کی طرح ، حج کو اس کے حقیقی مقام تک پہنچادیا ہے اور اس کے حقیقی اور الٰہی معارف سے مالامال چہرہ کو پوری طرح نمایاں کردیاہے۔

لیکن ابھی طولانی راہ طے کرنا ہے تاکہ فلسفۂ حج اور اس کی نعمتوں اور برکتوں پر مشتمل مختلف

پہلوؤں کو سمجھا اور سمجھایا جاسکے اور حج کی سعادت حاصل کرنے والے مرد مومن کو چاہئے کہ وہ مکمل مذہبی بیداری اور دینی آگہی کے ساتھ ان مواقف کریمہ اور مشاعرے عظیمہ کی منزلوں کی طرف گامزن رہے جو ملائک خداوندی اور انبیاء اور اولیاء کرام کی قیامگاہ تھیں۔

اس عظیم مقصد کو عملی رنگ وروپ عطا کرنے کے لئے ابراہیمی حج کے احیاء کرنے والے امام راحل کے افکار وعقائد سے استفادہ کرتے ہوئے مقام معظّم رہبری حضرت آیت اللہ العظمیٰ سید علی خامنہ ای نے حجاج کرام، مسلمان مفکرین اور حج سے غیر معمولی دلچسپی رکھنے والے دانشوروں کے لئے ایک نیا باب قائم کردیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ امت اسلامیہ کی مشکلات اور پریشانیوں کو دور کرنے میں آپ جیسے علماء ودانشوروں کے درمیان مذاکرہ وگفتگو عالمی حج کانگریس کے دینی، فلسفیانہ اور سیاسی پہلوؤں کی شناخت مسلمانوں کے درمیان اتحاد کی تشکیل اور ان کے مادی ومعنوی مسائل کے اختتام اور سامراجیت کے دباؤ میں زندگی بسر کرنے والے کمزور اور پسماندہ ومظلوم مسلمانوں کی نجات وآزادی میں مؤثر وکارآمد کردار ادا کرسکتا ہے۔ اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے میں آپ سبھی علماء ودانشوروں کے ساتھ ہر ممکن تعاون کے وعدہ کے ساتھ آپ لوگوں کا خیر مقدم کرتا ہوں۔

سماجی زندگی میں مناسک حج کی اہمیت وافادیت

پروفیسر سید محمد سیادت نقوی

مذہب اسلام کے علاوہ دنیائے بشریت میں رائج جملہ ادیان ومذاہب ومکاتب فکر میں یا انسانی زندگی کے انفرادی پہلو کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے یا سماجی شعبہ حیات کو زیادہ اہمیت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بعض مذاہب حیات کو زیادہ اہمیت کی نظر سے دیکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر بعض مذاہب کی پیروی کرنے والے اپنی انفرادی اصلاح اور دائمی فلاح وبہبود کو مقصد حیات قرار دیتے ہیں اور سماج میں زندگی بسر کرنے والے دیگر افراد کی طرف سے لاپرواہی اور بے اعتنائی اختیار کئے رہتے ہیں چنانچہ ان کے عبادتی اعمال وافعال میں انفرادیت کے غلبہ کی وجہ سے ہی انہیں مکتب رہبانیت کا پیرو کہا جاتا ہے اور دوسری طرف مکتب اشتراکیت میں سماجی افکار وعقائد کی فراوانی کی وجہ سے انسان کی ذات اور اس کی انفرادیت پوری طرح محو ہوجاتی ہے جس کے نتیجے میں انسانی سماج کا ڈھانچہ بکھر جاتا ہے۔ درحقیقت دنیائے بشریت میں صرف مذہب اسلام کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ اس نے انسان کو اس کی انفرادی اور سماجی زندگی دونوں کے لئے ذمہ دار قرار دیا ہے اور اس کے جملہ عبادتی واخلاقی اعمال میں دونوں پہلوؤں کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ مرد مسلمان نہ اپنی ذاتی ذمہ داری سے فرار اختیار کرسکتا ہے اور نہ اسے اس کی سماجی ذمہ داری سے سبکدوش قرار دیا جاسکتا ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے مناسک حج میں ان پہلوؤں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ ادارہ

یہ ایک امر مسلمہ ہے کہ انسان اساسی طور پر مدنی الطبع واقع ہوا ہے اور ہر لحاظ سے پرسکون زندگی گزارنا چاہتا ہے جس کے لئے تمدن انسانی کا اصلاح پذیر ہونا ضروری ہے تاکہ انسانی اخلاق وعادات میں وہ شائستگی پیدا ہوجائے جو عام انسانیت کو پُرسکون زندگی گزارنے کی راہیں ہموار کرسکے۔

چنانچہ زندگی کے اس اہم مطالبے کے پیش نظر مختلف ادوار میں بکثرت مذاہب اور ازم آتے رہے ہیں جن میں بطور خاص اصلاح معاشرہ اور تمدن انسانی کی اصلاح وبہبود ہی کو موضوع بحث قرار دیا جاتا رہا ہے لیکن یہ تمام مذاہب چونکہ نوع انسانی کے خود ساختہ اصول پر قائم کئے گئے ہیں اور ان کا وجود مخصوص مقامی اور وقتی مطالبات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عمل میں آیا ہے، اس لئے نہ انہیں عالمگیر حیثیت حاصل ہوسکی اور نہ یہ تغیر حالات کے سبب اپنے مقصد وجود کو پورا کرسکے یعنی یہ تمام مذاہب اور ازم اپنے محدود دائرہ فکر کے سبب انفرادی واجتماعی اصلاح کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر رہے۔ انہیں کے ساتھ کچھ ایسے مذاہب بھی دنیا میں جنم لیتے رہے ہیں جن میں تمدنی وسماجی اصلاح کو یکسر نظر انداز کرتے ہوئے انسانی فلاح وبہبود کو صرف شخصی وانفرادی اصلاح میں محدود ومتعین کیا جاتا رہا ہے بلکہ مذہبی قدروں کو

انسانی سماج سے لاتعلقی یعنی ترک دنیا ہی میں مضمر سمجھتے ہوئے تمدن ومعاشرے سے لاتعلقی کو مذہب کی اساس قرار دیدیا گیا ہے۔ چنانچہ یہ تمام مذاہب اپنے مخصوص ومحدود دائرہ کے مطابق صرف اصلاح نفس ہی کو مقصد حیات تصور کرتے ہوئے انسان کو سماجی اور عملی دنیا سے الگ تھلگ رہنے کی ترغیب دیتے رہے ہیں۔

بر خلاف اس کے اسلام ایک ایسا فطری مذہب ہے جس نے شخصی وانفرادی اصلاح کو سماجی واجتماعی اصلاح میں مضمر قرار دیا ہے اور لا رھبانیة فی الاسلام کہہ کر انسان کو تمدن زندگی کا خوگر بناتے ہوئے ایک مکمل مذہبی انسان ہونے کا شرف بخشا ہے۔

تمام ادیان عالم میں صرف اسلام نے دین فطرت ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ اسی کے ساتھ نظام کائنات کے اس تغیر پذیر ماحول میں انسان کو زندگی کے نشیب وفراز کا مقابلہ کرنے اور کشمکش حیات کی پر پیچ وادیوں میں جہد للبقا کے ذریعے ایک کامیاب زندگی گزارنے کا سلیقہ بھی صرف اسلام ہی نے سکھایا ہے۔

اسلام ہی دنیا کا ایک ایسا منفرد مذہب ہے جس نے انسان کو پرسکون اور کامیاب زندگی گزارنے کے لئے صرف عقیدہ پر مذہب کی اساس نہیں رکھی ہے اور اسے فکر وذہن کی لامتناہی وادیوں میں ادھر ادھر بھٹکنے کے لئے تنہا نہیں چھوڑا ہے۔ اسلام میں عقیدہ کے ساتھ عمل کو بھی مذہبی اساس میں شامل کیا گیا ہے، بلکہ عمل کو عقیدہ اور عقیدہ کو عمل کا نگراں ورہنما بنا کر دونوں کو ایک دوسرے کے لئے لازم وملزوم قرار دیا ہے تا کہ انسان کو نیرنگی حیات کی پر پیچ راہوں میں بلا خوف وتردد اپنی ارتقائی منزلیں طے کرنے کے بہتر مواقع فراہم ہوسکیں۔ حقیقتاً اسلام ہی نے سماج کو مذہب اور مذہب کو سماجی زندگی میں ضم کر کے سماجی زندگی کو عروج وارتقاء سے ہمکنار کیا ہے۔

اسلام کے علاوہ دنیا کے کسی مذہب میں کوئی ایسا قانون اور کوئی ایسا نظریہ نہیں ملتا ہے جس سے یہ معلوم ہوسکے کہ اس میں شخصی وانفرادی اصلاح کے ساتھ ساتھ سماجی واجتماعی اصلاح کو بھی انسانی تمدن ومعاشرے کے لئے لازمی قرار دیا گیا ہو اور حیات انسانی کو باعمل بنانے کی ترغیب دی گئی ہو۔ اس کا سبب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ ان مذاہب نے سماجی زندگی سے جو صرف عمل کے محور پر گردش کرتی ہے کبھی کوئی رابطہ نہیں رکھا ہے، لیکن اسلام کا دستور حیات ایسا جامع اور مستحکم دستور ہے جس میں مذہب کی اساس صرف عمل کو قرار دیا گیا ہے اور جس کے تمام احکام فقط اصلاح معاشرہ اور تمدنی ارتقاء وعروج ہی کے لئے وضع

کئے گئے ہیں۔ یہی ایک ایسا ضابطۂ حیات ہے جس کے احکام کو قیامت تک کے لئے نافذ العمل رہنا ہے جیسا کہ اس دستور کی آئینی اور آخری کتاب قرآن مجید میں رسول اکرمؐ سے مروجہ خود ساختہ مذاہب کے مطابق زبانی دعوے کرنے والوں کی چرب زبانی وزباں زوری کو یکسر مسترد کرتے ہوئے اور صرف عمل کو قابل قبول قرار دیتے ہوئے واضح طور پر اس طرح فرمایا گیا ہے کہ

"اے رسول تم ان لوگوں سے جو اللہ کی محبت کا زبانی دعوی کر کے تمہیں مرعوب و متاثر کرنا چاہتے ہیں یہ کہدو کہ اللہ سے اپنی محبت کا ثبوت عمل کے ذریعے دو، یعنی میری پیروی کرو تو اللہ تم سے خود ہی محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہوں کو بخش دے گا اس لئے کہ وہ بڑا غفور ورحیم ہے۔"[۱]

اور کبھی عمومی انداز میں عملی زندگی اپنانے کے لئے اس طرح ارشاد ہوا کہ:

"بیشک تمہارے لئے تو رسول کے کردار میں بہترین نمونے موجود ہیں، لہٰذا رسول کے کردار ہی کو تم عملی طور پر اپنانے کی کوشش کرو۔"[۲]

اس کے علاوہ مولائے کائنات حضرت علی ابن ابیطالب علیہ السلام نے بھی زندگی کی اس اہم حقیقت کی طرف اس طرح اشارہ فرمایا ہے:

"آگاہ ہو کہ تم وہ تو نہیں کر سکتے جو میں کرتا ہوں لیکن مقدور بھر میرا ساتھ تو دو یعنی اپنی جدوجہد کے ذریعے میری مدد کرنے کی کوشش تو کرو۔"[۳]

حقیقتاً اسلام عقائد میں استحکام پیدا کرنے کے لئے انسان کو عملی زندگی کا خوگر بنانا چاہتا ہے تا کہ عمل کے ذریعے انسانی عقیدے میں ایسی پختگی پیدا ہو جائے جو انسان کو شکوک وشبہات سے ماورا پر سکون زندگی سے ہمکنار کرنے والی ہو، چنانچہ اسلام کے تمام احکام میں، جن کا تعلق خواہ معاملات سے ہو یا عبادات سے، عمل ہی کو اساسی حیثیت دی گئی ہے۔

چونکہ اسلام ایک آسمانی والٰہی مذہب کے ساتھ ہی ساتھ ایک اہم سماجی مذہب بھی ہے لہٰذا اس کا نظریۂ عبادت بھی دیگر تمام مذاہب سے جدا گانہ ہے اس لئے کہ ان تمام مذاہب میں مذہب اور سماج میں تفریق کی جاتی رہی ہے اور مذہب کو سماجی زندگی سے الگ کر کے چند عبادی اعمال میں مقید ومحدود کر دیا گیا ہے لیکن اسلام نے اپنی شریعت کے مطابق حیات انسانی کو دو زمروں میں تقسیم کیا ہے جن میں سے ایک کو معاملات اور دوسرے زمرے کو عبادات سے موسوم کیا گیا ہے۔ معاملات کا تعلق انسان کی خالص

سماجی زندگی سے ہے اور عبادات میں عبد و معبود کے درمیان جو عبدیت و معبودیت کا رشتہ ہے خالصتاً اس کے اظہار و اقرار سے ہے، تاہم شریعت اسلامی نے انسان کی معاملاتی زندگی کو جو خالص سماج سے تعلق رکھتی ہے صرف اصلاح سماج کے پیش نظر اس کے ہر لمحۂ حیات کو حیات آفریں کی طرف منسوب کرتے ہوئے پوری حیات انسانی کو مکمل عبادت قرار دیدیا ہے۔ البتہ ہر انسان کے لئے چونکہ فطرتاً یہ ضروری ہے کہ بحیثیت عبد اپنے معبود سے رشتۂ عبدیت قائم رکھے اور اس کے سامنے اپنی عبدیت کا اقرار کرتا رہے۔ علاوہ ازیں معاملاتی زندگی کی مزید اصلاح کے پیش نظر بھی یہ ناگزیر تھا کہ کچھ ایسے مخصوص افعال و اعمال مختلف اوقات میں ہر انسان بجالاتا رہے جن کا تعلق سماجی زندگی سے نہ ہو کر عبد و معبود ہی کے درمیان ہو۔ لہٰذا اسلام میں ایسے ہی افعال و اعمال کو اوقات معینہ کے ساتھ بجالانا ہر انسان کے لئے فرض قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعے اسکی سماجی زندگی کے لئے بھی اصلاحی راہیں پوری طرح ہموار ہوجاتی ہیں، جس میں نماز کو اولیت حاصل ہے جس پر تمام اعمال انسانی کی صحت کا دارومدار ہے اور جس کی قبولیت پر تمام اعمال کی قبولیت منحصر ہے۔

اس میں شک نہیں کہ نماز کا بڑا حصہ قرائت پر منحصر ہے یعنی حمد و تسبیح نیز دیگر اذکار کا تعلق بھی قرائت ہی سے ہے۔ لیکن نماز میں قرائت کو بھی بغیر عمل مکمل قرار نہیں دیا گیا ہے۔ اسلام چونکہ خالص عملی مذہب ہے اسی لئے قرآن مجید میں نماز کے لئے قیام کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، قرائت کا لفظ استعمال نہیں کیا گیا ہے یعنی نماز کے لئے قرائت جو بغیر قیام و قعود اور بغیر رکوع و سجود ہوگی اسے کسی طرح نماز نہیں کہا جاسکتا ہے۔

نماز کے بعد روزہ ہے جسے عبادات کی فہرست میں ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ روزہ دار کو عملاً بھوکا پیاسا رہتے ہوئے اپنے تمام اعضاء کو ہر خطاء غلطی سے محفوظ رکھنا ہے۔

نماز اور روزہ کی طرح خداوند عالم نے حج کو بھی ہر مستطیع پر زندگی میں ایک مرتبہ واجب قرار دیا ہے۔ یہ بھی ایک ایسا عبادی حکم ہے جس کی صحت کا انحصار ہی صرف اعمال کی بجا آوری پر ہے۔ حقیقتاً حج ہی ایک ایسی عظیم عبادت ہے جسے انسان کی سماجی زندگی کا نقطۂ عروج کہا جاسکتا ہے۔ واقعاً سچ کہا گیا ہے:

''نماز جس مقصد عبادت کا نقطہ آغاز ہے حج کو اسی مقصد عبادت کا نقطۂ کمال کہنا چاہئے۔'' ؎

اگر عبادات کی روشنی میں اسلامی اقدار کا بغور مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت پوری طرح واضح ہوجاتی ہے کہ ان عظیم اقدار کے صحیح مظاہرہ کے لئے حج بیت اللہ سے بہتر دوسرا کوئی موقع نہیں ہوسکتا ہے۔

تاریخی شواہد کے مطابق حج کا آغاز عہد ابراہیمی میں اس وقت سے ملتا ہے کہ جب جناب ابراہیمؑ حکم خداوندی کے مطابق ایک ماں جناب ہاجرہ اور ایک شیر خوار جناب اسماعیلؑ کو بے آب و گیاہ لق و دق صحرا میں، جسے بعد میں مکہ مبارک کے نام سے موسوم کیا گیا، مالک حقیقی کے سپرد کر کے فلسطین واپس ہوئے تھے، ماں اور بیٹے کے سوا جہاں کوئی اور نہ تھا۔ ایسی بھیانک تنہائی اور کسمپرسی کے عالم میں پیاسے بچے کی پیاس بجھا کر ایک معصوم زندگی کو موت سے محفوظ رکھنے کے لئے جس طلب صادق اور جذبۂ خالص کے سہارے جناب ہاجرہ جیسی عظیم ماں اور جناب اسماعیل جیسے شیر خوار و معصوم بچے سے جو اعمال سرزد ہوئے انہیں اعمال کو حج کی اساس قرار دیکر قیامت تک کی دنیائے انسانیت کو زندگی کے مختلف پیچیدہ مراحل میں حصول مقصد کے لئے یقین محکم کے ساتھ جدوجہد اور سعی مسلسل کی ترغیب دی گئی ہے۔ جناب ہاجرہؑ و جناب اسماعیلؑ کی اس کامیابی امتحان پر خداوندعالم کی طرف سے جناب ابراہیمؑ کو برائے یادگار یہ حکم صادر ہوا کہ اے ابراہیمؑ تم لوگوں کو حج کی دعوت دو تاکہ اطراف عالم سے اپنے مفادات کے مشاہدے کے لے اس عظیم سرزمین پر لوگ آتے رہیں۔ کعبۃ اللہ کا وہی سلسلہ حج جو حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے عہد سے شروع ہوا اور حضرت ختمی مرتبت جناب محمد مصطفیٰؐ کے زمانے میں جسے التزامی صورت حاصل ہوئی اور جو آخری محمد امام مہدیؑ علیہ السلام کے زمانے تک جاری رہے گا، ایسا مرکز توحید ہے جس سے دنیائے انسانیت ہمیشہ وحدت کا سبق حاصل کرتی رہے گی۔

حج کی حقیقی مقصدیت سمجھنے کے سلسلے میں جب ارکان واجزائے حج کا تجزیہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ خداوند عالم نے اس عبادت مخصوصہ کی اساس خالص عمل پر رکھی ہے، اس لئے کہ سوائے نماز پنجگانہ کے جو ہر حال میں واجب ہے اور نماز طواف کے اس میں دیگر عبادات کی طرح ذکر آیات وادعیہ کو فرض نہیں کیا گیا ہے بلکہ تمام ارکان کو ہر قسم کے مکروفریب، تصنع وریاکاری اور تکبر وغرور سے پاک پرامن وپرسکون ماحول میں عاجزی وانکساری کے ساتھ عملاً بجالانے کا حکم دیا گیا ہے یعنی میقات سے بال ترشوانے اور قربانی کی منزل تک اس طرح احرام میں رہنا ہے جس میں کسی رعونت ونخوت کا شائبہ نہ پایا جاسکے اور عاجزی وانکساری کے ساتھ بارگاہ احدیت میں پرخلوص تعمیل حکم کا مظاہرہ ہوتا رہے۔ پھر تلبیہ یعنی دعوت حق پر اس جذبۂ صادق کے ساتھ لبیک کہتے ہوئے مکہ میں داخل ہونا کہ تو نے ہمیں اس شہر مبارک میں حاضری کا شرف عطا کیا جسے ابراہیمؑ واسماعیلؑ جیسے سچے مسلمان اور تیرے برگزیدہ بندوں نے آباد کیا

ہے۔ اس کے بعد خانہ کعبہ کو مبدائے توحید اور مرکز عالم انسانیت تسلیم کرتے ہوئے اسکا طواف کرنا۔طواف سے فراغت پانے کے بعد طواف خانۂ کعبہ سے سرفراز ہونے کے سلسلے میں دو رکعت نماز بطور ہدیۂ تشکر بارگاہ احدیت میں ادا کرنا پھر سعی کرنا یعنی جناب ہاجرہؑ نے ایک بے آب وگیاہ صحرائے لق ودق میں اپنے مقصد نیک کے حاصل کرنے کے لئے جو سعی مسلسل اور بے پناہ جدوجہد فرمائی تھی حیات انسانی میں اس کی اہمیت وعظمت کا احساس کرتے ہوئے صفاومروہ کے درمیان دوڑ کر اس امتحان کی یاد تازہ رکھنا تاکہ دنیائے انسانیت میں طلب صادق کے ساتھ حصول مقصد کے لئے ہر قسم کی سعی اور جدوجہد کرنے کا جذبہ بیدار رہے۔ اس کے بعد امتحان ابراہیم واسماعیل کی اہمیت وعظمت کو پیش نظر رکھتے ہوئے اسی جذبۂ خلوص کے ساتھ جو ابراہیم واسماعیل کے قلوب میں موجزن تھا، رمی جمرات کرنا تاکہ سماجی زندگی کے نشیب وفراز میں بھی تمام شیاطین وقت سے وہی جذبۂ نفرت اور وہی اظہار برائت کارفرما رہے جس کا آغاز میدان منی سے ہوا تھا۔ اسی طرح میدان عرفات ،منی ومزدلفہ میں قیام اور قربانی کرتے وقت ہر منزل پر ابراہیمؑ واسماعیلؑ کے امتحان وآزمائش اور اسی جذبۂ خلوص کے ساتھ عظمت قربانی کی یاد تازہ ہوتی رہے جس کی شعاؤں نے میدان منیٰ کو منور کیا تھا تاکہ زندگی کی آزمائشوں میں ہر انسان کے اندر اسی ثبات قدم کی ساتھ قربانی دینے کا جذبہ بیدار رہے۔آخر میں سر کے بال ترشواکر تمام مراحل حج سے فراغت پانے کے سلسلے میں مالک حقیقی کی بارگاہ میں طواف دوگانہ ادا کرنا۔

ارکان حج کے سلسلے میں بظاہر ایک سطحی نظر رکھنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ حج شریعت اسلام کی ایک ایسی عبادت ہے جو رہبانیت اور ترک دنیا کی تعلیم دیتی ہے، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حج ہی شریعت اسلامی کی ایک ایسی اہم عبادت ہے جو انسان کے ذہنی ارتقاء کی ضامن ہوتے ہوئے اسلامی تہذیب وتمدن کی آئینہ دار ہے۔

حقیقتاً خداوند عالم نے حج کے ذریعے انسان کو زندگی کی سنگلاخ وادیوں میں ریاض مسلسل اور پیہم جدوجہد کا عادی بناکر زندگی کے گوناگوں مسائل کا مقابلہ کرتے ہوئے جہد للبقا کا سلیقہ سکھایا ہے۔

اس کے علاوہ اگر حج کو اس کی اجتماعیت کے اعتبار سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ حج ایک ایسے عظیم ترین اجتماع کا نام ہے جس میں مختلف خطوں ،مختلف نظریات ومسالک اور مختلف رنگ ونسل کے لوگ ایام مخصوصہ میں مرکز توحید کعبۃ اللہ کے اردگرد جمع ہوکر اپنی توحید پرستی کا ثبوت دیتے ہیں۔ یہی ایک ایسا مرکز توحید ہے جہاں کلمۂ توحید کی صدائیں اس طرح بلند ہوئی ہیں جن کی صدائے بازگشت دنیا کے

گوشے گوشے میں قیامت تک سنی جاتی رہے گی۔ اسی مرکز توحید سے دنیائے انسانیت قیامت تک اتحاد واتفاق کا درس حاصل کرتی رہے گی، یہی اجتماع توحید پرستوں کے لئے ایک ایسا مامن ہے جہاں توحید کے متوالوں کو ہر زمانے میں سکون واطمینان کے ساتھ اپنے جذبۂ اتحاد کو فروغ دینے کے مواقع فراہم ہوتے رہیں گے، یہیں سے انسانی اذہان میں وحدت فکر وعمل کا جذبہ پرورش پاتا رہے گا۔

فطرت اس بات کی متقاضی ہے کہ ہر انسان کسی دوسرے انسان میں جو خوبیاں پائے، ان خوبیوں کو اپنی برائیاں ترک کرکے ان کی جگہ اپنانے کی کوشش کرے۔ یہ بات بہر طور ایک مسلمہ حیثیت رکھتی ہے کہ ہر جگہ کا تمدن ومعاشرہ وتہذیبی اقدار علیحدہ ہوا کرتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ ایک ہی جگہ ایک خاندان کا ماحول دوسرے خاندان کے ماحول سے جداگانہ ہوتا ہے تو بہر طور پر ایک شہر کا دوسرے شہر سے اور اسی طرح ایک ملک کے تمدن ومعاشرے وتہذیبی اقدار اور کسی دوسرے ملک کے سماجی وتہذیبی اقدار میں فرق ہونا لازمی ہے۔ ایک ہی شہر کا جب کوئی شخص کسی دوسرے شخص سے ملاقات کرتا ہے تو ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے ویہیں سے تہذیبی وتمدنی حالات کی معلومات کا آغاز ہوتا ہے۔ پھر رفتہ رفتہ یہ سلسلۂ ملاقات جب آگے بڑھتا ہے اور ایک شہر کا رہنے والا کسی دوسرے شہر کے رہنے والے سے ملاقات کرتا ہے تو اس کے حالات وواقعات سنکر اپنے علم میں مزید اضافہ کرتا ہے۔ اسی طرح ہر انسان دوسرے شہروں کی تہذیب وتمدن سے واقفیت حاصل کرکے اپنی تہذیبی وتمدنی خرابیوں کو ترک کرتا ہے اور دوسرے شہر والوں کی خوبیوں کو ان خرابیوں کی جگہ اپنانے کی کوشش کرتا ہے۔ یہی سبب ہے کہ آس پاس کے شہروں کی تہذیب اور تمدن ومعاشرے میں یکسانیت پائی جاتی ہے لیکن ایک ملک کی تہذیب دوسرے ملک کی تہذیب سے بہت زیادہ مختلف ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ایک ملک کا انسان دوسرے ملک کی تہذیب وتمدن اور سماجی حالات وواقعات سنکر یقیناً اپنی معلومات میں کافی اضافہ کرسکتا ہے اور اپنی سماجی کمزوریوں کو دوسرے ملک کی اچھائیوں سے بدل بھی سکتا ہے۔ اس لئے کہ آج کا دور ریڈیو، ٹی وی اور کمپیوٹر کا دور ہے جس میں ہر قسم کی سہولت بہ آسانی میسر ہے، لیکن اس طرح صرف سنکر اچھائیاں اپنانے اور کمزوریاں دور کرنے میں وہ لگن اور جذبے کی وہ شدت پیدا نہیں ہوسکتی ہے جو بالمشافہ ملاقات سے ہوسکتی ہے۔ لہٰذا ان جدید ذرائع ابلاغ کے ذریعے وہ فائدہ بھی حاصل نہیں ہوسکتا ہے جو عملاً حاصل ہونا چاہئے۔

دنیا کے سب انسان بحیثیت اولاد آدم ایک دوسرے کے بھائی بھائی ہیں اور پوری نوع انسانی ایک ہی خاندان ہے، لہٰذا سماجی وتہذیبی ضرورت ہے کہ دنیا کے تمام انسانوں کو خاندانی اعتبار سے باہم

ایک دوسرے کے دکھ سکھ میں شریک حال ہونا چاہئے۔ ایک دوسرے کا باہمی تعاون اور دستگیری کے ذریعہ ہاتھ بٹانا چاہئے۔ اگر آج انسان کی ذہنی پستی اور تنگ نظری کے سبب یہ ماحول صالح ماحول کہلانے کا مستحق نہیں ہے تو یقیناً آنے والے دور میں جب ارتقائے ذہن بشری پوری طرح ہوجائے گا تو ایک دن ضرور ایسا آنا ہے کہ تمام دنیا کے انسان ایک خاندان کے افراد بنکر باہمی تعاون اور اتحاد و اتفاق کے ساتھ زندگی گزاریں گے۔

اسلام نے اسی آنے والے وقت کو ملحوظ رکھتے ہوئے دنیائے انسانیت کے لئے حج کو واجب قرار دیا ہے تاکہ ایک سال میں چند دنوں کے لئے تمام دنیا کے انسان ایک ایسے مرکزی مقام پر جسے اس نے تمام دنیائے انسانیت کے لئے مرکزی حیثیت سے نوازا ہے، جمع ہوتے رہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے واقفیت حاصل کرتے رہیں، بالمشافہ گفتگو کے ذریعے ایک دوسرے کے قریب سے قریب تر ہوں، ایک دوسرے کے ہمدرد بنیں اور رفتہ رفتہ تمام دنیا کے انسانوں میں وہ جذبۂ اخوت اور خواہش اتحاد و یگانگت پیدا ہوجائے جس کے ذریعے دنیائے انسانیت ایک خاندان کے افراد کی صورت اختیار کر سکے۔

آج دنیا مساوات کی ٹھکیدار بنکر انسانی برابری کا نعرہ بڑے جوش و ولولہ کے ساتھ بلند کر رہی ہے اور مساوات کے نام پر جانیں تک قربان کر رہی ہے ۔ یہ اسلام ہے کہ جس نے اپنے ہر حکم کے ذریعے مساوات ہی کا درس دیا ہے۔ اس نے بشرط استطاعت حج واجب کر کے اس طرح مساوات کی تعلیم دی ہے اور اس عنوان سے برابری کا سبق سکھایا ہے کہ فقیر و بادشاہ کو ایک ہی صف میں لاکر کھڑا کر دیا ہے یعنی حج میں سب کے لئے احکام بھی ایک نافذ کیے گئے ہیں، سب کے لئے لباس بھی ایک معین کیا گیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ اگر کوئی بادشاہ حج کے لئے جائے تو اپنا وہی لباس زیب تن کیے رہے جو ایک بادشاہ کے لئے مخصوص ہوتا ہے بلکہ اسلام نے بلاتفریق و امتیاز ایک ہی جامۂ احرام سب کے لئے مقرر کیا ہے تاکہ غریب و امیر اور فقیر و بادشاہ اس مرکز توحید اور عظیم اجتماع انسانیت میں پہونچیں تو ان میں کسی قسم کا کوئی فرق و امتیاز باقی نہ رہے۔ اسی مساوات اور اتحاد و اتفاق سے متاثر ہوکر علامہ اقبالؔ نے فرمایا تھا۔

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے   تیری سرکار میں پہونچے تو سبھی ایک ہوئے[۵]

بحمد للہ ہر خطے اور ہر ملک سے حجاج کی تعداد میں سالانہ اضافہ ہو رہا ہے اور یہ اضافہ اس حد تک پہونچ گیا ہے کہ تمام ممالک بین الاقوامی آئین کے مطابق سب کی خواہشات پوری کرنے سے قاصر رہتے ہیں، لیکن یہ بات بھی انتہائی افسوسناک ہے کہ جو حاجی حج کے موقع پر اس مرکز توحید پر جمع ہوتے ہیں ان

کی غالب اکثریت حج کی حقیقی مقصدیت سے محض نا آشنا وَ نا واقف رہتی ہے، اسی لئے وہ افادیت جو مناسک حج سے ہونی چاہئے تھی تاہنوز حاصل نہیں ہوپائی ہے۔یہی وجہ ہے کہ دنیائے انسانیت تشتط وانتشار کی شکار ہے۔

حقیقتاً حج کے ذریعے ہر حاجی کے اندر گرمی وحرکت پیداہونی چاہئے جو ہر حیثیت سے انقلاب آفریں ہو،حق کی ہمنوائی اور باطل سے عملاً اظہار بیزاری ہو، ہر دل میں انسان دوستی اور بھائی چارگی کا جذبہ فروغ پذیر ہو، ہر شخص میں خلوص قلب کے ساتھ خدمت خلق کا جذبہ کارفرما ہوجائے،خودداری کے ساتھ عاجزی وانکساری شعار بن جائے، رعونت ،تکبر وغرور جیسی تمام برائیاں جو مفسد اخلاق ہیں۔ ذہنوں سے نابود ہوجائیں۔لیکن عام طور پر ان تمام باتوں کا فقدان ہے۔آج یہ بات بلا خوف تردید کہی جاسکتی ہے کہ جس قدر اس زمانے میں حجاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہورہا ہے اسی تناسب سے دنیائے انسانیت مخرب اخلاق اور سماج ومعاشرے میں فساد پیداکرنے والی حرکات اور بداعمالیوں کو اپناتی جارہی ہے۔لہٰذا جس حج میں حقائق حج کا فقدان ہو اسے کس طرح حج کہا جاسکتا ہے؟ بقول آیت اللہ خمینی رضوان اللہ علیہ:

> ''وہ حج جس میں روح حج یعنی تحرک وقیام نہ ہو جس میں مشرکوں سے بیزاری کا اظہار نہ کیا جائے،جس میں اتحاد کا مظاہرہ نہ ہو اور وہ حج جس سے کفر وشرک کے ایوانوں میں لرزہ طاری نہ ہو، اسے حج نہیں کہا جاسکتا۔'' [۶]

حواشی:

۱۔سورۂ آل عمران آیت ۳۱
۲۔سورۂ احزاب آیت ۲۱
۳۔خطبات نہج البلاغہ
۴۔اسلام میں امر بالمعروف اورنہیں عن المنکر کی اہمیت، ماہانہ برہان، دہلی
۵۔بانگ درا، علامہ اقبالؔ
۶۔اجتماعی اور سیاسی عبادت حج (آیت اللہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ)

حج روحانی اور اخلاقی تربیت کا مثالی نظام

پروفیسر محمد سعود عالم قاسمی
ڈین فیکلٹی آف تھیالوجی، اے۔ ایم۔ یو، علی گڑھ

اسلام کے نظامِ عبادت میں حج ایک ایسی منفرد عبادت ہے جس میں اللہ رب العزت نے روحانی، اخلاقی، سماجی، سیاسی اور آفاقی منافع و برکات کا خزانہ جمع کردیا ہے اور اسے قلبی لذت وسرور سے معمور کردیا ہے جسے ایک حاجی ہی محسوس کرسکتا ہے۔ مومن کی زندگی پر مناسک حج کے ہمہ جہت اثرات کو اگر پیش نظر رکھا جائے تو یہ بے مثال عبادت ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب یہ حکم دیا کہ وہ انسانوں کو بیت اللہ کے حج کے لیے بلائیں تاکہ وہ ان منافع و برکات کا مشاہدہ کریں جو رب کریم نے مناسک حج میں رکھے ہیں، تو سعید روحوں نے لبیک کہتے ہوئے پروانہ وار اس پکار پر اپنے کو نثار کردیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَأَذِّن فِیْ النَّاسِ بِالْحَجِّ یَأْتُوکَ رِجَالاً وَعَلَی کُلِّ ضَامِرٍ یَأْتِیْنَ مِن کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ. لِیَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ وَیَذْکُرُوا اسْمَ اللَّهِ فِیْ أَیَّامٍ مَّعْلُومَاتٍ عَلَی مَا رَزَقَهُم مِّن بَهِیْمَةِ الْأَنْعَامِ فَکُلُوا مِنْهَا وَأَطْعِمُوا الْبَائِسَ الْفَقِیْرَ. ثُمَّ لْیَقْضُوا تَفَثَهُمْ وَلْیُوفُوا نُذُورَهُمْ وَلْیَطَّوَّفُوا بِالْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔ (الحج: ۲۷،۲۹)

اور لوگوں میں حج کی منادی کردو کہ آئیں تیری طرف پیدل اور دبلے دبلے اونٹوں پر سوار ہوکر، چلے آئیں دور دراز راہوں سے، تاکہ مشاہدہ کریں اپنے منافع کا، اور معلوم دنوں میں اللہ کے نام کا ذکر کریں ان جانوروں پر جو اللہ نے ان کو دیے ہیں۔ کھاؤ اس میں سے اور کھلاؤ محتاج فقیر کو۔ پھر وہ اپنا میل کچیل دور کریں اور اپنی نذریں پوری کریں اور پرانے گھر کا طواف کریں۔

حضرت علیؓ نے سعید روحوں کی کعبہ کی طرف لپک کو ان کی فطری اور جبلی ضرورت قرار دیا ہے، جیسے پیاسا پانی کی طرف لپکتا ہے، پرندہ آشیانہ کی طرف لوٹتا ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا حج تم پر فرض کیا ہے جسے لوگوں کا قبلہ بنایا ہے۔ جہاں لوگ اس طرح کھنچ کر آتے ہیں جس طرح پیاسے حیوان پانی کی طرف

آتے ہیں۔ اور اس وارفتگی سے بڑھتے ہیں جس طرح کبوتر اپنے آشیانوں کی طرف آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو اپنی عظمت کے سامنے انسانوں کی عاجزی اور اپنی عزت کے اعتراف کا نشان بنایا ہے۔ اس نے اپنی مخلوق میں سے سننے والے لوگ چن لئے جنھوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا اور اس کے کلام کی تصدیق کی۔ وہ انبیاء کے قائم مقام ٹھہرے اور عرش پر طواف کرنے والے فرشتوں کے مشابہ ٹھہرے۔ وہ اس کی عبادت گاہ میں منفعتوں کو سمیٹتے ہیں اور اس کی وعدہ گاہ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں''۔
(نہج البلاغہ، خطبہ اوّل)

دنیا میں لاتعداد اجتماع گاہوں، سیر گاہوں اور عبادت گاہوں کا وجود ہے، مگر جو خصوصیت آفاقیت اور روحانیت حج کعبہ کو حاصل ہے، عالمی تہذیب اس کی نظیر نہیں پیش کرسکتی۔ بقول اقبال ؎

تہی وحدت سے ہے اندیشہ غرب
کہ تہذیب فرنگی بے حرم ہے
عرب کے سوز میں ساز عجم ہے
حرم کا راز توحید امم ہے

حج زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے اور وہ بھی مال دار انسانوں پر جو دنیا کے کسی بھی گوشہ سے بیت اللہ شریف تک جانے اور آنے کی مالی استطاعت رکھتے ہوں، زاد و راحلہ پر قادر ہوں، بال بچوں اور اہل خانہ کی کفالت کا انتظام کرسکتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلِلّهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلاً وَمَن كَفَرَ فَإِنَّ الله غَنِيٌّ عَنِ الْعَالَمِينَ۔ (آل عمران: ۹۷)

اور ان لوگوں پر اللہ کے لیے بیت اللہ کا حج واجب ہے جو وہاں تک پہونچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو کوئی کفر کرے گا تو جان لو کہ اللہ تمام دنیا سے بے نیاز ہے۔

مال داروں پر حج اس لیے فرض کیا گیا کہ مال و دولت کے جو غیر صحت مند اثرات انسانی دل و دماغ پر پڑتے ہیں ان سے لوگوں کو پاک کیا جائے اور کعبہ دل میں اللہ کی محبت وشوق اور عشق

و ایثار کا چراغ جلایا جائے۔ قلب و ذہن کی گندگی کو دور کیا جائے اور عشق و محبت کی آنچ میں تپا کر مومن کو مجلّی و مصفّٰی کیا جائے۔ جو مال دار حج نہیں کرتے وہ اپنے دل و دماغ کی آلائش کو پاک نہیں کرتے اور جب وہ مرتے ہیں تو اسی آلائش کے ساتھ اپنی قبروں میں چلے جاتے ہیں۔ اسی لیے حضرت علیؑ نے ایسے مال داروں کے بارے میں فرمایا ہے:

> **من ملک زاد وراحلة تبلغه الی بیت الله ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا۔ (ترمذی، ابواب الحج)**
>
> جو شخص زادِ سفر اور سواری کا مالک ہو جس کے ذریعہ وہ اللہ کے گھر تک پہونچنے پر قادر ہو پھر وہ حج نہ کرے تو اس کے لیے برابر ہے کہ وہ یہودی کی طرح مرے یا عیسائی کی طرح۔

مال داری اور زادِ سفر کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ حلال آمدنی سے حاصل ہوا ہو، حرام آمدنی اور مشتبہ کمائی کا حصہ نہ ہو، ورنہ یہ حج باعث ثواب نہیں، باعث عذاب ہوگا، موجب رحمت نہیں، موجب زحمت ہوگا۔ چنانچہ امام غزالیؒ حج کے دس آداب میں پہلا ادب کسب حلال کو قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ''حج کے لیے نفقہ حلال ہونا چاہیے اور ہاتھ کو ایسے کاروبار سے خالی ہونا چاہیے جس میں دل مشغول ہوجائے، ارادہ منتشر ہوجائے، بلکہ ارادہ صرف اللہ کے لیے ہو اور دل اللہ کے ذکر اور اس کے شعائر کی طرف مائل ہو اور اس پر مطمئن ہو۔ اہل بیتؑ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ جب آخری زمانہ آئے گا تو چار قسم کے لوگ حج کے لیے نکلیں گے۔ (۱) حکمراں تفریح کے لیے (۲) مال دار تجارت کے لیے (۳) فقراء گداگری کے لیے (۴) قاری ریا کاری کے لیے۔ روایت میں اشارہ ان دنیاوی اغراض کی طرف ہے جو حج سے وابستہ کیے جاتے ہیں، یہ تمام چیزیں فضیلت حج کی رکاوٹیں ہیں''۔ (کتاب اسرار الحج، ص۵۷، مطبع یوسف، مصر)

مال داری اپنے ساتھ امتیاز او رنمود و نمائش لے کر آتی ہے اور دوسروں سے ممتاز مقام حاصل کرنے کا تقاضا کرتی ہے، اپنی اہمیت کا احساس دلاتی ہے اور مال دار کو تعلّی اور خود پسندی میں

مبتلا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی اصلاح و تربیت کا ذریعہ حج کو اس طرح بنایا ہے کہ پہلے ہی مرحلہ میں وہ لباس فاخرہ الگ کرنے، سر کا تاج اور پاؤں کا جوتا اتارنے کا حکم دیتا ہے اور صرف دو کھلی چادریں پہننے کا حکم دیتا ہے تاکہ لوگ اپنا عرفی مقام اور اپنی سماجی پہچان مٹا کر روحانی سادگی اور عشق و محبت کی وارفتگی میں گم ہوجائیں۔ ان کی پہچان سردار و مال دار اور صاحب اختیار کی حیثیت سے نہ ہو بلکہ اللہ رب العزت کے بندہ عاجز اور بے اختیار غلام کی حیثیت سے ہو۔ ان کا سرور مال اور مرتبہ نہ ہو بلکہ اپنے رب کا جلال و جمال ہو۔ چنانچہ حج کو جانے والے مال دار جب چادر احرام پہنتے ہیں تو وہ بندگی اور سرافگندگی کی اس دہلیز پر قدم رکھتے ہیں جہاں خودی مٹ جاتی ہے اور بے خودی شروع ہوجاتی ہے۔ مال و اسباب کی زنجیروں کو توڑ کر حاجی دیوانہ وار اپنے محبوب کے گھر کی طرف دوڑتا ہے اور مال و زر کی محبت کے مقابلہ میں اللہ کی محبت کا ثبوت دیتا ہے۔ کعبہ میں حاضری محبوب سے ملاقات کی لذت نصیب کرتی ہے، خانہ کعبہ میں حمد و مناجات محبوب سے شرف ہم کلامی کی حلاوت عطا کرتی ہے، ایک عرب شاعر کہتا ہے:

زر من هويت وان شطت بك الدار
وحال من دونه حجب واستار
لايمنعنک بعد عن زيارته
ان المحب لمن يهواه زوار

جس سے محبت کرتے ہو اس کی زیارت کرو اگر چہ تمہارا گھر دور دراز ہی کیوں نہ ہو اور تمہارے درمیان ہزار پردے حائل ہوں۔ مسافت کی دوری اس کی زیارت سے تمہیں روک نہ دے۔ کیونکہ عاشق اپنے محبوب کی بار بار زیارت کرتا ہے۔ محبوب کی کشش فاصلوں کو مختصر کردیتی ہے، اس سے ملنے کی تڑپ راہ کی دشواریوں سے بے نیاز کردیتی ہے، جس دل میں اس کا غم ہوتا ہے وہ غم دنیا سے نجات پالیتا ہے۔

حاجی جب حج کا ارادہ کرتا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ کرے، اگر اس نے انسانوں کی حق تلفی کی ہے، تو وہ ان کا حق ادا کرے، کسی کو ناحق ستایا ہے تو اس سے معافی مانگے، کسی کو تکلیف پہونچائی ہے تو اس کی تلافی کرے، اس پر کسی کا حق واجب ہے تو پہلے اسے ادا کرے یعنی ہر طرح سے اپنے آپ کو پاک و صاف کر کے اللہ کے حضور لے جائے ورنہ گناہوں کی سیاہی

اسے رب ذوالجلال کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں چھوڑے گی، بقول مرزا غالبؔ-

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر نہیں آتی

گناہ کیسا بھی ہو اور کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو اللہ کے نزدیک اس کی معافی ضرور ہے اس لیے وہ اعلان کرتا ہے :

يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعاً إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ۔ (الزمر- ۵۳)

اے میرے وہ بندو جنھوں نے اپنی جانوں سے ظلم کیا ہے میری رحمت سے مایوس نہ ہو وہ رب غفور سارے گناہ معاف کردیتا ہے، وہ بڑا غفور رحیم ہے۔

حج اللہ کے دربار میں بلکہ اس کے حضور میں سرافگندگی کا نام ہے، اس لیے حاجی کے لیے یہ لازم ہے کہ وہ دوران حج کسی طرح کے گناہ اور جرم و خطا کا ارتکاب نہ کرے۔ نہ جنسی ، نہ اخلاقی اور نہ معاشرتی، نہ کسی عورت پر بری نگاہ ڈالے، نہ کسی کے مال پر غلط نگاہ ڈالے، نہ کسی کی چیز اٹھائے، نہ کسی سے لڑائی جھگڑا اور بدکلامی کرے، بلکہ حسن معاملہ،حسن اطوار اور حسن کردار کا مظاہرہ کرے، خوش گفتاری اور خوش کلامی کو اپنا وطیرہ بنائے۔ حج جنسی ، اخلاقی اور تہذیبی پاکیزگی کا ایک خدائی نصاب ہے اگر حاجی اس نصاب کو پورا کرتا ہے تو اس کا حج مکمل ہوتا ہے اور اگر وہ اس نصاب کو پورا نہیں کرتا تو حج کے رسوم ادا کرنے کے باوجود حج کی قبولیت سے محروم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ فَمَن فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلاَ رَفَثَ وَلاَ فُسُوقَ وَلاَ جِدَالَ فِيْ الْحَجِّ وَمَا تَفْعَلُواْ مِنْ خَيْرٍ يَعْلَمْهُ اللّهُ وَتَزَوَّدُواْ فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى وَاتَّقُونِ يَا أُوْلِيْ الأَلْبَابِ۔ (البقرہ:۱۹۷)

حج کے چند معلوم مہینے ہیں، جس پر ان مہینوں میں حج فرض ہو تو اس کے لیے جنسی عمل کرنا،فسق و فجور کرنا ، جھگڑا کرنا ، حج میں جائز نہیں اور جو نیکی تم کرتے ہو اللہ اس سے باخبر ہے اور زاد راہ لیا کرو اور بہترین زاد راہ تقویٰ ہے اور اے عقل مند مجھ سے ڈرو۔

بروایت ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

من حج فلم یرفث ولم یفسق غفرلہ ما تقدم من ذنبہ۔ (ترمذی، ابواب الحج)

جس نے حج کیا اور نہ جنسی عمل کیا اور نہ برا کام کیا اس کے گذشتہ گناہ معاف کردیے جاتے ہیں۔

حج کے اجتماع عام میں بھیڑ کی وجہ سے حاجیوں کو اکثر تکلیف پہونچتی ہے، مگر یہ تکلیف نادانستہ ہوتی ہے، ایسی تکلیفوں کو گوارا کرلینا چاہیے اور صبر وتحمل سے کام لینا چاہیے۔ اگر کسی سے جہالت و نادانی کی بات سرزد ہوجائے تو عفو و درگذر کا معاملہ کرنا چاہیے نیز جان بوجھ کر دوسروں کو اذیت پہونچانے سے احتراز کرنا چاہیے۔

حاجی جب ارکان حج ادا کرتا ہے تو ہر ایک رکن کی ادائیگی کے ساتھ اسے اللہ کی رضا حاصل ہوتی ہے اور اسے ایک خاموش مگر پر اثر پیغام بھی ملتا ہے۔ حاجی اگر شعور ذات اور احتساب نفس کے ساتھ ان ارکان کو ادا کرے تو وہ اس پیغام کو محسوس کرسکتا ہے اور مسرور ہوسکتا ہے اور اس پر کاربند ہوکر باقی زندگی کو مفید اور موثر بنا سکتا ہے۔ مثلاً جب حاجی طواف کے لیے حاضر ہوتا ہے، خانہ کعبہ کے گرد دیوانہ وار چکر لگاتا ہے اور لبیک اللھم لبیک کی صدا لگاتا ہے، تو اسے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا کے سب لوگ چکر کاٹتے ہیں مگر اپنے مفادات کے گرد، اپنی ضروریات کے گرد، اپنی خواہشات اور اپنی توقعات کے گرد، اپنے اہل وعیال اور اپنے مال و اسباب کے گرد۔ انسان کی عمر تمام ہو جاتی ہے مگر اس کی گردش تمام نہیں ہوتی۔ طواف کعبہ مومن کو یہ پیغام دیتا ہے کہ دنیا اور اس کی مصروفیات کے مقابلہ میں نفس اور اس کی خواہشات کے مقابلہ میں اللہ وحدہ لاشریک کی مرضی کے گرد چکر لگانا دینی سعادتوں اور روحانی ترقیوں کا ذریعہ ہے۔

حاجی یہاں صرف طواف ہی نہیں کرتا بلکہ دین و دنیا کی سعادت اور روحانی و اخلاقی پاکیزگی کی دعا بھی مانگتا ہے اور اللہ اپنے گھر میں صدق دل سے مانگی ہوئی دعا کو ضرور قبول کرتا ہے۔ رسول اکرمؐ نے جو دعائیں سکھائیں ہیں، ان میں ایک یہ ہے اللھم انی اعوذ بک من الشقاق ، والنفاق ومن سوء الاخلاق ومن کل امر لایطاق۔ اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں اختلاف سے، نفاق سے، بداخلاقی سے اور طاقت سے زیادہ امر سے۔

اسی طرح جب حاجی صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتا ہے تو اس کے نہاں خانہ وجود میں ایک تاریخی مثال جلوہ گر ہوتی ہے جو ایک ایسی مظلوم اور معصوم خاتون اور اس کے شیر خوار بچہ کی سبق آموز داستان پر مشتمل ہے، جنہیں تاریخ بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیلؑ کے نام سے جانتی ہے۔ بروایت حضرت عبداللہ ابن عباسؓ، جب حضرت ابراہیمؑ مکہ کی بے آب و گیاہ وادی میں بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل کو چھوڑ کر واپس چلے گئے اور ادھر ان کا توشہ اور پانی ختم ہوگیا تو حضرت ہاجرہ پریشانی کے عالم میں کبھی صفا کی پہاڑی پر اور کبھی مروہ کی پہاڑی پر چڑھ کر بے تاب نگاہوں سے چاروں طرف دیکھتیں، شاید کوئی قافلہ نظر آئے، کہیں پانی کا سراغ ملے تاکہ اپنے شیر خوار اسماعیلؑ کی جان بچائیں۔ قافلہ تو کوئی نظر نہیں آیا البتہ رحمت الٰہی کو جوش آیا اور حضرت اسماعیلؑ کی ایڑیوں کی رگڑ نے پتھر کے نیچے پانی کے چشمے کو پالیا اور وہ ماں بیٹے کی زندگی کا پیغام بن گیا۔ پھر اللہ نے صفا و مروہ کو شعائر حج کا حصہ بنا دیا:

إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِن شَعَآئِرِ اللّهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ أَوِ اعْتَمَرَ فَلاَ جُنَاحَ عَلَيْهِ أَن يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَن تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّهَ شَاكِرٌ عَلِيمٌ۔ (البقرہ:۱۵۸)

بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہے۔ تو جس نے حج یا عمرہ کیا اس پر کوئی گناہ نہیں کہ وہ ان دونوں کا طواف کرے اور جو بھلائی کرے اپنی خوشی سے تو اللہ تعالیٰ قدرداں اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

مال دار انسانوں کو حج میں صفا اور مروہ کے درمیان سات مرتبہ دوڑ لگانے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ یاد رکھیں کہ وہ ایک مظلوم خاتون کے نقش قدم کے اتباع میں دوڑ رہے ہیں۔ اپنی اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں کے لیے دوڑ دھوپ کرنا تو انسان ہی نہیں حیوانوں کا بھی خاصہ ہے مگر غریبوں، ناداروں، ضرورت مندوں، دکھیاروں کے غم کا مداوا بننا، ان کی ضرورتوں کے لیے دوڑ دھوپ کرنا، صرف خدا کے نیک اور مقرب بندوں کا حصہ ہے۔ جب انسان دوسروں کی ضرورت کی تکمیل کی فکر کرتا ہے تو اللہ اس کی ضرورتوں کی تکمیل کی سبیل پیدا کرتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا: من کان فی حاجة اخیه کان اللّٰه فی حاجته (مسلم) جو اپنے بھائیوں کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ اس کی ضرورت پوری کرتا ہے۔

حج کا رکن اعظم وقوف عرفہ ہے، جب حاجی میدان عرفات میں طلوع شمس سے لے کر

غروب آفتاب تک قیام کرتا ہے، حمد ومناجات سے اپنے وجود کو منور کرتا ہے اور توبہ و استغفار کے پانی سے اپنے میل کچیل کو دھوتا ہے تو اسے روحانی سرور اور سکون حاصل ہوتا ہے۔ پھر مسجد نمرہ کے امام کا خطبہ نبی اکرمؐ فداہ ابی وامی کا وہ آفاقی پیغام یاد دلاتا ہے جو حقوق انسانی کا پہلا عالمی منشور ہے، دنیا میں طاقت ور کے حقوق کی پاسبانی ہوتی ہے اور کمزور کے حقوق کی پامالی، دولت مند کو حقوق مل جاتے ہیں اور غریبوں کے حقوق تلف کیے جاتے ہیں۔ اس ظالمانہ رواج کو بدلنے کے لیے رسول پاکؐ نے فرمایا تھا:

الا ان دماء کم و اموالکم واعراضکم حرام علیکم کحرمة یومکم هذا فی شهرکم هذا فی بلدکم هذا فلیبلغ الشاهد الغائب۔ (بخاری، کتاب العلم)

سنو! تمھارا خون، تمھارا مال اور تمھاری عزت و آبرو ایک دوسرے پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح آج کا مقدس دن اس مہینہ اور اس شہر مکہ میں۔ تم میں سے جو لوگ موجود ہیں وہ یہ پیغام ان لوگوں تک پہونچا دیں جو موجود نہیں ہیں۔

حاجی ہر سال اس پیغام کو لے کر آتے ہیں اور اپنے خویش و اقارب تک پہونچاتے ہیں۔ اگر اس پیغام کو دل نشیں کرلیا جائے تو انسانی حقوق کی حفاظت کے لیے نہ کسی کانفرنس کی ضرورت ہوگی اور نہ کسی تحریک کی۔ اگر حاجی دوسرے انسانوں کے حقوق کی پروانہیں کرتا تو گویا اس نے حج ہی نہیں کیا، جس نے یہ سبق یاد نہیں کیا، اس نے حج سے کوئی سبق ہی نہیں لیا، جس نے حقوق انسانی کی معرفت حاصل نہیں کی ،اس نے گویا عرفہ کا وقوف نہیں کیا۔ وقوف عرفہ اللہ اور بندوں کے حقوق کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

حاجی دن تو میدان عرفات میں گذارتا ہے مگر رات مشعر حرام میں گذارتا ہے، دن بھر کی مشقت کے بعد رات کو سونا چاہتا ہے مگر اللہ رب العزت اس کی تقدیر کو یہ کہہ کر جگاتا ہے:

فَإِذَا أَفَضْتُم مِّنْ عَرَفَاتٍ فَاذْكُرُواْ اللّهَ عِندَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوهُ كَمَا هَدَاكُمْ وَإِن كُنتُم مِّن قَبْلِهِ لَمِنَ الضَّآلِّينَ ۔ (البقرہ:۱۹۸)

پھر جب عرفات سے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو، اور اس کو اسی طرح یاد کرو جس طرح اس نے تم کو ہدایت یاب کیا اگرچہ تم اس سے پہلے گم

گشتہ راہ تھے۔

مشعرحرام میں شعور انگیز ذکر کی حلاوت حاصل کرنے کے لیے حاجی مزدلفہ کی پہاڑیوں میں پروانہ کی طرح منتشر ہوکر دست دعا بلند کرتا ہے، نفس کے تاریک گوشوں میں چھپی خواہشات اور قلب و ذہن کے کونوں میں چپکے ہوئے خود بینی کے جراثیم کو نکالتا ہے اور یاد الٰہی کی مشعل جلاتا ہے۔ یہ ذکر اسے رموز بےخودی سکھاتا ہے اور لذت آشنائی سے ہم کنار کرتا ہے بقول اقبال۔

دو عالم سے بیگانہ کرتی ہے دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

دن کے اجالے میں حاجی پھر منیٰ کی طرف چلتا ہے اور اللہ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے احکام کی مخلصانہ تعمیل کے درمیان حائل ہونے والے شیطان بزرگ پر سات کنکریاں برساتا ہے۔ شیطان نے حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کے دل میں وسوسہ بن کر اترنے کی کوشش کی اور اللہ کی راہ میں قربانی دینے سے باز رکھنے کی جسارت کی تھی، رمی جمار اس کی یادگار تو ہے مگر اس کا جذباتی ردعمل نہیں، بلکہ مقصد زندگی کے حصول میں حائل شیطانی رکاوٹوں کو دور کرنے، دوست و دشمن کی معرفت حاصل کرنے اور ازلی دشمن سے نبرد آزما ہونے کی یہ شعوری علامت ہے۔ حاجی اگر شیطانی قوتوں کو پہچانتا ہے، شیطان کی چالوں سے باخبر ہے اور ان کا مقابلہ کرنے کا حوصلہ رکھتا ہے تو وہ رمی جمار کا حق ادا کرتا ہے، ورنہ وہ رسم تو ادا کرسکتا ہے مگر سنت ابراہیمی پوری نہیں کرسکتا۔

قربانی حج کا بڑا رکن ہے، رمی جمار کے بعد حاجی جانور کی قربانی کرتا ہے، پھر حلق کرتا ہے، قربانی مال اور مفادات کی قربانی کی علامت ہے اور حلق جان کی قربانی کی علامت ہے۔ یہ علامتیں سکھاتی ہیں کہ اللہ کی راہ میں تن من دھن سب کچھ قربان کرنے کا سلیقہ سیکھو، اگر اللہ کے نام پر حاجی نے جانور قربان کردیا مگر اس کے مطالبہ پر جان نچھاور کرنے سے جی چرایا تو یہ قربانی اللہ کے یہاں نہ رنگ لائے گی اور نہ اس کا کچھ اجر ملے گا۔ جب تک جانور کے بہتے خون کی طرح ایثار و قربانی کا جذبہ تازہ اور گرم نہ ہو، حاجی اللہ کی قربت کا لطف نہیں اٹھا سکتا۔ اسی لیے علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے
وہ دل وہ آرزو باقی نہیں ہے

نماز و روزہ و قربانی و حج
یہ سب باقی ہیں تو باقی نہیں ہے

حاجی جب حج کے مناسک پورے کرلیتا ہے تو اس کا روحانی سفر ختم نہیں ہوتا بلکہ جاری رہتا ہے۔ وہ عشق و محبت کی درس گاہ میں جو سبق پڑھتا ہے، اسے دہرانا اور یاد کرنا اس کی روحانی ضرورت بن جاتا ہے۔ اسی لیے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُواْ اللّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْراً
(البقرہ:۲۰۰)

جب تم حج کے مناسک پورے کرچکو تو اللہ کو یاد کرو جس طرح تم اپنے آبا و اجداد کو یاد کرتے تھے، بلکہ اس سے بھی زیادہ یاد کرو۔

اللہ کی یاد اول بھی اور آخر بھی، صبح بھی اور شام بھی، دن میں بھی اور رات میں بھی، سوتے بھی اور جاگتے بھی، حاجی کے روحانی سبق کا اعادہ ہے۔ اس میں عشق کی لذت اور محبت کا سرور ہے اور یہی حاجی کی زندگی کا سرمایہ ہے۔

تیری یاد میرا سرمایہ ہے یہی اب تک میں نے کمایا ہے
تیرے مست ملنگوں کا جگ میں کوئی گھربار نہیں جاناں

❧◆❧

حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق بہترین موقع

پروفیسر سید فرمان حسین
شعبہ شیعہ دینیات، مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

اسلام میں چھ عبادتیں ہیں، جن میں سے دو کا تعلق انسان کے جسم سے ہے، دو کا تعلق مال سے ہے اور دو عبادتیں ایسی ہیں جن کا تعلق جسم اور مال دونوں سے ہے۔

صرف جسم سے تعلق رکھنے والی دو عبادتیں ہیں نماز اور روزہ۔ صرف مال سے تعلق رکھنے والی دو عبادتیں خمس اور زکوٰۃ ہیں۔ ایسی دو عبادتیں جن کا تعلق جسم سے بھی ہے اور مال سے بھی ہے وہ حج اور جہاد ہیں۔

حج کے لغوی معنی: یہ لفظ حَج اور حِج دونوں طرح سے استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب میں اس کے معنی ہیں قصد کرنا، کسی جگہ ارادے سے جانا

اصطلاحی معنی مکہ میں جا کر بیت اللہ (کعبہ) عرفات، مزدلفہ اور منیٰ وغیرہ کا قصد کرنا اور طواف ودیگر مناسک حج ادا کرنا اور مقررہ آداب واعمال بجالانا۔

حج کوئی ایسی نئی بات نہیں ہے جسے اسلام نے شروع کیا ہو بلکہ اسکا رواج قدیم زمانہ سے ہے۔ انبیاء ماسلف کے ادوار میں بھی خانۂ کعبہ عقیدتوں کا مرکز رہا ہے۔ طواف ماقبل اسلام زمانہ میں بھی ہوتا تھا۔ احرام کا رواج بھی پہلے سے ہے۔ سر منڈانے کا چلن بھی قدیم ہے۔

صفا اور مروہ نام کی دو پہاڑیوں کے درمیان سعی تو حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ اور جناب اسماعیلؑ کی والدہ حضرت ہاجرہؑ کی تاسی کا ہی نام ہے۔ قربانی پہلے بھی ہوتی تھی۔ اسلام نے تو ان رسوم اور رواجوں کی اصلاح اور تطہیر کی ہے۔ اور ایسی تمام رسموں کو ختم کردیا ہے جن میں شرک یا کفر کی آمیزش تھی۔ اسلام نے برہنہ طواف کرنے کو ختم کیا ہے۔ قربانی کے گوشت کو کعبہ کے دروازہ پر لٹکانے پر پابندی عائد کی ہے۔ قربانی کے گوشت کو جلا دینے کے رواج کو ختم کیا ہے اور قربانی کے خون کو کعبہ کی دیواروں پر ملنے کا سدباب کیا ہے۔ حج کے دوران گونگا بننے کے رواج پر قدغن لگایا ہے۔ شاعری کے مقابلے، سیر تماشے، میلے اور ناچ وغیرہ پر پابندی لگادی ہے۔

حج کا تذکرہ قرآن مجید میں: قرآن مجید میں حج کا تذکرہ مندرجہ ذیل سوروں میں ہوا ہے:

سورۂ بقرہ، سورۂ آل عمران، سورۂ مائدہ، سورہ ابراہیم، سورۂ حج اور سورۂ فتح۔

سورہ بقرہ میں ارشاد ہے:

انّ الصفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ فمن حج البیت اوعتمر فلاجناح علیہ ان یطوف بھما ومن تطوع خیراً فان اللّٰہ شاکرٌ علیم۱؎

ترجمہ: بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں جو شخص حج کرے بیت اللہ کا یا عمرہ کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ وہ ان دونوں (صفا ومروہ) کا طواف کرے۔ اگر کوئی شخص اپنی خوشی سے کوئی بھلائی کرے تو اللہ اس کی قدر دانی کرتا ہے اور اس کے خلوص کو خوب جانتا ہے۔

درحقیقت یہ اس دعا کا جواب ہے، جو حضرت ابراہیمؑ نے اس طرح کی تھی۔

ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک و ارنا مناسکنا وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔۲؎

ترجمہ: اے ہمارے رب تو ہمیں اپنا فرمانبردار بنا اور ہماری اولاد میں بھی ایک جماعت کو اپنا فرماں بردار بنا۔ اے ہمارے رب! تو ہمیں اس عبادت کے ارکان بتادے اور ہمیں اپنا فرمانبردار بنا۔

(عمرہ کے لفظی معنی ہیں زیارت کرنا اور شرعی اصطلاح میں اس کا مطلب ہے مسجد حرام میں حاضری اور طواف وسعی وغیرہ کرنا)۔

سورۂ بقرہ میں ہی ایک مقام پر کہا گیا ہے:

واذجعلنا البیت مثابۃ للناس وامنا واتخذوا من مقام ابراھیم مصلیٰ وعھدنا الیٰ ابراھیم واسماعیل ان طھرا بیتی لطائفین والعاکفین والرکع السجود۳؎

ترجمہ: جب ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کا معبد اور مقام امن قرار دے دیا اور لوگوں کو حکم دے دیا کہ برکت حاصل کرنے کے لئے مقام ابراہیم کو نماز پڑھنے کی جگہ بنالیا کرو اور ہم نے بنا کعبہ کے وقت ابراہیم واسماعیل کو حکم دیا کہ میرے اس گھر کو پاک صاف رکھو بیرون اور مقامی لوگوں کی عبادت کے واسطے اور رکوع وسجدہ کرنے والوں کے واسطے۔

اس آیت میں مندرجہ ذیل پہلوؤں کی طرف توجہ دینا انتہائی مفید ہے:

ا۔ مثابہ ثاب یثوب مثاباً سے ماخوذ ہے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں۔ اس لیے مثابہ کے معنی ہوئے لوٹنے کی جگہ یعنی مرجع جہاں آدمی بار بار لوٹ کر جائے۔ یہ ارشاد اسی لئے ہوا ہے کہ بیت اللہ ہمیشہ سے ہے جو مرجع خلائق ہے اور یہ اس کی خاص فضیلت ہے کہ لوگ اس کی طرف بار بار لوٹنے کے آرزومند رہتے ہیں، ورنہ دنیا کے ہر منظر کو خواہ وہ کتنا ہی حسین اور دلکش ہو، ایک دوبار دیکھ کر آدمی ،سیر ہوجاتا ہے اور دوچار بار دیکھنے کے بعد تو بالکل بھی شوق نہیں رہتا، جبکہ بیت اللہ میں نہ تو کوئی خوش منظر نظارہ ہے، نہ وہاں دنیا کا کوئی کاروبار ہوتا ہے مگر دلوں میں تڑپ اس قدر ہوتی ہے کہ جو ایک بار جاتا ہے وہ بار بار جانا چاہتا ہے۔

بیت سے مراد صرف کعبہ ہی نہیں بلکہ پورا حرم مراد ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ لوگوں کو حکم دے دیا گیا ہے کہ حرم محترم کو قتل وقتال ،جنگ و جدال اور لڑائی جھگڑوں سے بالا تر رکھو۔

قبل اسلام بھی زمانۂ جاہلیت میں عرب بہت سی خرابیوں اور شرک وکفر کی رسموں میں مبتلا ہونے کے باوجود بیت اللہ اور اس کے ماحول کی تعظیم وتکریم کو ایسا مذہبی فریضہ سمجھتے تھے کہ کیسا ہی دشمن وہاں کسی کو مل جائے وہ حرم میں نہ اس سے قصاص وانتقام لیتے تھے نہ لڑتے جھگڑتے تھے، حرم کے احترام کا حال یہ تھا کہ باپ کا قاتل بیٹے کے سامنے آجاتا تھا تو مقتول کا بیٹا اسکے خون کا پیاسا ہوتا تھا تو بھی اپنی آنکھیں نیچی کر کے گزر جاتا تھا۔

طہر بیتی کا مطلب صرف یہ نہیں ہے کہ کعبہ اور حرم کو ظاہری نجاسات اور گندگی سے پاک رکھو بلکہ مراد یہ بھی ہے کہ اسے باطنی نجاسات سے بھی پاک رکھو یعنی جب وہاں آؤ تو کفر، شرک، بغض حسد، حرص، تکبر، غرور، فریب، مکر، ریاکاری اور نام ونمود سے خود کو پاک کرلو۔

سورہ حج میں ارشاد ہوتا ہے:

واذ بوأنا لابراهيم مكان البيت ان لاتشرک بی شيئا وطهر بيتى لطائفين والقائمين والركع السجود واذن فى الناس بالحج ياتوک رجالا وعلىٰ كل ضامرياتين من كل فج عميق [۴]

ترجمہ:اور جب ہم نے ابراہیم کو خانۂ کعبہ کی جگہ بتلادی کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں کے اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے واسطے پاک

رکھنا اور لوگوں میں حج کا اعلان کردو لوگ تمہارے پاس چلے آئیں گے پیادہ بھی اور دبلی اونٹنیوں پر بھی جو دور دراز کے راستوں سے پہنچی ہوں گی ۔

مذکورہ بالا آیت سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کو خانۂ کعبہ کی جگہ اللہ نے بتائی تھی، ورنہ کعبہ اس وقت ٹیلے کی شکل میں تھا وہاں ببول اور کانٹے دار جھاڑیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا اور ابتداء میں کعبہ کو پاک رکھنے کا حکم صرف حضرت ابراہیم کو ہوا تھا، بعد میں حضرت اسماعیلؑ بڑے ہوگئے اور ہاتھ بٹانے کے قابل ہوگئے تو پھر باپ اور بیٹے دونوں کو حکم دیا گیا۔

یہ بھی معلوم ہوجاتا ہے کہ حضرت ابراہیم کے کعبہ تعمیر کرنے سے قبل بھی اللہ نے اسے اپنا گھر ہی کہا تھا۔ اسی سے کعبہ کی قدامت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے ۔

حضرت ابراہیم نے کعبہ اور اس کے گرد رہنے والوں کا تذکرہ اپنی اس دعا میں اس طرح کیا ہے:

ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع عند بیتک المحرم ربنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثمرات لعلھم یشکرون۔ ۵

ترجمہ:اے ہمارے رب !میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر یعنی خانۂ کعبہ کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل بھی نہیں ہے، آباد کرتا ہوں تاکہ وہ لوگ نماز کا اہتمام رکھیں۔ اے خدا! تو کچھ لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کردے اور ان کو پھل عطا فرما تاکہ یہ لوگ شکرگزار رہیں۔

ان دعاؤں کے نتیجہ میں کعبہ اور مکہ کے سلسلہ میں خداوند عالم کی طرف سے اس طرح اعلان ہوا:

ان اول بیت وضع للناس للذی ببکۃ مبارک وھدی للعالمین فیہ آیات بینات مقام ابراھیم ومن دخلہ کان امنا وللہ علی الناس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلاً ومن کفر فان اللہ غنی عن العالمین۔۶

ترجمہ:سب سے پہلا گھر جو لوگوں کے لئے بنایا گیا وہ مکہ میں ہے جو برکتوں والا اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت ہے۔ اس میں کھلی نشانیاں ہیں۔ مقام ابراہیم ہے، جو اس میں داخل ہوگیا اس کے لئے امن وامان ہے اور لوگوں پر اللہ کے لئے اس گھر کا حج ہے جسے بھی وہاں تک پہنچنے کی

استطاعت ہو۔ اور جس نے اس سے انکار کیا تو بے شک اللہ تمام جہانوں سے بے نیاز ہے۔

اس طرح حج کی کچھ تفصیل اور اہمیت تو قرآن کریم نے بتادی ہے اور باقی تفصیلات رسول کریمؐ نے اپنے زبانی ارشادات اور عملی بیانات سے واضح کردی ہیں۔آنحضرتؐ سے ایک حدیث منقول ہے کہ آپ نے فرمایا۔

من حج بمال فقال لبیک اللھم لبیک قال اللہ لہ لالبیک ولا سعدیک حجک مردود علیک۔ ۷

ترجمہ: جو شخص مال حرام سے حج کرے اور لبیک اللھم لبیک کہے تو خداوند عالم اس سے فرماتا ہے کہ لالبیک ولاسعدیک تیرا حج مقبول نہیں ہے۔

حضرت علیؑ نے حج کے سلسلہ میں ارشاد فرمایا ہے:

ان افضل ماتوسل لہ المتوسلون الی اللہ سبحانہ وتعالیٰ حج البیت واعتمارہ فانھما ینفیانی الفقر ویرحضان الذنب ۸

ترجمہ: بہترین چیز جس سے توسل کرنے والے توسل کرتے ہیں اللہ تک رسائی کے ہیں وہ بیت اللہ کا حج اور عمرہ ہے۔ ان دونوں کے ذریعہ فقر دور ہوتا ہے اور گناہ دھل جاتے ہیں۔

حج کی افادیت:

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے اس کے ذریعہ اللہ نے سماج کو پروقار، پرامن اور با مقصد زندگی جینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔ ہر عبادت میں انفرادی سعادت کے ساتھ ساتھ اجتماعی فلاح وبہبود کا لحاظ رکھا گیا ہے۔ نماز فرادیٰ بھی پڑھی جاسکتی ہے مگر جماعت کی نماز کا حسن اور افادیت کچھ اور ہی ہے ۔ روزہ اگرچہ ایک فرد کی عبادت کا نام ہے مگر ایک خاص مہینہ میں روزوں کی فرضیت خود بخود ایک روحانی فضا پیدا کردیتی ہے، جس سے پورے سماج میں ایک روح پرور ماحول پیدا ہوجاتا ہے۔ خمس وزکوٰۃ سماج کے کم زور طبقوں کی خیر گیری کا بہترین وسیلہ ہیں۔ جہاد درحقیقت سماج سے برائیوں کے دور کرنے اور صالح معاشرہ تشکیل دینے کی جدوجہد کا ہی نام ہے جسے کچھ نادان دوستوں نے اور کچھ دشمنوں نے ایسا بدنام کیا ہے کہ اس کے معنی ہی تبدیل کردئے گئے۔

محلّہ کی مسجد میں نماز اسلامی سماجی کی پروقار تشکیل کا پہلا قدم ہے۔ شہر کے لوگوں کے لئے

جمعہ کی نماز کا قیام ان کے اجتماع کا اگلا زینہ ہے۔

عید کی نماز کے لئے اکٹھا ہونا اس تسلسل کی اہم کڑی ہے اور حج تو تمام دنیا کے مسلمانو ں کو اکٹھا ہوجانے کی سعی بلیغ کا ہی نام ہے۔

یوں تو دنیا میں ایسے بہت سے پلیٹ فارم ہیں جہاں اقوام وملل ،حکومت اور سلطنتوں کے نمائندے جمع ہوکر عالمی مسائل پر اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا کرتے ہیں مگر سب کو معلوم ہے کہ ان جلسوں ،کانفرنسوں ،سمیناروں ، اور اجلاسوں میں شریک ہونے والوں کے دلوں میں کس قدر خلوص ہوتا ہے اور کتنی ریاکاری سیاست اور ڈپلومیسی ہوتی ہے۔ خود ان کے کردار میں کس قدر پاکیزگی یا گندگی ہوتی ہے، وہ بھی کسی باہوش اور باخبر انسان سے چھپی ہوئی چیز نہیں ہے، جبکہ حج کے بارے میں قرآن نے کہا ہے :

الحج اشھر معلومات ممکن فرض فیھن الحج فلارفث ولافسوق ولاجدال فی الحج

ترجمہ:حج کے مہینے سب کو معلوم ہیں ان مقررہ مہینوں میں حج کرنے والے کے لئے لازم ہے کہ حج کے دوران کوئی شہوانی فعل کوئی بدعمل اور کوئی لڑائی جھگڑے کی بات نہ کرے۔

۲۔ حج خانہ کعبہ اور حرم مطہر میں حاضری اور دیگرارکان کے بجالانے کا نام ہے اور اس سے متعلق جوآیات قرآن مجید میں نازل ہوئی ہیں ان میں سے بیشتر تذکرہ عام لوگوں سے متعلق ہے :

مثلاً ایک آیت میں کہا گیا ہے۔

انّ اوّل بیت وضع للناس

یہ پہلا گھر ہے جو لوگوں کے لئے منایا گیا ہے۔

اس آیت میں آگے کہا گیا ہے:

وللّٰہ علی الناس حج البیت

اور لوگوں پر اللہ کے لئے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے۔

ایک اور آیت میں کہا گیا ہے۔

واذ جعلنا البیت مثابة للناس وامنا

ہم نے خانۂ کعبہ کو لوگوں کا مرجع معبد اور مقام امن مقرر کیا ہے۔

ایک دوسری آیت میں جناب ابراہیمؑ کو حکم اس طرح دیا گیا ہے۔

واذن فی النّاس بالحج

اور لوگوں میں (اے ابراہیم) حج کا اعلان کرو۔

ان آیات کا مطالعہ کرنے سے ہی اندازہ ہوجاتا ہے کہ حج کا منظر نامہ کس قدر وسیع ہے اور یہ عبادت کسی خاص نسل، رنگ، علاقہ، طبقہ یا ملک تک محدود نہیں ہے بلکہ پوری بنی نوع انسان کے لئے دعوت فکر وعمل ہے۔

۳۔ جو شخص یا جاندار بیت اللہ اور اس کے حرم میں داخل ہوجائے اس کیلئے امن وامان ہے۔ کوئی اسے قتل نہیں کرسکتا۔ کوئی انتقام یا قصاص نہیں لے سکتا کیونکہ یہ مقدس گھر تو سبھی کے لئے بنایا گیا ہے۔ حد یہ ہے کہ بے جان درختوں یا گھاس تک کو اس عبادت کے دوران اکھاڑا نہیں جاسکتا، ضبط نفس، تحمل کظم غیظ اور وسعت قلب ونگاہ بے مثال مرقع ہے جس کی نظیر دنیا لانے سے قاصر ہے۔

۴۔ اس میں داخل ہوجانے والے کا مامون ومحفوظ ہوجانا درحقیقت ایک پیغام ہے کہ اللہ کو خون ریزی اور قتال وجدال پسند نہیں ہے۔ اگر اسے یہ بات پسند ہوتی تو وہ اپنے گھر کے پاس آنے والوں کو بھی اس کی اجازت دیتا لیکن اس کے قریب جدال وقتال سے سختی کے ساتھ منع کرنا بلکہ جانوروں اور نباتات تک کو محفوظ کردینا، اس بات کا اعلان ہے کہ یہ چیزیں اللہ کو کس قدر ناپسند ہیں۔

ان احکام میں حج کرنے والوں کے تزکیہ نفوس اور تربیت اذہان کا بھی لائحۂ عمل ہے اور جو لوگ وہاں نہیں پہنچ پاتے ہیں ان کے لئے بھی اسلام کی روح سمجھنے، دین کے انداز کو پرکھنے اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے طریقوں کی طرف متوجہ کرنا ہے۔

۵۔ آیت میں ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین۔

جو شخص حج کا منکر ہو تو اسے سمجھ لینا چاہیے کہ اللہ تو تمام جہانوں سے بے نیاز ہے، کہہ کر یہ بھی سمجھا دیا گیا ہے کہ حج کرنے یا نہ کرنے سے اللہ کی الوہیت قدرت، حاکمیت اور ملکیت اور مالکیت پر کچھ اثر نہیں ہوتا ہے بلکہ حج کرنے والے کی اصلاح اور تربیت ہوتی ہے، معاشرہ میں روحانیت کا جلوہ ابھرتا ہے، نفس میں پاگیزگی اور بلندی پیدا ہوتی ہے جس سے زندگی میں فلاح وسعادت کا حصول ہوتا ہے۔ آیت میں کفر کا لفظ تہدید اور تاکید کے لئے ہے یعنی منکر حج ہونے کا عمل کافروں جیسا ہے۔

۶۔ حج ایک عاشقانہ عبادت ہے اس میں انسان عاشقوں کی طرح دوڑتا بھی ہے اور لپکتا بھی ہے، نہ سر پر عمامہ، نہ ٹوپی، نہ لباس کی فکر، نہ زیب وزینت کی تمنا، حج کرنے والے کی کیفیت بس اس عاشق جیسی ہے جو اپنے محبوب کے دیدار کے لئے دیوانہ وار چلا جارہا ہو۔

۷۔ حج کمال اتحادو انتہائی عجز وانکسار کا مظاہرہ ہے۔معمولی سالباس بے سلا، بے رنگ صرف دو چادریں جن میں سے ایک تہ بند اور دوسری چادر جسم کے اوپر کے حصہ پر اوڑھ لی جانے والی ،سرکھلا ہوا، پاؤں میں موزے نہیں،عورتیں سادہ لباس میں، نہ خوشبو نہ تیل، نہ بال کٹوانا ، نہ ناخن ترشوانا، نہ حرم کے پودوں کا اکھاڑنا ، نہ کسی جانور کا شکار کرنا، نہ شکار کوڈرانا بھگانا، نہ کسی شکاری کی مدد کرنا، نہ بیوی سے قربت کرنا، نہ واہیات بے ہودہ کتابیں پڑھنا، نہ لغو باتیں کرنا، بس اللہ کو یاد کرنا گناہوں ، خطاؤں ، لغزش اور غلطیوں کے لئے استغفار کرنا، درود پڑھنا اور خود کو اللہ کے حضور پیش کرنا، یعنی ایک مخصوص مدت تک ترک لذات، پسندیدہ عادات پر کنٹرول، ترک زینت، ترک واحتشام سے دوری اختیار کرنا اور خود کو اپنے خالق کے حضور ذلیل وحقیر انداز میں پیش کرنا۔

۸۔حج کے لئے نیت خالص ہو۔ ریا کاری کا دخل نہ ہو۔ حج مال حلال سے کیا ہو۔ رشوت ، چوری، چور بازاری، فریب مکراور ظلم سے حاصل کیا ہوا مال نہ ہو۔

۹۔جس شخص کو امیر بنایا جائے بہتر یہی ہے ہ وہ دین دار سمجھ دار، ہوشیار، تجربہ کار، متواضع اورخوش اطوار ہو۔

۱۰۔ ارکان حج ادا کرتے وقت ان امور کونظر میں رکھنا چاہئے جو اللہ نے اس عظیم الشان اورفقید المثال اجتماع سے وابستہ رکھے ہیں، یعنی اللہ کا ذکر ہو،تہلیل وتسبیح واستغفار ہو،خود کے لئے اور سب کے لئے دعا ہو۔، قرآن مجید کی تلاوت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف ہو۔

۱۱۔کسی شخص کو ڈھکیلا نہ جائے ،کسی کو ہٹایا نہ جائے، گرایا نہ جائے،اور کسی قسم کی تکلیف نہ دی جائے۔

۱۲۔حج تطہیر دین اورتزکیہ نفس کا عدم النظیر وسیلہ ہے۔ان ایام میں حج کرنے والے کی توجہ صرف اپنے خالق اور مالک کی طرف ہی ہوتی ہے۔ وہ دنیوی آلائش وآسائش سے مستغنیٰ ہوجاتا ہے۔

۱۳۔ حج کا ماحول بھی ایسا ہوتا ہے کہ ہرطرف سے ذکر الٰہی کی صدائیں بلند ہوتی ہیں اور ہر شخص کی کوشش رجوع الی اللہ کی ہوتی ہے۔ ماحول دینی اور فضا روحانی ہوتی ہے جس سے قلب

ودماغ اور فکرونظر پر گہرا اثر ہوتا ہے۔

۱۴۔ حج اسلامی اور انسانی وحدت کا بے مثال مرقع ہے جہاں ہر علاقہ ہر رنگ اور ہر طبقہ ہر زبان اور ہر لباس کے لوگ ہر طرف سے آتے ہیں اور اس مرکز پر جمع ہوتے ہیں۔ سب کا لباس ایک، زبان پر ایک ہی بات، سب کی نیت ایک، عمل ایک اور عمل کا وقت بھی ایک ہوتا ہے۔ صفا اور مروہ کی سعی ہو، منیٰ میں قیام ہو، قیام عرفات ومزدلفہ میں شب بسری ہو، ہر کام میں یک رنگی، یک جہتی اور ہم آہنگی ہوتی ہے۔

۱۵۔ حج عالمی امن کے قیام کا ذریعہ: ہر طرف کے لوگ جو دین الٰہی سے سرفراز ہیں حج اور اس کی تیاری کی طرف متوجہ ہوجاتے ہیں۔ جانے والے سفر کا اہتمام کرتے ہیں۔ اعزاء واقارب اور احباب ان کی رخصت اور استقبال کی منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ اہل حکومت ان کے سفر کے بعافیت مکمل ہوجانے کی تیاری کرتے ہیں۔ عام لوگ راستوں کے پر امن ہونے کی دعا کرتے ہیں تاکہ حاجیوں کا سفر بعافیت ہو۔

یہ پورا سلسلہ قیام امن کی بے مثال اور مسلسل تحریک ہے، حرمت والے چار مہینوں میں جنگ بندی اورامن عالم کے قیام کی ایک غیر مادی غیر سیاسی پرخلوص تحریک کا انداز ہے۔

۱۶۔ بیت اللہ حرم اور مکہ مرکز امن ہوجاتے ہیں جہاں سب کے حقوق برابر ہیں اور ان لوگوں کو بھی یہ ذہن نشین ہوجاتا ہے کہ ان کا معبود صرف ایک ہی ہے اور سب مخلوق کا خالق بس وہی ہے اور محمد مصطفیٰؐ اس کے رسول ہیں۔

اس خطہ ارض میں مقیم اور مسافر سب برابر ہیں۔

سواء العاکف فیه والباد۔

۱۷۔ یہ ایک بے مثال کانفرنس بھی ہے جس میں علاقہ، رنگ، نسل اورطبقہ کے امتیازات مٹ جاتے ہیں، اخوت اسلامی نقطۂ معراج پر ہوتی ہے اور سب لوگ مل کر دینی، ملی، معاشی، معاشرتی اورقومی ضروریات پر تبادلہ خیالات کرکے ایک موثر اور کامیاب لائحہ عمل تیار کرسکتے ہیں اور لیشهدوا منافعلهم کی عملی تصویر لوگوں کے سامنے آسکتی ہے۔

۱۸۔ حج موقع فراہم کرتا ہے کہ انسان خود کو بے جا رسوم سے آزاد کرلے۔ وہ خود کو قرابت

داری کے بے جا بندھنوں سے بھی آزاد کراسکتا ہے اور مال کی محبت کے افسوں سے بھی باہر آسکتا ہے۔

۱۹۔ حج کے ذریعہ بزرگوں کو یاد رکھنے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی ترغیب دینا ہے۔

للّٰہیت کے سارئے میں روحانیت کی فضا قائم کرنے اور صالح معاشرہ کی تشکیل کی تحریک پیدا کرتا ہے۔

۲۰۔ یہ عبادت وحدت اذہان وحدت ارکان، وحدت اعمال، وحدت افکار، وحدت اذکار اور وحدت انسان کا ماحول پیدا کرنے کا مؤثر ترین ذریعہ ہے۔ اس کے ذریعہ معاشرہ میں انسانیت، جذبۂ حرکت و عمل تطہیر ذہن اور دینی ودنیوی صلاح وفلاح کے دروازے کشادہ ہوجاتے ہیں۔

۲۱۔ حج ایک طرف ترک وطن، ترک عادات، ترک رسوم، ترک لذّات اور ترک زینت کی قوت عطا فرماتا ہے، تو دوسری طرف نفس پر کنٹرول، رجوع الی اللہ، جذبۂ اخوت، اور جذبۂ یک رنگی وہم آہنگی اور مساوات کی ٹریننگ ہے۔

❖

حوالے:

۱۔ سورہ بقرہ آیت ۱۵۹
۲۔ سورہ بقرہ آیت
۳۔ سورہ بقرہ آیت ۱۲۵
۴۔ سورۂ حج آیت ۲٦
۵۔ سورۂ ابراہیم آیت ۳۷
٦۔ سورہ آل عمران آیت
۷۔ الدرالمنثور، جلد ۲ صفحہ ٦۳
۸۔ خطبہ نمبر ۱۱۰

حج اور اس کا پیغام
از دیدگاہ نہج البلاغہ وامام خمینیؒ

پروفیسر شاہ محمد وسیم
علی گڑھ مسلم یورنیورسٹی، علی گڑھ

اگر ہم حیات انسان پر تعلیمات اسلامی کے واسطہ سے غور وفکر کریں تو ہمارے سامنے ایک ایسا اجتماعی نظام اجاگر ہوگا، جہاں عدل ومساوات کا بول بالا ہوگا، نہ کالے گورے کا فرق نظر آئے گا، نہ جغرافیائی حدود کا پابند معاشرہ اور نہ امیر وغریب کی تفریق ، نہ عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو عربی پر فوقیت ۔ انّما المومنون اخوہ (قرآن) اور لا ابیض ولا اسود فی الاسلام (حدیث) کی صدا دماغ کو چھولے گی، اور تعلیم بندگی کی آواز اس فرض شناسی کے ساتھ کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اللہ ہی کا ہے فانّ للّٰہ مافی السّموات والارض [1]

اسی لئے انسانوں کے مابین آپسی تعلقات بھی اللہ ہی کے واسطہ سے ہونا چاہئیں ، کہ یہ بات صحتمند معاشرہ کی ضمانت ہے۔

پیغمبر اسلام ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنے آخری خطبہ حج میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

''اے لوگو! تمہاری جان ، تمہارا مال اور تمہاری آبرو ایک دوسرے کے لئے قیامت تک اتنی ہی مقدس اور قابل احترام ہے جتنا کہ یہ دن (یوم عرفہ) یہ مہینہ (ذی الحجہ) اور یہ شہر (مکہ معظّمہ)۔ اے لوگو! ہر مسلمان ایک دوسرے مسلمان کا بھائی ہے۔ دنیا کے تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔ کسی مسلمان کے لئے اپنے بھائی کا مال بغیر اس کی مرضی کے لینا جائز نہیں ہے۔ دیکھنا میں نے بات پہونچادی ہے۔ اے اللہ! تو بھی گواہ رہنا۔ اے لوگو! میرے بعد کافر نہ بن جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔'' [2]

اس طرح حاجی ہو کہ غیر حاجی سب مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ ایک کا دوسرے پر حق ہے۔ انہیں ایک دوسرے کی فلاح وبہبود کا خیال رکھنا چاہئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے حج کا ذکر اس طرح کیا ہے کہ:

’’ (خدا نے) تم پر حج واجب کیا ہے، اپنے خانہ کعبہ کا، جس کو مخلوق کا قبلہ قرار دیا ہے، جہاں لوگ اس طرح ٹوٹتے ہیں جس طرح (پانی پر) جانور اور اس طرح فریفتہ ہوتے ہیں جس طرح کبوتر اور جسے خدائے سبحانہ نے اس کی علامت قرار دیا ہے کہ بندے اس کی عظمت کے سبب سے تواضع کریں اور اس کی عزت کے مقر ہوں اور اپنی مخلوق سے ایسے سننے والے بندوں کو چنا جنہوں نے اس کی دعوت قبول کی، اس کے کلمہ کی تصدیق کی، مقامات انبیاء پر ٹھہرے اور عرش خدا کے طواف کرنے والے فرشتوں کے مثل قرار پائے (کیونکہ وہ) عبادت خدا کی تجارت کے منافع جمع کرتے اور اس کے وعدۂ مغفرت کی طرف بڑھتے ہیں۔ خدائے سبحانہ نے اس (کعبہ) کو اسلام کا علم اور پناہ لینے والوں کے لئے امن کی جگہ قرار دی ہے۔ (لہذا) اس حج کو فرض اور اس کے حق کو واجب کیا ہے۔‘‘[۳]

حج اتنی عظیم عبادت ہے کہ حکم قرآنی ہے کہ:

واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالا وعلیٰ کل ضامریاتین من کل فج عمیق لیشھدوا منافع لھم .... (حج کی خبر کردو کہ لوگ تمہارے پاس (جوق در جوق) پیادہ اور ہر طرح کی دبلی (سواریوں) پر جو راہ دور دراز طے کر کے آئی ہوں (چڑھ چڑھ کے) آپہونچیں گے تا کہ اپنے (دنیا وآخرت کے) فائدوں پر فائز ہوں[۴] یہ اس بات کا اعلان ہے کہ دنیا وآخرت دونوں کے فوائد حج بیت اللہ سے حاصل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہر مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ وہ فلسفۂ حج پر غور وفکر کرے۔

’’... اسلام اتحاد کا حامی ہے ... اسلام ایک ایسا دین ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے (امام خمینیؒ) یہ عدل وانصاف قائم کرتا ہے۔ جھوٹے آقاؤں کی پرستش بے جا اور شاہان کج کلاہ کی بندگی ممنوع ہے، بلکہ اسلام کے پیروکار، وہ چاہے جس مرتبہ پر بھی فائز ہوں، بندگان خدا کی ان صفوف میں نظر آئیں گے جہاں محمود ایاز کا فرق مٹ جاتا ہے۔

اسلام دنیا کو دین کے تابع قرار دیتا ہے، عبادت کو ہر ہر شعبۂ حیات اور حرکات وسکنات میں سمو دیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے (الدنیا مرزعہ الآخرہ) نماز میں صراط مستقیم پا لینے کی اور اس پر قائم رہنے کی دعا، اور مرسلین وصالحین کے طرز زندگی پر جینے کی آرزو نے واضح کیا کہ انسان دنیا کی اور مابعد دنیا کی زندگی کو بہتر بنانے کے لئے عبادت کرتا ہے ۔ اگر مقصد یہ ہوگا تو جھوٹ، فریب، استحصال اور ظلم سب کے سب مٹ جائیں گے، سارے تفرقے

بھی اور دشمنیاں بھی۔ نفس کی طغیانی کو سکون حاصل ہوگا اور اصل امن اور بھائی چارہ قائم ہوگا۔ یہ نفس کہ طغیانی ہی ہے اور اونچ نیچ کا تصور جو افراتفری اور تفرقوں کو جنم دیتے ہیں۔ خودغرضی پر مبنی روابط ہیں، جو دلوں کی کدورت کو بڑھاتے ہیں۔ لیکن جب انسانی روابط خوشنودی خدا کے پیش نظر پروان چڑھتے ہیں تو دلوں کی زندگی کے لئے فیض رساں ہوتے ہیں۔

نماز کے بعد، اسلام کے ایک اور رکن اور عبادت، حج کے فلسفہ پر غور کیجئے تو بقول امام خمینیؒ ''سبھی مسلمان بھائیوں اور بہنوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ فلسفہ حج کا ایک پہلو مسلمانوں کے درمیان باہمی اتحاد اور آپسی میل جول کو مضبوط بنانا ہے...۵

حج دنیا والوں کی بنائی ہوئی تفرقہ کی تمام دیواروں کو منہدم کردینے کا ایک عالمگیر پیغام ہے۔ یہ انسانیت کو سربلند کرتا ہے۔، انسان کو انسان بناتا ہے اوراس کو اسکا جائز مقام عطا کرتا ہے۔ حج میں نہ کوئی صاحب اقتدار نظر آتا ہے نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی محکوم اور محروم۔ ساری انسانیت ایک ہی دھاگہ میں پروئی ہوئی نظر آتی ہے، جو مظہر کلمۂ توحید لاالہ الااللہ ہوتی ہے۔ سب اپنے خالق کی خوشنودی اور اس کی عبادت کے لئے اللھم لبیک، کہتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں۔ بھلا کسی میں غرور کیوں کر پنپ سکتا ہے؟ چاہے وہ بادشاہ اور حکمراں ہی کیوں نہ ہو! اس طرح حج عبادت ہونے کے ساتھ ساتھ ذہنیت کے فساد کو مٹانے اور نفس کی طغیانی کو روکنے کا ذریعہ بھی ہے۔

عبادت حج کو صحیح طور پر پورا کرنے کے لئے اس عظیم اجتماع کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اس کا مثبت استعمال مسلمانوں اور سارے عالم انسانیت کی ترقی اور فلاح وبہبود کے لئے کرے! کیونکہ ''حج وہ عظیم رسم ہے جو انسانیت کو مذہبی اور سماجی امور میں بیداری عطا کرتی ہے۔ اس رسم کی ادائیگی میں حقیقی اسلام کی طرف رجوع ہونا چاہئے۔ بہت سی سیاسی ذمہ داریاں ہیں جو کسی اجتماع خصوصاً اس عظیم اجتماع حج کا ایک ناگزیر حصہ ہیں۔ ان میں سے ایک ذمہ داری اسلام اور مسلمانوں کی بنیادی اور سیاسی مشکلات سے آگاہ ہونا ہے۔ اس آگاہی یا واقفیت کا انحصار اس بات پر ہے کہ مذکورہ اجتماع میں شامل تمام مذہبی رہنما.... دانشمند اور زائرین بیت اللہ اپنے اپنے مسائل پر ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال کریں! اپنے مسائل کا مل جل کر حل تلاش کریں، تاکہ جب لوگ اپنے اپنے ممالک کو واپس ہوں تو اس کے مطابق اپنے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں...'' ۶ اور خود مسلمانوں اور دنیا کے دیگر افراد کو اصل اسلام، اس کے نظریۂ عدل وانصاف، انسان دوستی اور

اخوت ومساوات سے روشناس کرائیں۔ امام خمینیؒ نے تعلیم دی ہے کہ ''ان اجتماعات (حج) کے دوران ہم لوگوں کو دینی تبلیغ اور اسلام کی سیاسی واعتقادی تحریک کی اشاعت کا کام کرنا چاہئے۔ لیکن افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ ان باتوں کی طرف بالکل ہی متوجہ نہیں ہیں اور کلمہ '' ولا الضالین''، کو بہتر ڈھنگ سے ادا کرنے سے پہلے غور وفکر نہیں کرتے ہیں۔ حج بیت اللہ کے لئے تشریف لے جاتے ہیں لیکن اپنے مسلمان بھائیوں سے مفاہمت، اسلامی احکام کی اشاعت اور عالم اسلام کی مشترکہ پریشانیوں کا حل تلاش کرنے کے بجائے یہ لوگ باہمی اختلاف کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ یہ لوگ حج کے دوران فلسطین جو اسلام کا وطن ہے، اس کی آزادی کے لئے مشترکہ کوشش کی فکر نہیں کرتے، بلکہ ایسی چیزوں کا تذکرہ کرتے ہیں، جن سے مسلمانوں کے درمیان اختلاف میں اضافہ ہو''۔۷

آپ نے فرمایا کہ ''حج قرآن کے مانند ہے جس سے سبھی بہرہ مند ہوتے ہیں، لیکن امت اسلامی کا درد رکھنے والے مفکرین اور دور اندیش افراد اگر حج کے دریائے معرفت میں غوطہ ور ہوں اور اس کے احکام نیز اجتماعی سیاستوں کی گہرائیوں میں اترنے سے خوف زدہ نہ ہوں تو اس دریائے رشد وہدایت، حکمت ومعرفت کے آب زلال سے تا ابد سیر آب ہوتے رہیں گے'' ۸ اور یہ بھی کہ:

''...آج کے جیسے دور میں جبکہ سر براہان کفر وشرک کے ہاتھوں توحید کا اصل وجود ہی خطرہ میں پڑا ہوا ہے۔ اور یہ لوگ ملتوں کی قومی، ثقافتی دینی اور سیاسی نشانیوں کو اپنی ہوس اور شہوت رانی کا کھلونہ بنائے ہوئے ہیں، ایسے میں ہمیں غور کرنا چاہئے کہ ہمارا کیا فرض ہے؟'' ۹

ادھر بین الاقوامی روابط کے ڈھانچہ کا اپنا انداز، اس کی نہج، سیاسی دباؤ اور اس پر بڑی طاقتوں کی ہر طرح کی اجارہ داری نے فکر وعمل پر پہرے بیٹھا دئے ہیں۔ آزادی خیال پر، مشاورت پر ذرائع ابلاغ شکوک وشبہات کو تقویت دے کر اکثر انسان کو انسان سے جدا کرتے نظر آتے ہیں۔ ایسے میں اس کو کیا کیا جائے کہ '' اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا درد یہ ہے کہ ابھی تک بہت سے لوگ اسلامی احکام کے حقیقی فلسفہ سے نا آشنا ہیں اور حج تمام تر اسرار وعظمت کے باوجود ابھی تک ایک خشک عبادت اور ایک لاحاصل اور بے ثمر نقل وحرکت سے زیادہ کچھ نہیں ہے۔ (لہٰذا) مسلمانوں کے عظیم فرائض میں سے ایک فریضہ اس حقیقت وواقعیت کو سمجھنا ہے کہ حج کیا ہے؟ اور کیوں ہمیشہ اسے برپا کرنے کے لئے مالی اور معنوی امکانات کا ایک بڑا حصہ صرف کیا جائے؟ جو چیز اب تک نافہمیوں یا غرض پرستوں اور دوسروں کے ٹکڑوں پر پلنے والوں نے فلسفۂ حج کے عنوان سے پیش کی

ہے، یہ ہے کہ حج ایک اجتماعی عبادت (ہے) اور ایک زیارتی وتفریحی سفر ہے ۔ اس کا حج سے کیا سروکار کہ کس طرح جینا چاہئے.... جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حج صاحب خانۂ کعبہ یعنی خدا سے بندہ کے تقرب اور اتصال کا ذریعہ ہے۔ حج صرف حرکات وسکنات، اعمال اور لفظوں کا مجموعہ نہیں ہے۔ صرف کلام ، الفاظ اور بے جان حرکات وسکنات سے انسان خدا تک نہیں پہونچتا ہے۔ حج معارف الٰہی کا وہ مرکز ہے جس کے ذریعہ اسلامی سیاست کی جامعیت کو زندگی کے گوشہ گوشہ میں دریافت کرنا چاہئے۔ حج تمام مادی ومعنوی رزالتوں سے دور ایک پاکیزہ معاشرہ کی بنیاد وتاسیس کی دعوت دیتا ہے۔ حج دنیا میں ایک انسان اور ایک روبہ کمال معاشرہ کی تمام میدانوں میں عشق آفرین زندگی کی تجلی اور اس کی بار بار تکرار کا نام ہے۔ اعمال حج اعمال زندگی ہیں۔ امت اسلامی کا پورا معاشرہ ، چاہے وہ کسی بھی نژاد اور کسی بھی قوم سے تعلق رکھتا ہو، ابراہیمی ہونا چاہئے، تا کہ امت محمد ﷺ کے عظیم انبوہ وگروہ میں شامل ہو سکے، ایک ہو جائے اور ید واحدہ کی شکل میں ظہور کرے۔ حج اسی توحیدی زندگی کی تنظیم وتمرین وتشکیل کا نام ہے ۔ حج مسلمانوں کی مادّی اور معنوی قوت وطاقت کی نمائش گاہ اور استعداد کی پرکھ کا آئینہ ہے۔'' [۱۰]

اس طرح حج خطرات وآفات کو سمجھنے اور ان پر قابو پالینے کا ذریعہ ہے، حج انسان کو سر بلندی عطا کرتا ہے۔ ثابت قدمی کا سبق دیتا ہے، خدا کی عبادت اور اس کے بندوں سے محبت کا مؤثر پیغام دیتا ہے۔ حج عبادت ہے اللہ کے حضور میں اور اسی کے گھر۔ خانۂ کعبہ۔ میں، جہاں نفس کا محاسبہ بھی ہوتا ہے اور اپنے خالق سے بخشش کی دعا بھی ۔ یہاں ہر طرح کی برائیوں سے اعلان برائت بھی ہوتا ہے، خدا سے اس کے بندہ کا تجدید عہد بھی، اس کی بندگی کا اور ابلیس اور ہر طرح کے ابلیس صفت درندوں سے دوری کا ، ان کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا کے ساتھ۔ حج کا تعلق خود انسانی کے دل ودماغ سے ہے کہ ہر حاجی اپنے جذبات کو پابند احکام الٰہی کرتا ہے، مال خرچ کرتا ہے اور جسمانی دشواریاں برداشت کرتا ہے، صرف اس لئے کہ اللہ ورسولؐ کی خوشنودی حاصل ہو اور اب جو حج کر کے وہ واپس لوٹے تو اس طرح کہ زندگی صراط مستقیم پر گذرے، وحدت سر بلند نظر آئے اور اجتماعیت پر عظمت ، اسلامی اخوت ومساوات میں پروئی ہوئی۔ سب وحدت کے رشتہ میں پروئے ہوئے، تقویٰ وطہارت کے لئے کوشاں، عاجزی وفروتنی سے سر جھکائے ہوئے، سبک خرام، اطاعت الٰہی کے سیدھے راستہ پر گامزن ۔

اسی لئے ہم سب کی ذمہ داری ہے کہ ہم غور وفکر کریں کہ حج ہم پر کیا ذمہ داری عائد کرتا ہے؟ کیونکہ اسلام کے سبھی ارکان عبادت بشمولیت حج اپنے ساتھ تمام تر معنویت لئے ہوئے ہیں، ان کا اپنا اپنا مقام ہے۔ حج کے فلسفہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

''لیکن (اس کو) کیا کیا جائے اور اس عظیم کرب کو کہاں لے جایا جائے کہ حج قرآن ہی کی طرح تنہا اور بے یار ومددگار ہوگیا ہے! جس طرح یہ کتاب زندگی اور مجموعۂ کمال وجمال ہمارے خود ساختہ حجابوں میں پنہاں ہوگئی ہے اور اسرار آفرینش کا یہ گنجینہ ہماری کج فکریوں کی منوں مٹی کے نیچے دفن ہوکر رہ گیا ہے اور اس کی انس وہدایت کا زندگی ساز فلسفہ وحشت وموت اور قبر کی زبان میں بدل کر رہ گیا ہے، یوں ہی حج بھی ان ہی حالات اور بلاؤں میں گرفتار ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ جاتے ہیں اور پیغمبر اسلامؐ وابراہیمؑ واسماعیلؑ اور ہاجرہؑ کے نشان قدم پر گامزن ہوتے ہیں لیکن ان میں سے کوئی ایک ایسا نہیں جو اپنے آپ سے پوچھے کہ یہ ابراہیمؑ ومحمد علیہم السلام کون تھے اور انہوں نے کیا کیا؟ ان کا مقصد کیا تھا اور انہوں نے ہم سے کیا چاہا ہے؟ تنہا وہ چیز جس پر غور وفکر نہیں کیا جاتا ہے، یہی نکتہ ہے۔ مسلّم طور پر بے روح اور بے حس وحرکت وبے قیام حج، برائیت سے عاری اور وحدت واتحاد سے دور حج، وہ حج جس سے کفر وشرک لرزہ براندام نہ ہو، حج نہیں ہے۔'' [۱۱]

لہٰذا جیسا کہ امام خمینیؒ نے کہا ہے، ضرورت اس بات کی ہے کہ ''مسلمان' حج اور قرآن کریم کی تجدید حیات اور ان دونوں کو اپنی زندگی میں واپس لانے کی بھرپور کوشش کریں اور اسلام کے باوفا محققین لوگوں کے سامنے فلسفۂ حج کی صحیح تصویر اور حقیقی تفسیر پیش کرکے ان درباری ملاؤں کے تمام خرافاتی تار وپود بکھیر کر رکھ دیں۔'' [۱۲]

اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ یہ حج ''.... وہ لازوال الٰہی تحفہ اور ہمیشہ جاری رہنے والا دریا ہے جس میں مسلمانان عالم ہمیشہ اپنی بیماری، آلودگی، زندگی کی تلخیوں اور رنج ومصیبت کا غبار دھو سکتے ہیں اور اس ابدی ذخیرہ کی مدد سے ہر دور اور زمانہ میں ان دونوں قسموں کے آسیب وخطرات کو اپنے سے دور کرسکتے ہیں۔ حج میں تقویٰ، ذکر حضوری، خضوع وخشوع اور خداوند متعال سے لو لگانے کا عنصر پہلے قسم کے خطرہ سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اور اجتماع، اتحاد نیز عظیم اسلامی امت میں پائی جانے والی قوت، طاقت اور عظمت کے احساس کا عنصر دوسرے قسم کے خطرات سے مقابلہ کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ دونوں عناصر حج میں بدرجۂ اتم موجود ہیں۔'' [۱۳]

اسلام اپنے پیروکاروں پر ذمہ داری عائد کرتا ہے کہ وہ تلاش سچ اور حق کرتے رہیں اور راہ حق پر گامزن ہوتے ہوئے شیطانی کاموں اور شیطانی طاقتوں سے دور رہیں۔ اسی ضمن میں امام خمینیؒ نے اتحاد اسلامی، مساوات اور بلندی افکار وخیالات پر زور دیتے ہوئے، یہ پیغام دیا ہے کہ:

''اے محترم زائرین! آپ دنیا کے مختلف حصوں سے اللہ کے مطہر گھر اور اتحاد کے مرکز، وحی کے مقام، ابراہیمؑ اور محمدؐ دو انسانوں کی جگہ پر، جنہوں نے بتوں کو توڑ ڈالا تھا اور جنہوں نے مستکبرین کے خلاف انقلاب برپا کیا تھا، مجتمع ہوئے ہیں۔ آپ اب پربرکت جگہ پر جمع ہوئے ہیں، جونزول (پیغام) کے وقت باوجود ایک بے آب وگیاہ ریگ زار اور پہاڑی (مقام) ہونے کے، اللہ کے فرشتوں کے نزول کا مقام تھا، جہاں خدا کے مجاہدین پر حملے ہوئے تھے (جو) اللہ کے پیغمبرؐ اور اس کے پاک بندے تھے۔''

'' آپ کو ان جگہوں کی، جہاں آپ تشریف لائے ہیں، اہمیت اور بلندی کا احساس ہونا چاہئے۔ آپ کو اس بت شکن مرکز سے آراستہ وپیراستہ ہوکر ان بڑے بتوں کو توڑنے کے لئے (تیار ہوکر) جانا چاہئے، جنہوں نے اپنے چہرے بدل لئے ہیں اور بڑی شیطانی طاقتوں اور زمین پر لوٹ وکھسوٹ کرنے والوں (کی شکل میں) نمودار ہوئے ہیں۔ آپ کو ان تاناشاہوں کی جھوٹی طاقت سے خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے۔ خدا پر بھروسہ رکھئے۔ ان پاک مقامات پر اتحاد اور یکتا کا عہد وپیمان کیجئے۔ علیحدگی اور ایک دوسرے سے جنگ وجدال سے بچئے جیسا کہ خدا نے حکم دیا ہے۔'' آپس میں جنگ وجدال نہ کرو کہ یہ (لڑائی) تمہاری عزت کو مٹا ڈالے گی'' اعتقاد اور اسلام کے طور طریقے تمہاری اس لڑائی سے کم ہوں گے۔ اور انفرادی خواہشات کی وجہ سے تمہارا (اس طرح) یکجا ہونا خدائی احکام کے خلاف ہے۔ متحد ہو! حق پر، لفظ توحید پر (کہ یہی) ملت اسلامیہ کی بلندی کی بنیاد ہے، اور یہ بات آپ کو فتح دلائے گی۔'' ....

'' کیا آپ جانتے ہیں کہ آپ کی صعوبتوں کی سب سے بڑی وجہ خود آپ کا انتشار ہے۔.... اٹھئے! قرآن پر عمل کیجئے۔ خدا کے احکامات پر عمل پیرا ہویئے، کہ آپ کی واپسی اسلام کو بڑھانے اور اس کی عظمت وبلندی کی طرف ہوگی۔ آیئے! اور فقط خدا کے کلام پر کان دھریئے.... فرداً فرداً یا دو دو (ایک ساتھ) خدا کے لئے اٹھئے، خود اپنے اندر کے شیطانوں کے خلاف ...''

''اے مسلمانوں اور دنیا کے مستضعفین! اپنا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیجئے، خدا

سے لو لگائیے ، اسلام پر بھروسہ کیجئے اور مستکبرین اور ظالمین کے خلاف عوامی حقوق کے لئے اٹھ کھڑے ہوئیے۔ اے خدا کے گھر کے حاجیوں ! ایک دوسرے کے ساتھ متحد ہوجائیے ان مقدس مقامات میں اور خدا سے کامیابی کی دعا کیجئے مسلمانوں کی سربلندی کے لئے اور دنیا کے محروم اورغم نصیب لوگوں کے لئے۔'' ۱۴؎

اس طرح امام خمینیؒ نہ یہ کہ مسلمانوں میں اتحاد اور ان کی سربلندی اور کامیابی کے لئے دعا کی بات کرتے ہیں ، بلکہ ساتھ ہی تقویٰ، حضوری ، خضوع وخشوع اور خدا و قرآن اور پیغمبرؐ کی تعلیمات پرعمل پیرا ہونے کی بات بھی کرتے ہیں اور خود اپنے اندر کے شیطانوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہونے کی بات کرتے ہیں اور دنیا کے ان غم نصیب اور محرومین کی بھی جو کسی بھی مذہب کے پیروکار ہوں اور جہاں کہیں بھی رہتے ہوں۔ وہ عدل وانصاف کے طلبگار ہیں۔ اور ایسا ہی نظام عالم چاہتے ہیں۔ حج ومکہ وہ مقام ہیں کہ جہاں سے آوازہ توحید بلند ہوتا ہے۔ ان کی عظمت طلب گار حرمت وعمل ہے، برائیوں سے نفرت ، شیطانوں سے بیزاری کی۔ آپ دنیا سے سوال کرتے ہے:

'' اگر مسلمان '' خانۂ ناس'' اور'' خانۂ خدا'' میں دشمنان خدا سے اظہار برائیت نہ کریں تو پھر کہاں وہ اس کا اظہار واعلان کریں؟ اگر حرم وکعبہ ومسجد ومحراب خدا کے جانبازوں نیز حرمت انبیاء اورعظمت حرم کے پاسبانوں کے لئے حفاظتی مورچے نہیں بن سکتے تو پھر ان کا مامن وپناہ گاہ اور کہاں ہے؟'' ۱۵؎

ہرعبادت کا فائدہ دنیا وآخرت دونوں میں ہے ۔اس حقیقت کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ راز زندگی بواسطہ حج 'کلمہ کی تصدیق' 'مقامات انبیاء' تجارت کے منافع' 'اسلام کا علم' اور پناہ لینے والوں' کے کلمات اور ان میں سموئے ہوئے ہیں معنی ومطالب کی طرف اشارہ کرکے ہمیں بتلایا ہے۔ ظاہر ہے کہ کلمہ کی تصدیق اعلان عقیدۂ توحید اور خدا کی قدرت کاملۂ میں یقین ہے۔ ذکر مقامات انبیاء ،تعلیمات انبیاء اور آنخضرتؐ پر یقین کا اظہار ہے۔ نیکوکاری اور افکار صالح کی روشنی میں عہدعمل میں تجارت کے منافع ملنے کی بات، اس امر پر یقین ہے کہ اسکے دربار میں عقیدہ وعمل اگر نیک ہیں تو مستحق جزا ہیں، ذکرعلم اسلام، ذکر اتحاد واخوت ومساوات وعدل ہے، جس کے سایۂ تلے دنیا وآخرت میں کامیابی ہے، بیت اللہ پناہ گاہ بھی ہے کہ پناہ لینے والے پناہ لیتے ہیں،نفس کا محاسبہ کرتے ہیں ، اس سے ٹوٹے ہوئے دلوں کو سہارا ملتا ہے اور بندہ اپنے خالق سے لولگا تا ہے،

اور اپنے نبیؐ کو یاد کرتا ہے۔

ایمان وعمل کی منزلوں پر فائز ہونے کے آرزو مند، برکات خداوندی سے بہرہ مند ہونے کے لئے بیت اللہ کا رخ کرتے ہیں ، اس یقین کے ساتھ کہ اب جو سیرابی کے ساتھ اپنے ٹھکانوں کو لوٹیں گے تو نفس کی طغیانی پر روک ، نیک نیتی اور خلوص عمل کے وعدہ کے ساتھ ، اور امن وصلح اور آشتی کی حقیقی بنیادوں کے استحکام کے آرزو منداور اس کے لئے کوشاں بن کر۔

حج انسان کو ثابت قدم رہنے کا سبق بھی دیتا ہے جیسا کہ امام خمینیؒ نے حج بیت اللہ کے مبارک موقع پر ارشا دفرمایا: ''...حجاج کرام کو اس بات کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہئے کہ مکہ مکرمہ پیغمبرؐ اسلام کے دور رسالت میں رونما ہونے والے حوادث کا آئینہ ہے۔ اس سرزمین کا ہر گوشہ انبیاء علیہم اسلام اور امین وحی ،حضرت جبرئیلؑ کے نزول کی یاد تازہ کرتا ہے۔ اور راہ اسلام میں ہمارے نبی اکرمؐ نے جو مصائب اور پریشانیاں برداشت کی ہیں ان کی یاد دلاتا ہے اور ہمیں یہ سوچنے پر مجبور کردیتا ہے کہ درحقیقت الٰہی رسالت کی تبلیغ واشاعت کی راہ میں آنے والے مصائب کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انبیاءعلیہم السلام اور آئمہ معصومین نے کیسی بے مثال پائیداری کا ثبوت فراہم کیا ہے اور ابولہب اور ابوجہل کی تہمت وشعب ابی طالب میں اقتصادی ناکہ بندی کے دوران ہمارے پیغمبرؐ نے کیسے کیسے مصائب برداشت کئے ہیں اور اس کے بعد بھی وہ اپنی الٰہی راہ پر ثابت قدم رہے...یہی وجہ ہے کہ آج مکہ ومدینہ کی گلیوں ، بازاروں ،جنگلوں اور پہاڑوں سے ہدایت کا پیغام ملتا ہے۔ اگر وہ اس وقت آپ لوگوں سے ہمکلام ہوتے تو ' فاستقم کما امرت ، کے راز ورمز سے آپ کو ضرور آگاہ کرتے...''[۱۶]

حج مختلف معاشروں کے باہمی تعلقات اور ارتباط کو واضح اور مضبوط کرتا ہے۔ یہی نہیں کہ تمام حاجی ایک دوسرے سے ملتے ہیں اور ایک دوسرے کے حالات سے باخبر ہوتے ہیں بلکہ اب جو واپس اپنے اپنے ٹھکانوں پر پہونچتے ہیں تو وہ لوگ، جنہوں نے حج نہیں کیا، ان حاجیوں سے ملتے ہیں اور بین الاقوامی حالات سے باخبر ہوتے ہیں، نئے مسائل اور ان کے حل کو سمجھتے ہیں ، سچ ہے کہ ''مشرق ومغرب برو بحر میں رہنے والے خدا کے تمام بندے ،حتی کہ وہ افراد بھی حج کے فوائد سے بہرہ ور ہوتے ہیں ، جنہوں نے حج نہیں کیا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ انسان جب اس عظیم منظر اور جم غفیر کا نظارہ کرتا ہے، تب کہیں اسے لفظ 'ناس' کے معنی سمجھ میں آتے ہیں۔''

۱۹۹۳ میں عالم اسلام کے نام اپنے حج کے پیغام میں آیت اللہ خامنہ ای نے امام خمینیؒ اور ان کے افکار وخیالات پر حج کے واسطہ سے ارشاد فرمایا کہ ''ہمارے زمانہ میں وہ سب سے عظیم شخص جس نے حج کو اوہام کے پردوں سے باہر نکالا اور اس کے اسرار کو مسلمانوں کے ایک عظیم طبقہ کے ذہنوں میں بھی اور عمل میں بھی اجاگر کیا ہمارے امام رضوان اللہ علیہ کی ذات تھی۔ انہوں نے حج ابراہیمی کی دعوت دی اور لوگوں کو اس کی طرف بلایا اور ایک بار پھر'' واذن فی الناس بالحج ''(اے رسول! لوگوں کے درمیان حج کا اعلان کردیجئے) کی آواز اہل عالم کے کانوں تک پہونچائی'' کہ:

'' حج ابراہیمی وہی حج محمدی ہے، جس میں توحید واتحاد کی سمت حرکت وپیش قدمی تمام مراسم وشعائر کی روح وجان، اور سرفہرست ہے، وہ حج، جو برکت وہدایت کی اساس اور امت واحدہ کی حیات وقیام کا اصل وبنیادی ستون ہے، وہ حج، جو فائدوں سے بھرپور اور ذکر خدا سے مملو ہے، وہ حج، جس میں مسلمان قومیں محمدؐ کی عظیم امت کے درمیان اپنے حضور و وجود کا لمس کرتی ہیں اور قوموں میں برادری وقربت کا احساس کرکے اپنی کمزوری اور شکست وناتوانی کے احساس سے نجات پاتی ہیں۔''[۷]

بلاشبہ حج وہ عبادت ہے جس میں دنیا وآخرت کے فوائد ہیں۔ یہ اپنے اندر بنی نوع انسان کے لئے بے شمار اسباق سموئے ہوئے ہے، بشرطیکہ بینائی اور دانائی سے ان کا ادراک کیا جائے مختصراً حج ہمیں:

۱۔ تزکیۂ نفس اور خلوص نیت کا سبق دیتا ہے۔

۲۔ ایمان، تقویٰ اور عمل کی راہوں پر استحکام عطا کرتا ہے کہ ہم اللہ والے ہوجائیں۔

۳۔ قرآن وسنت اور ائمہ معصومینؑ کی تعلیمات کی روشنی میں زندگی گذارنے کا سبق دیتا ہے

۴۔ امت مسلمہ کے حالات سے آگاہی عطا کرتا ہے۔

۵۔ ایک مسلمان کی دوسرے مسلمان کی طرف، اور ایک انسان کی دوسرے انسان کی طرف ذمہ داری کا احساس دلاتا ہے، جہاں تفرقہ کی سب دیواریں منہدم ہوجاتی ہیں۔

۶۔ حقوق انسانی (Human Rights) کی ذمہ داری سے آگاہ کرتا ہے۔ نابرابری اور تفریق کو مٹاتا ہے، کہ سب کو، تمام انسانوں کو، ایک اللہ نے خلق کیا ہے۔

۷۔ انسانوں کے مابین مثالی کردار کے ساتھ آنے کی ذمہ داری عائد کرتا ہے۔

۸۔ ظلم وجور سے باز آنے اور عدل وانصاف کے ساتھ امن قائم کرنے کی ذمہ داری عائد

کرتا ہے۔

۹۔ انفرادی اور اجتماعی کردار سازی کی دعوت دیتا ہے اور اسباق بھی۔

۱۰۔ مختصراً یہ کہ خدا کی اطاعت اور اس کے تمام بندوں سے محبت کی تعلیم دیتا ہے۔

حوالے۔

۱۔ قرآن، سورہ نساء، آیت ۱۷۰

۲۔ از پیغام حج، آل انڈیا حج کمیٹی، دہلی ۱۹۸۸ء، صفحہ ۷۵

۳۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ا طبع احباب پبلیشرز، لکھنو، ۱۹۸۲ صفحہ ۶۰

۴۔ سورہ الحج، آیات ۲۷-۲۸

۵۔ حجاج بیت الحرام کے نام امام خمینیؒ کے پیغامات کے اقتباسات، راہ اسلام، شمارہ ۸۷، جون ۱۹۹۱ء خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی، صفحہ ۴۲

۶۔ امام خمینیؒ

۷۔ حجاج بیت الحرام کے نام پیغام، راہ اسلام، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی نو صفحہ ۴۲

۸۔ امام خمینیؒ کا تاریخی پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۵ محرم رصفر (ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء) سازمان تبلیغات اسلامی تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، صفحات ۱۴۳-۱۴۴

سازمان تبلیغات اسلامی، تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، صفحہ ۸۷

۱۰۔ امام خمینیؒ کا تاریخی پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۵ محرم رصفر ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۸ء

۱۱۔ ایضاً صفحہ ۱۴۴

۱۲۔ ایضاً

۱۳۔ آیت اللہ سید علی خامنہ ای، حجاج بیت اللہ الحرام کے نام پیغام، دفتر نمائندگی ولی فقیہ، دہلی نو، ۱۴۱۶ھ، صفحات ۴-۵

Messge of Hajj (youm-i-Arafat),Selected Speeaches of ۱۴ Imam Khomeini , The Mistry of Nations (now Islamic) Guidance, Tehran Islamic Republic of Iran, October 31,1979, tr. by the author.

۱۵۔ امام خمینیؒ زائرین بیت اللہ کے نام پیغام، توحید شمارہ ۵، جلد ۴ سازمان تبلیغات اسلامی،

تہران، اسلامی جمہوریہ ایران، ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۷ء، صفحہ ۷۸

۱۶۔ حج بیت اللہ کے مبارک موقع پر زائرین خانہ خدا کے نام پیغام، خانہ فرہنگ اسلامی جمہوریہ ایران، دہلی نو، صفحات ۴۸-۴۹

۱۷۔ بمطابق ۱۴۱۳ھ۔

ﭑﭒ

حج: تربیت نفوس اور تہذیب اخلاق کا بہترین موقع

از: مولانا عبدالوہاب خلجی

سابق ناظم عمومی مرکز جمعیت اہلحدیث دہلی

بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ والصلوۃ والسّلام علی رسول اللّٰہ، واشھد ان لاالہ الا اللّٰہ واشھد انّ محمّد عبدہٗ ورسولہ: اما بعد:

ربّ کائنات اور بنی آدم کے مومنین صادقین کے تزکیۂ نفس کوفوز وفلاح کا ذریعہ بتایا ہے ’’**قد افلاح من تزکیٰ**‘‘ اور ’’**قد افلاح من زکّاھا**‘‘ جیسی آیات قرآنی اس کی شاہد ہیں، خود تاریخ انسانی کی سب سے معتبر اور باوقار ہستی نے رب العالمین سے تقویٰ تزکیہ نفس کی دعامانگی ’’**اللّٰھم اعطِ نفسی تقواھا وزکھا انت خیر من زکاھا**‘‘ بارالہا! میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اسے تزکیہ کی دولت سے مالا مال فرما، تو سب سے بہتر اس کا تزکیہ فرمانے والا ہے۔

اس سے تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کی اہمیت کا اظہار بھی ہورہا ہے اور اس امر کا اعتراف بھی کہ رب ذوالجلال کی توفیق اگر شامل حال نہ رہی تو انسان بدتوفیقی کا شکار ہوکر بے تربیت اور غیر مہذب رہ جائے گا۔

اسلام نے تہذیب وتزکیہ کے لئے جو عبادات ہم پر فرض کی ہیں، ان میں چوتھا رکن حج بھی ہے، جس کی ادائیگی کے بعد نفس انسانی کی تربیت کی راہ آسان ہوجاتی ہے، بلکہ اس کی قبولیت کے بعد حج مبرور بن کر جنت کا ضامن ہوجاتا ہے جو سعادت انسانی کی آخری منزل ہے۔

دراصل حج کی نیت کرتے ہی عازم حج کے کردار وعمل میں نمایاں تبدیلی کے آثار نظر آنے لگتے ہیں، زندگی کے عام معمولات میں صالحانہ تغیر پیدا ہوجاتا ہے، اسے فکر ہوتی ہے کہ رب کائنات کے پاک گھر کی زیارت کرنی ہے، جو دنیا کے بتکدوں میں اللہ کا پہلا گھر ہے، ہمارا قبلہ ہے، جس کا استقبال ہماری عبادت اور نماز جیسے فریضے کا رخ متعین کرتا ہے، جسے اگر شعوری طور پر نظر انداز کردیں تو وہ عبادت ہی رائیگاں چلی جائے گی۔ عازم حج اس تصور سے ہی ایک پابند دین مسلمان کے پاکیزہ پیکر میں ڈھلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔

اب اسے احرام کا لباس زیب تن کرنا ہے، ایک ایسا لباس جو ہمارے ایمان کے مطابق وحی

الٰہی کی روشنی میں پیغمبر اسلامؐ کا متعین فرمایا ہوا ہے، جو دنیا کے عام ملبوسات کے مقابلے میں انتہائی سادہ اور تمام تر تکلفات سے پاک ہے، یہ لباس کیفیت دل کو بدلنے کی تاثیر رکھتا ہے، جس کی سفیدی عازم حج کو سادہ مزاجی کی تعلیم دیتی ہے، دنیا کے تمام رنگوں کے خالق کے دربار میں عازم حج کی پذیرائی اس طرح ہورہی ہے کہ وہ سادگی کی تصویر بنا ہوا ہے اور یہی سادگی اس کے نفس کی تربیت اور اخلاق کی تہذیب کے لئے نسخۂ عظیم ثابت ہوتی ہے۔

عازم حج اب اپنے مستقر ومقام سے روانہ ہوتا ہے گوناگوں تصورات کے ساتھ اب اس کی زندگی میں انقلاب کا دور شروع ہوتا ہے، ہزاروں فٹ کی بلندی پر یا شاہراہوں پر یا سمندر کے سینے کو چاک کرتا ہوا وہ میقات کے قریب ہوتا ہے محاذات میقات پر احرام زیب تن کرتا ہے، اب نیت کرنی ہے، یہ نیت نیت صادقہ ہوگی، یہاں نفس کو یہ بتادینا ہے کہ سچی نیت کے بغیر یہ ساری تگ ودو اور مال ومنال کا صرفہ رائیگاں چلا جائے گا، کیونکہ ''انّما الاعمال بالنّیات'' اگر نیت درست نہیں تو اعمال برباد ہوجائیں گے۔

اب عازم کے لب پر حج کا وہ ترانہ ہے جس سے درو بام گونجتے ہیں اور جس کی خوشبو سے وادیاں مہکتی ہیں: لبّیک اللّٰھم لبّیک،لاشریک لک لبیک، ان الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک۔"

یہ چند کلمات زبان سے بآواز بلند ادا ہوتے ہیں، یہ لفاظی نہ ہو، زبان اگر دل کی ترجمان بن جائے ،تو مالک حقیقی کے دربار میں جاتے ہوئے غیر اللہ کی عبادت کا ہر بیان، ہر طریقہ اور ہر جذبہ باطل قرار پائے گا اور نفس کی تربیت اس طرح ہوگی کہ بندہ صرف اسی ایک کا ہوکر مؤحد حقیقی قرار دیا جائے گا۔

شرکیہ جذبہ وعمل کے ساتھ دربار الٰہی کی حاضری مشرکین مکہ کے عبادت وعمل کی مانند نا قابل قبول ہوگی، جو اپنے مشرکانہ جذبے کی تسکین کے لئے ''لاشریک لک'' کے اعتراف کے ساتھ'' الا شریکا ھولک،تملکه و مالمک'' کا لاحقہ لگادیا کرتے تھے۔ تیرا کوئی شریک نہیں، ہاں ایک شریک ہے جو تیرا ہے۔تو ہی اس کا مالک ہے، اسے ملکیت کی قدرت نہیں۔

آج بھی جو برادران اسلام'' مدینے کے حاجی زندہ باد'' جیسے نعروں کی گونج میں گھروں سے رخصت ہوتے ہیں، انہیں اپنے حج بلکہ عقیدے کی خیر منانی چاہئے ،اگر توبہ نہیں کی گئی تو وہ حج تربیت

نفس اور تہذیب اخلاق کا وسیلہ بہر حال نہیں ثابت ہوگا۔

حضرات گرامی! عازم حج اپنی زندگی کے یہ گراں قدر لمحات اللہ کی یاد میں گذار رہا ہے، مقصد بھی یہی ہے کہ ''ایام معلومات'' میں ذکر اللہ کی لذت سے آشنا ہوجائے ''ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایّام معلومات ''[۱]

اللہ کی یاد میں شب وروز گذارنے والا مرد مومن ہی صحیح معنی میں زندہ ہے، ورنہ غفلت کی زندگی بسر کرنے والا بظاہر زندہ مگر حقیقتاً مردہ ہوگا، بفرمان نبوی ''مثل المومن الذی یذکر ربہ والذی لایذکرہ مثل الحی والمیت''

ذکر الٰہی میں مشغول اسی ذاکر کو قلبی اطمینان وسکون میسر ہوں گے، قرآن میں فرمایا گیا: ''الا بذکراللّٰہ تطمئن القلوب۔''[۲]

دوران حج عازم حج کو ذکراللہ کے مواقع بکثرت نصیب ہوتے ہیں، جس سے سکون قلب پاکر زندگی کو درست انداز میں استوار رکھنے کی سعادت لازماً حاصل ہوجاتی ہے۔

اب ہمارا یہ بھائی حج کی نیت دل میں رکھتے ہوئے مکہ وارد ہوتا ہے، جو مقدس شہر ہے، بلد امین ہے، بقول علّامہ امیر شکیب ارسلان: '' دنیا کی معنوی جنت ہے، زمین میں عبادت الٰہی کا فردوس بریں ہے'' اس شہر میں آمد بندۂ مومن کے حق میں اللہ کا انعام ہے، جہاں کی حاضری اپنے دامن میں منافع کی ایک دنیا سمیٹے ہوئے ہے۔ لیشھدوا منافع لھم [۳] یہ منفعت دنیوی بھی ہے اور اخروی بھی۔ یہاں آکر انسانی زندگی کے سنورنے کے آثار پیدا ہوتے ہیں، جو منفعت یہاں حاصل ہوتی ہے وہ کسی دیگر منفعت سے بڑھ کر ہوتی ہے۔

اب وہ مسجد حرام کی جانب عاجزانہ بڑھ رہا ہے۔ بھیڑ بھاڑ ہے، بندگان الٰہی کا ہجوم ہے، وہ اپنے آپ کو سنبھال رہا ہے، خود نہ گرے، کوشش ہے کہ دوسرے کو بھی اپنے کسی عمل سے گرنے نہ دے، ہر قدم اس کے حسن خلق کا نمائندہ ہے، اب کعبہ سامنے جلوہ گر ہے، اس کی دلآویزی ہزاروں برس سے قائم ہے، اسی لئے تو لوگ اس پر نثار ہیں، پروانہ وار نثار ہیں، طواف کا آغاز ہورہا ہے، یہ سات شوط، چکر کیا ہیں، انسانی زندگی کو اللہ کے گھر سے وابستہ رکھنے کا ذریعہ ہیں، حجر اسود کے استلام سے آغاز ہوا۔ پھر ہر چکر میں اسے چوما جارہا ہے، یہاں نفس مومن کو قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ پتھر کو صرف اسی مقام پر چومنے کا جواز ہے کہ شارع علیہ السلام نے اس پر اپنے لب رکھے تھے۔ اور

"خذوا عنی مناسککم" کے تحت ہم اسی طریقہ کو اختیار کررہے ہیں۔ دیکھیں ! اب مقام ابراہیم سے قریب ہوکر اس کے پیچھے یا ہجوم میں کسی بھی جگہ کھڑے ہوکر دو رکعت نماز پڑھی جارہی ہے۔

یہاں سے آگے بڑھ کر سعی کی جانب گامزن ہیں، یہ صفا ہے۔ وہ مروہ ہے۔ ۳۴۷ر میٹر کا فاصلہ ہے۔ ہر شخص سعی میں مگن ہے، چڑھتے اترتے دعاؤں کا سلسلہ جاری ہے، "میلین اخضرین" دو سبز نشانات کے درمیان دوڑ لگانی ہے، یہاں سنجیدگی کا پیکر بنی ہوئی عالی جاہ ہستیاں بھی اپنی تمام تر متانت کے باوجود بے ساختہ دوڑ پڑتی ہیں، جو اپنی عام زندگی میں تیز قدموں سے چلنا بھی وقار کے منافی سمجھتی ہوں گی۔ کیوں ؟ اس لئے کہ اب تربیت نفس کا حسین موقع حاصل ہوگیا ہے، پیغمبر اسلامؐ دوڑے تھے، ہمیں بھی دوڑ لگانی ہے، مگر اس استثناء کے ساتھ کہ ایک خاتون مائی ہاجرہ کی یاد گار ہوتے ہوئے بھی خواتین اسلام کے قدم اس دوڑ میں شامل نہیں ہوں گے۔ یہاں بھی وہ مقام آ گیا ہے کہ عقل انسانی کو سنت نبوی کے زیر اثر رکھ کر اپنی اسلامی تربیت کرنی ہے۔

میرے محترم بھائیو! ہم اب تک شہری زندگی کی فضاؤں میں تھے۔ زندگی میں پاکیزگی کا ہالہ وہاں ضرور بنا ہوا تھا، مگر اب ایک وادی تک آنا ہے جہاں تربیت نفس کے بڑے حسین مواقع منتظر ہیں، یوم الترویہ کو احرام زیب تن کرکے وادی منی میں نویں ذی الحجہ کی شب گذارنی ہے۔ یہاں خیموں کی بستی ہے، جو تمام تر سادگی کا نمونہ ہے۔ جس سے ہمیں سادگی بھرپور تواضع اور انکساری کا درس لینا ہے اور اخلاقیات کے باب میں اپنی مومنانہ سادگی کے ایک زریں صفحہ کا اضافہ کرنا ہے کیونکہ ایسے مواقع زندگی میں باربار کہاں ملتے ہیں۔

فضلائے ملت ! ۹ر ذی الحجہ کی تاریخ امت محمدیہ کے لئے بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے، جملہ عازمین حج آج منیٰ سے میدان عرفہ کی جانب کوچ کرتے ہیں، سفر میں وہی متانت ہے جو ایک مسلم مسافر کا شعار ہے، ہر کوئی تلبیہ لبّیک اللّٰھم لبیک کہتے ہوئے رواں دواں ہے، نبی اکرمؐ نے فرمایا: "الحج عرفہ" عرفہ میں آمد کے بغیر حج ہوگا ہی نہیں۔

آج کا دن تہذیب وتربیت اور تزکیہ نفس کے حوالے سے عازم حج کے دل میں خوشی کی لہریں پیدا کررہا ہے، رب کریم کی رحمتوں سے اپنا دامن بھرنے کے لئے ہر کوئی بے قرار ہے، یہ وہی دن ہے جس دن رووف ورحیمؐ کی زبان مبارک سے حقوق انسانی کا عظیم ترین دستور سنایا گیا تھا، آپ کا یہ عظیم الشان خطبہ ہمیں انسانیت کا درد محسوس کرنے کا پیغام دے رہا ہے، رنگ ونسل کے سارے

امتیازات ختم کرنے، تقویٰ کو معیار قرار دینے اور آدم کے پتلے کو مٹی سے تشکیل دینے کی بات کہہ کر پوری کائنات کو اصل حقیقت سے آگاہ فرمایا، جس کی یاد سبھی عازمین کو دلائی جاتی رہنی چاہئے کہ یہ تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کے لئے نسخۂ کیمیا ہے۔

اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ آج توبہ قبول ہوتی ہے، دعائیں سنی جاتی ہیں، التجائیں منظور ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اس مقام پہ آکر انسان گنہگار اور ظالم خواہشات سے تائب ہوکر آنسو بہانے پر مجبور ہوجاتا ہے۔ بلاخوف وتردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ یہاں جتنے آنسوؤں کے قطرات ٹپکتے ہیں دوسرے ادیان وملل کے ماننے والوں کے یہاں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ آخر اس ماحول میں اگر تربیت کا عمل فروغ نہ پائے تو بدقسمتی کے سوا اسے اور کیا کہیں گے؟

حضرات گرامی! دس ذی الحجہ یعنی قربانی کا دن۔ آج متعدد امور انجام دینے ہیں، رمی جمرۂ کبریٰ، شیطان بزرگ کو سات کنکریاں ماری جائیں، قربانی اور پھر قصر یا حلق۔ بال کٹائے جائیں یا منڈوائے جائیں۔ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ کی قربانی کی یاد میں سنت کے مطابق قربانی دی جاتی ہے، یہ عمل منیٰ کے علاوہ مسلمانان عالم حسب توفیق انجام دیتے ہیں، جو تربیت نفس اور تہذیب اخلاق کا ایک مؤثر وسیلہ ہے۔ قربانی کے بغیر عظمتوں کا حصول دشوار ہوتا ہے، اور یہ قربانی گوشت اور خون کی قربانی نہ ہوکر اصل مقصود خشیت الٰہی اور رب کریم وعزیز کا تقویٰ ہے، جس سے نفس انسانی کی اصلاح ہوتی ہے۔ یہاں وہ فیضان نظر بھی سامنے رکھنا ہے جس نے حضرت اسماعیلؑ کو فرزندی کے آداب سکھائے تھے، اس طرح ہم ایک امتی کی حیثیت سے حج کے مطلوبہ منافع حاصل کرتے ہوئے اپنے آپ کو وہ مومن کامل بنا سکتے ہیں جس کی بشارت نبی اکرمؐ نے اس طرح دی تھی ''من حج للّٰه فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه'' جس نے فسق وفجور سے بچ کر خالصتاً اللہ کے لئے حج کیا وہ اس دن کی طرح پاک اور منزہ ہوجائے گا جس دن ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (متفقہ علیہ)

ان معروضات کی روشنی میں یہ امر واضح ہوجاتا ہے کہ حج انسان کو نیک، صالح اور باکردار انسان بنانے کا ایک عظیم ذریعہ اور نفیس موقع ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ سعودی حکومت نے حجاج کرام کی سہولت کو نگاہ میں رکھتے ہوئے جو انتظامات کئے ہیں ان کو سراہا جائے لیکن ان لوگوں کو اس حقیقت کی طرف متوجہ کرنا بھی ضروری ہے کہ دنیا بھر سے جمع ہونے والے حجاج کرام ان کے مہمان

ہیں اور ان کی مہمان نوازی میں کوتاہی نہ ہونے پائے۔ حج ابراہیمی کے دوران مقامات حج کی فضائیں انتہائی لطیف اور بڑی پاکیزہ رہیں تاکہ سرزمین امن الہٰی میں پہنچ کر ہر انسان ہر اعتبار سے اپنے آپ کو محفوظ اور تروتازہ محسوس کرے۔

روز مرہ کے مسائل میں الجھے ہوئے کلمہ گو افراد ملت جو اس رکن کی ادائیگی کی طاقت رکھتے ہوں، انہیں اس جانب توجہ کرتے ہوئے رخت سفر باندھ لینا چاہئے۔

اللہ ہم سب کو حج جیسے اہم فریضہ اسلام کی ادائیگی اور اس کے منافع کے حصول کی توفیق بخشے۔

وآخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العالمین۔

حوالے:

۱۔سورہ الحج: ۲۸

۲۔سورہ الرعد ۲۸

۳۔سورہ الحج: ۲۸

جاہلانہ تعصب: وحدت اسلامی کی راہ میں رکاوٹ

ناظم علی خیر آبادی، جامعۂ حیدریہ، خیر آباد، مئو

وحدت اسلامی بے شمار بھلائی اور برکت سے معمور منفعت کا مظہر ہے۔ یہی اعلاء کلمہ حق اور مسلمانوں کی سعادتمندی کا ضامن ہے۔ یقینی طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام دین وحدت اور آئین اتحاد ویگانگت ہے، وحدت اسلامیہ کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے۔ وحدت اسلامی کی ضرورت اور اختلاف سے اجتناب کی اہمیت کو اگر صرف اسی بات سے سمجھ لیا جائے کہ اختلاف کی بنا پر جامعہ اسلامی کے ارکان قدرت میں ضعف واضمحلال پیدا ہوتا ہے اور مسلمان کی عظمت وشکوہ خاک میں مل جاتی ہے۔ تو بھی کافی ہے۔

وحدت اسلامی کے حبل اللہ المتین کی برکات اتنی زیادہ ہیں کہ مختصر سے مقالہ میں انکا احصاء کرنا ممکن نہیں ہے۔ بانی انقلاب اسلامی ایران امام خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ نے وحدت اسلامی کی افادیت، اہمیت، ضرورت اور عظمت پر جو بیانات دئے ہیں اگر ان کی روشنی میں غور وفکر سے کام لیا جائے تو مندرجہ ذیل فوائد سامنے آتے ہیں۔

۱۔ وحدت برائے آزادی فلسطین (از پیام امام سال ۴۹ھ ق)

۲۔ وحدت برائے غلبہ بر مشکلات حیات

۳۔ استعماری واستثماری شیطانی قوتوں کی قید سے آزادی کے لئے وحدت اسلامی ضروری ہے (پیام امام سال ۵۸ھ ق)

۴۔ وحدت برائے عدم حاجت کشورہائے غیر اسلامی (پیام امام سال ۵۸ھ ق)

۵۔ وحدت واتحاد لازمی ہے تا کہ امریکی فسادی جراثیم کو تاریخ سے اور کم سے کم اسلامی ممالک سے نکالا جائے (پیام امام سال ۵۸ھ ق)

۶۔ وحدت لازمی ہے تا کہ سپر طاقتوں کے ظالم چنگل سے رہائی مل سکے۔ (پیام امام سال ۵۸ھ ق)

۷۔ اسلام اور اس کے حیات بخش قوانین کے دفاع کے لئے وحدت لازمی ہے۔

۸۔ وحدت واتحاد ضروری ہے تا کہ مستضعفین عالم کو مستکبرین کے تسلط سے چھڑایا جائے۔

۹۔وحدت واتحاد ضروری ہے تا کہ الٰہی قوانین کو دنیا کے لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے(پیام امام سال ۵۸ھ ق)

۱۰۔وحدت واتحاد ضروری ہے مستکبرین کے اسلامی ملکوں پر تسلط ختم کرنے،عظمت اسلامی کو واپس لانے اور امریکی وشوروی طاقتوں کے مظالم کو نیست ونابود کرنے کے لئے وحدت اسلامی کی تشکیل ضروری ہے۔(بیان امام سال ۶۲)

۱۱۔ وحدت واتحاد ضروری ہے شرافت اورعزت سے معمور انسانی زندگی کے لئے (پیام امام سال ۶۱)

۱۲۔ وحدت واتحاد ضرری ہے تا کہ دنیا سے فساد کی جڑیں اکھڑ جائیں،ظلم کا قلع قمع ہوجائے، اسلام کو خونخواروں سے نجات مل جائے، اورہرانسان حقیقی فطری آزادی کے ساتھ زندگی گزار سکے۔(پیام امام سال ۶۳)

حقیقت تو یہ ہے کہ امام امت نے تمام امور سے زیادہ وحدت اسلامی کی تاکید کی ہے خاص طور پر جب آپ نے حج کے عبادی اور سیاسی اجتماع کو خطاب کیا ہے تو وحدت اسلامی کا پیغام ضرور دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

لازم است برادران ایرانی وشیعیان سائرکشورہا از اعمال جاہلانہ کہ موجب تفرق صفوف مسلمین است احتراز کنند۔(از پیام امام ۱۳۵۸/۲۹)

وہ مذاہب اسلامی کے درمیان موجود اختلافات کی نشرواشاعت کو نہ صرف وحدت کے منافی بلکہ ارباب دول واقتدار کی اسلام کی شیرازہ بندی کے خلاف سازش اور گناہ خیال کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں:

طرح اختلاف بین مذاہب اسلامی از جنایاتی است کہ بہ دست قدرتمندان کہ از اختلاف بین مسلمانان سودی برند وعمال از خدائے بے خبر آنان از آں جملہ وعاظ السلاطین کہ از سلاطین جور سیاہ روی تراند ریختہ شدہ وہروز برآں دامن می زنند وگریبان چاک می کنند ودر ہر مقطع بہ امید آنکہ اساس وحدت بین مسلمین را از پایہ ویران نمایند طرحی برائے ایجاد اختلاف عرضہ می دارند۔(از پیام امام ۶۰/۶/۱۵)

وحدت اسلامی کے لئے صدر اسلام ہی سے علماء وعقلاء مسلسل کوشش کرتے رہے ہیں جس کا پیغام قرآن مجید کی آیتوں اور احادیث معصومینؑ میں دیا گیا ہے امام خود بیان کرتے ہیں۔

عقلاء وعلماء اسلام از صدر اسلام تا کنون کوشش کردند تا اینکہ مسلمین ہمہ باہم مجتمع باشند وہمہ برغیر مسلمین ید واحدہ باشند وعلماء بیدار اسلام دنبال ایں امر را گرفتہ وکوشش کردہ اند بہ اینکہ مسلمین را تحت لوائے اسلام بہ وحدت ویگانگی دعوت کنند۔ (از بیانات امام در ۵۹/۸/۱۶)

یہ سچ ہے کہ زمانہ حج کے وقت فرصت کو غنیمت سمجھتے ہوئے خود متحد ہو کر مسلمانان عالم کو علماء دعوت واخوت و وحدت دیں اور اسلام دشمن طاقتوں سے مقابلہ کی جانب آمادہ کریں تو یہ ایک سال کا اجتماع سو سال کی راہ آسانی سے طے کر لے گا۔ امام خمینیؒ اس کا پیام اس طرح دیتے ہیں:

بردانشمندانی کہ در ایں اجتماع شرکت از بر کشورے کہ ہستند لازم است برائے بیداری ملتہا بیانیہ ہائے مستلامی باتبادل نظر صادر کردہ وددر محیط وحی بین جامعہ مسلمین توزیع نمایند ونیز در کشور ہائے خود پس از مراجعت نشر دہند دوراں بیانیہ ہا از سران کشور ہائے اسلامی بخواہند کہ اہداف اسلام را نصب العین خود قرار دادہ اختلاف را کنار گذاشتہ برائے اخلاصی از چنگال استعمال چارہ بیاند یشند۔(از پیام امام بہ زائرین بیت اللہ در بہمن ۱۳۵۹)

جاہلانہ تعصب

وحدت اسلامی کے مذکورہ تمام فوائد کے باوجود وحدت کا مفہوم مصداق کی شکل میں نظر نہیں آتا ہے قرآن کریم کے بیان "واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاولاتفرقوا"۔(سورہ آل عمران ۱۰۳) ان اقیموا الدین ولاتتفرقوافیہ(سورہ شوریٰ ۱۳)ان ھذہ امتکم امۃ واحدۃ وانا ربکم فاتقون (سورہ مومنون ۵۲)ولاتنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم واصبروا ان اللّٰہ مع الصابرین (سورہ انفال ۴۶) کے باوجود ایک قرآن پر ایمان رکھنے والے مسلمان اختلاف وافتراق کی دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور اسی طرح احادیث مرسل اعظمؐ میں تذکرہ آیا ہے المسلمون کالرجل الواحد اذا تشکیٰ عضوا من اعضائہ تداعی لہ سائر جسدہ(کنزالعمال) المسلمون ید علی من سواھم اور پھر ارشاد ہوا لاتبا غضوا ولاتحاسدوا ولا تدابروا وکونوا عباد اللّٰہ اخوانا، الجماعۃ خیر والفرقہ عذاب، اس سے پتہ چلتا ہے کہ وحدت اسلامی کا فائدہ دنیا وآخرت دونوں میں ہے۔لیکن مختلف مذاہب کے ماننے والے مسلمان رسولؐ اکرم کو اپنا نبی وہادی تسلیم کرنے، ایک قبلہ کی جانب رخ کرکے نماز ادا کرنے،کلمہ توحید کے پڑھنے والے، اسلام کو اپنا دین ماننے والے، خدائے واحد کا

اقرار کرنے والے، وحدت اسلامی کی خوشگوار اور منفعت بخشش فضا تیار کرنے میں ناکام ہیں۔غور وفکر کرنے سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ استعمار نے گروہ بند سازش کے ذریعہ اسلام کے خلاف اتنا پروپگنڈہ کیا ہے کہ مسلمانوں کی اکثریت بھی اسلامی بنیادی اصول سے یا تو ناواقف رہ گئی ہے یا مغربی طاقتوں کے پروپگنڈوں کے نیچے دبی ہوئی ہے۔ استعمار کا نعرہ مسلمانوں کو بے دست وپا کرنے کے لئے Divide & Rule تھا اور اب اسے بدل کر Divide & Destroy تقسیم اور برباد کرو ہوگیا ہے تاکہ ہر طرح کی منفعت ان کے قبضہ میں رہے اور ساری دنیا ان کے سامنے کاسۂ گدائی لئے کھڑی رہے، انہوں نے مسلمانوں کا ڈالر اور پونڈ کی داد ہش کے ذریعہ Brain Wash کیا ہے اور جاہلانہ عصبیت کا اتنا دبیز پردہ، ڈالدیا ہے کہ وہ اس سے باہر آنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

تعصب کا مفہوم کیا ہے؟

صاحب المنجد نے تعصب کے معنی یوں تحریر کئے ہیں:

التعصب (مص) تعصبات عدم قبول الحق عند ظهور الدليل بناء على ميل الى جانب—— اور عصبیۃ کے معنی تحریر کرتے ہوئے لکھا ہے:

العصبية شدة ارتطباط المرء بعصبة او جماعة والجد فی لضرتها والتعصب لمبادئها۔

(المنجدنی اللغه والاد والعلوم الاب لوئس معلوف اليسوعی)

تعصب مصدر ہے اس کی جمع تعصّبات ہے یعنی دلیل کے ظاہر ہونے کے باوجود حق کا نہ قبول کرنا، کسی ایک جانب میلان کی وجہ سے۔ اور عصبیت کے معنی ہیں کسی انسان کا عصبیہ یا جماعت کے ساتھ شدت سے مربوط ہونا اور اس کی مدد کی کوشش کرنا۔ ظاہر ہے کہ اسلام دشمن طاقتوں سے مربوط افراد کا تمام تر میلان انہیں کی جانب ہوتا ہے اور انہیں کی مدد میں لگے رہتے ہیں حالانکہ زبان سے تو یہ کہتے ہیں کہ یہ حق ہے، لیکن اسے تسلیم نہیں کرتے ہیں۔ یہی عصبیت انہیں وحدت اسلامی کی حقانیت کا اعتراف کرنے اور قبول کرنے سے روکتی ہے۔ اس تعصب میں سوچی سمجھی جہالت کا بڑا دخل ہے۔ ایسے لوگ اپنے آپ کو عدم علم کے باوجود علم سے بہرہ مند خیال کرتے ہیں:

آنکس کہ نداند وبداند کہ بداند
درجہل مرکب ابدالدہر بماند،

اور پھر انسان جس سے جاہل ہوتا ہے (نہیں جانتا ہے)اس کا دشمن ہوجاتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا ہے الناس اعداء ماجهلوا۔ (نہج البلاغہ حکمۃ)

تعصب اورقرآن و حدیث کا بیان :

سورہ فتح کی آیت ۲۶ میں ارشاد پروردگار ہے اذ جعل الذین کفروا فی قلوبهم الجمعة حمية الجاهلية فانزل الله سكينه على رسول وعلى المومنين والزمهم كلمة التقوىٰ

مکہ کے کافروں نے جاہلیت کا شعلۂ تعصب اپنے دلوں میں بھڑکایا اورحرم کا راستہ بند کردیا تو خداوند عالم نے اپنا سکینہ اپنے رسول اور مومنین پر نازل کیا اورنہیں اتقو اللّٰہ کا شعار عطا کیا...

ب۔ رسولؐ اکرم کا ارشادگرامی ہے من كان فی قلبه حبة من خردل من عصبية بعثه الله يوم القيامه مع اعراب الجاهلية (الکافی ۲/۳۰۸)جس شخص کے دل میں رائی کے ایک دانہ کے برابر عصبیت ہوئی خدا اُسے روز قیامت جاہلیت کے عربوں کے ساتھ اٹھائے گا۔

ج۔ امیر المومنین حضرت علیؑ نے فرمایا: فی ذم ابلیس فافتخر على آدم بخلقة وتعصب عليه لاصله فعد والله امام المتعصبين وسلف المستكبرين الّذى وضع اساس العصبية ونازع الله رداء الجبرية وادرع النّاس التغرز وخلع قناع التذلل۔ (نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۲)

ابلیس نے اپنے کوآگ سے پیداہونے کی وجہ سے جناب آدمؑ پرفخر کیا اوراپنے اصل کی بناپر ان کے مقابلہ میں تعصب کیا تو یہ دشمن خدا متعصبین کا پیشوا اورمستکبرین کا اس پر ہے جس نے عصبیت کی بنیاد رکھی اور خداوند عالم سے نزاع کیا جامہ عزت پہنا اورفروتنی کی نقاب کو اتار پھینکا۔

امام سجاد علیہ السلام نے فرمایا: وہ تعصب جوان کو گناہگار بناتا ہے وہ ہے کہ وہ اپنی قوم کے برے لوگوں کو دوسری قوموں کے نیک لوگوں سے بہتر سمجھتا ہے۔ یہ عصبیت نہیں ہے کہ کوئی شخص اپنی قوم اور افراد کو دوست رکھتا ہو، بلکہ ظلم پر اپنی قوم کی مدد کرنا عصبیت ہے۔ (کافی ۲/۳۰۸/۷)

تعصب ممدوح:

ایک جانب اگر تعصب مذموم صفت ہےتو دوسری جانب اسے ممدوح بھی قرار دیا گیا ہے اور یہ تعصب مکارم اخلاق کی تحصیل کے لئے ہوتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علیؑ خطبۂ قاصعہ میں فرماتے ہیں: فان كان لابدمن العصبية فليكن تعصبكم لمكارم الخصال ومحامد الافعال ومحاسن

الامور التی تفاضلت فیھا الجداء والنجداء من بیوتات العرب...

....اگر تعصب سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوئی راہ نہ ہوتو تمہیں انسانی بلند خصلتوں ،محبوب کرداروں اور نیک امور کے لئے تعصب کرنا چاہئے جس کے لئے عرب کے بزرگ اور بہادر قبیلے اور شریف خاندان ایک دوسرے پر کرتے تھے کہ انہیں پسندیدہ اخلاق ،عظیم عقل مندی، بلند مقام، اورمحبوب آثار وکردار مل جائے تو اچھی خصلتوں کے لئے تعصب کروجیسے حق کی حفاظت ، ہمسائیگی کی حرمت، عہدوپیمان کی پابندی ، نیکی کی اطاعت اور تکبر سے دوری، احسان پر عمل اور بغاوت سے مخالفت، لوگوں کے لئے انصاف ، غصہ کوختم کرنے اور زمین میں فساد سے اجتناب کرنا۔ (خطبۂ قاصعہ خ ۱۹۲ نہج البلاغہ)

اور دوسرے مقام پر حضرت علیؑ نے فرمایا: اگر تعصب کرنا لازم ہوجائے تو حق کی نصرت اور مظلوم وستم رسیدہ کی فریاد درسی کے لئے تعصب کرو۔(غرر الحکم ۳۷۳۸)

در اصل جاہلانہ عصبیت ہی انسان کو وحدت اسلامی کے گلشن صدابہار میں سیر کرنے سے روکتی ہے۔ یہ تعصب ہی وہ دیمک ہے جو انسان کے ایمانی قلب سے قبولیت حق کی تمام توفیقات کو کھاجاتی ہے۔ اس کا ظاہر خوبصورت دکھائی دیتا ہے مگر باطن نہایت بدشکل ہوتا ہے۔ اس کے اُجلے تن پر کالے من کی حکومت ہوتی ہے۔ اسی عصبیت نے صدر اسلام میں ابولہب وابوجہل، عقبہ اور شیبہ وولید کو کلمۂ وحدت سے روک دیا تھا۔ وہی تعصب آج استعمار اور سامراج کے پھیلائے ہوئے پروپگنڈوں کی بناپر وحدت اسلامی کی راہ میں روڑا بناہوا ہے۔

تعصب پیداکرنے اور اسے راسخ کرنے کے لئے دشمن طاقتوں نے اسلامی مذاہب کے ماننے والوں کو یہ باور کرانے کی ہرممکن کوشش کی ہے کہ وحدت اسلامی کی بناپر مذہبی تشخصات کو خیر باد کہنا ہوگا۔لیکن یہ وحدت کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے یا دشمن اسلام کے فریب میں مبتلا ہونے کا اثر —اتحاد کا کامیاب ترین طریقہ یہی ہے کہ اپنے عقیدہ کو چھوڑا نہ جائے اور دوسروں کے عقیدہ کو چھیڑانہ جائے اور ہر ایک جذب وانجذاب کی فکر سے بلند ہوکر اپنے مسلک پر قائم رہتے ہوئے جذوی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اجتماعی مسائل کی طرف توجہ کی جائے۔آیت اللہ العظمیٰ امام خمینیؒ کی خواہش یہی تھی کہ مسلمانان جہان پرچم کلمہ توحید کے زیرسایہ ایک ہوکر تمام دینی، سیاسی ، اقتصادی اور سماجی امور میں متحد ہوجائیں تاکہ دشمنان اسلام اور سامراجی طاقتوں کی سازشوں، ریشہ

دوانیوں اور فریب کاریوں سے چھٹکارامل جائے اور مسلمان سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح اتنا مضبوط ومستحکم ہوجائے کہ دشمن آنکھ اٹھا کر نہ دیکھ سکے۔

۞♦۞

حج بیت اللہ کے تربیتی اور نفسیاتی پہلو

ڈاکٹر ایس۔ فاروق

"ولِلّٰہ علی النّاس حج البیت من استطاع الیه سبیلاً" (سورہ آل عمران آیت ۹۷)
(اور لوگوں پر اللہ کے لئے خانۂ کعبہ کا حج کرنا ہے جو وہاں تک پہونچنے کیلئے استطاعت رکھتے ہوں)

اسلام کے بنیادی ارکان صرف دو حقوق پر مشتمل ہیں: ایک حقوق اللہ دوسرے حقوق العباد، حقوق العباد جن کا تعلق بندوں کی ذات سے ہے، ان میں بندوں کے لئے فلاح اور معاملات کی درستگی کا معاملہ ہے۔ لیکن بندے اپنے معاملات درست نہیں رکھتے اور اکثر اوقات اللہ کی نافرمانی میں لگے رہتے ہیں جس سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ بڑا غفور الرحیم ہے وہ بندوں سے بڑی محبت کرتا ہے "انّ ربّی رحیم ودود "ترجمہ: بیشک میرا رب بہت مہربان اور بہت محبت کرنے والا ہے۔

اللہ رب العزت اپنی اسی محبت کے سبب بندوں کو اس کی غلطیوں کی تلافی کے لئے نادم ہونے اور معافی مانگنے پر اس کے توبہ کو قبول فرماتا ہے: قرآن کریم میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے توبہ کی قبولیت کا عام اعلان ہے" اُجیب دعوۃ الداع اذا دعان (سورہ بقرہ آیت ۱۸۶) دعاء کرنے والے کی دعاء کو میں قبول کرتا ہوں، جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے۔

ہوتو سکتی ہے گناہوں کی تلافی بھی مگر نامکمل ہے دعاء اشک ندامت کے بغیر

اسی طرح اللہ رب العزت نے بندوں کے کبیرہ گناہوں کی معافی کے لئے خاص مواقع بھی عنایت فرمائے ہیں اور ان بندوں کے لئے جنت میں داخلے کا کھلا اعلان بھی کیا ہے جو اللہ کے حضور سچی ندامت اور پکی توبہ کرتے ہیں جیسے رمضان کے مقدس مہینے میں گناہوں سے معافی اور بخشش کا طلب کرنا۔ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ" للصائم عند فطرہ دعوہ مستجابه (ابوداؤد شریف) روزہ افطار کرنے کے وقت روزہ دار کی دعاء مقبول ہوتی ہے۔ دوسری حدیث میں ہے حضور پاکؐ نے فرمایا کہ" رمضان المبارک ایسا مہینہ ہے جس کا پہلا عشرہ رحمت، درمیانی عشرہ مغفرت اور آخری

عشرہ جہنم سے آزادی کا ہے۔''

شب قدر میں توبہ قبول ہونا یقینی ہے۔ رسولؐ مقبول نے ارشاد فرمایا کہ جو شب قدر میں عبادت کے لئے کھڑا رہا تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف ہوگئے۔ (معارف القرآن جلد ۸، صفحہ ۹۳ بحوالہ صحیحین)

اور حج میں تمام گناہوں سے پاک ہوجانا یہ اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بندوں پر کتنا رحیم وکریم ہے۔

گناہ گار تو ہم ایسے تھے کہ بس توبہ　　　خدا کریم نہ ہوتا تو مر گئے ہوتے

رسولؐ اکرم کا ارشاد گرامی ہے'' حجوا فان الحج يغسل الذنوب كما يغسل الماء الدرن'' حج کیا کرو کیونکہ حج انسان کے گناہوں کو اس طرح دھوڑالتا ہے جیسے پانی میل کو صاف کردیتا ہے۔''من حج فلم يرفث ولم يفسق رجع من ذنوبه كيوم ولدته امه'' (بخاری شریف) جو شخص اس طرح حج کرے کہ اس سے بے شرمی بے پردگی اور گناہ کا کوئی کام سرزد نہو تو فریضۂ حج کی ادائیگی کے بعد گناہوں سے ایسے پاک ہو جاتا ہے جیسے آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔

بہر حال اسلام میں حقوق اللہ کے ساتھ ساتھ حقوق العباد کو بھی برابر کی اہمیت کا درجہ حاصل ہے۔

حقوق اللہ کے پانچ افعال جو بظاہر اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا اور حمد وثنا کے لئے ہیں، لیکن حقیقت میں اللہ رب العزت نے ان اعمال میں بندوں کا مفاد چھپا رکھا ہے۔

۱۔کلمۂ طیبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی وحدانیت اور حضور پاکؐ کی رسالت کی شہادت پر مشتمل ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ رب العالمین ہے اور مؤمن غیر مؤمن ہر ایک کے لئے ہوا، پانی اور کھانے کا انتظام کرتا ہے۔ اسی طرح حضور پاکؐ سارے عالم کے لئے رحمۃ اللعالمین ہیں۔حضور پاکؐ کی سنتوں پر عمل کرنے والا اور آپؐ کے بتائے ہوئے طریقوں کو اپنانے والا خواہ وہ مسلمان ہو یا نہ ہو اس سے ضرور فیضیاب ہوتا ہے چنانچہ پانی بیٹھ کر اور تین سانس میں پینے والا، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ دھونے والا انشاء اللہ صحت یاب رہتا ہے۔

۲۔نماز کی ادائیگی جہاں اللہ کے حکم کی اطاعت ہے وہیں پنج وقتہ نماز کے محلے کے اشخاص کا اجتماع، جمعہ کی نماز چند محلوں کے اشخاص کا اجتماع، عیدین کی نماز شہر کے اشخاص کا اجتماع، آپسی محبت اور میل

ملاپ کا ذریعہ بھی ہے۔

۳۔ روزہ رکھنے میں جہاں اللہ کی فرمانبرداری ہے وہیں بھوکوں کی حالت اور بھوک کیا چیز ہے اس کو جاننے کے ساتھ ساتھ زندگی اور معاشرے میں پاکیزگی لانے کا سبب بھی ہے۔

۴۔ زکوٰۃ جہاں اللہ کے حکم کی تعمیل ہے وہیں غریبوں اور ضرورتمندوں کی حاجت روائی کا ذریعہ بھی ہے۔

۵۔حج جہاں اسلام کا پانچواں رکن ہے وہیں پوری دنیا کے اشخاص میں اجتماعیت اور عالمی اتحاد کا سب سے بڑا مظہر ہے جس میں جگہ ایک، لباس ایک، عبادت ایک اور وقت ایک ہوتا ہے اور عرب وعجم سبھی مل کر ارکان حج ادا کرتے ہیں۔

الحج اشهر معلومات ، فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولافسوق ولاجدال فی الحج وماتفعلوا من خيريّعلمه اللّٰه وتزودوا فان خير الزّاد التقوىٰ، واتقون يااولی الالباب۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۷)

حج چندمقررہ دنوں میں ہوتا ہے اور جوشخص بھی اس زمانہ میں اپنے اوپر حج لازم کرلے اسے عورتوں سے مباشرت گناہ اور جھگڑے کی اجازت نہیں ہے اور جو کچھ تم خیر کروگے خدا اسے جانتا ہے۔ اپنے لئے زادہ راہ فراہم کرو کہ بہترین زادہ راہ تقویٰ ہے اور اے صاحبان عقل ہم سے ڈرو۔

اس آیت میں ایام حج خاص ہیں، جن میں تین چیزوں سے اجتناب کا حکم دیا گیا ہے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں پر مشتمل ہیں۔ چنانچہ فرمایا گیا ہے کہ بے پردگی نہیں ہونی چاہئے مرد اور عورت دونوں کو اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ پردے کا مکمل خیال رکھیں ، اپنے حج کے ارکان کی ادائیگی میں پروانہ وار مشغول رہیں اور اللہ کے عشق میں ڈوب جائیں کہ دل کسی غیر اللہ کی طرف مائل نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ وہاں کسی بھی طرح سے گناہ کا ارتکاب نہ کریں اور ہر ایسے افعال سے بچیں جو احرام کی حالت میں ممنوع وناجائز ہیں۔ تیسرے یہ کہ کسی طرح کا جدال نہ کرنے کا عہد کریں ، اگر وہاں کسی بات پر غصہ آجائے تو صبر کریں کیونکہ آپ اللہ کے مہمان ہیں۔ اللہ آپ کا میزبان اور مہمان کا غصہ کسی چیز کی ناپسندیدگی اور کمی کا اظہار اور احتجاج ظاہر کرتا ہے، لہٰذا دونوں چیزوں سے اجتناب کریں اور ہر حال میں خدا کا شکر ادا کریں اور اس بات کا احساس کریں کہ ایک وقت میں اتنی کثیر تعداد میں لوگوں کا انتظام ناممکنات میں سے ہے۔ رب العزت بعض اوقات اپنے بندوں کا

امتحان بھی لیتا ہے اور امتحان میں جو بندے کامیاب ہوتے ہیں ان پر اتنی ہی زیادہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے، لہٰذا بے پردگی گناہ، غصہ اور جدال نہ کرنے کا عمل پہلے اپنے گھر سے شروع کریں کیونکہ اسلام نے دعوت وتبلیغ اور ہر ایک عمل میں اس بات کی ہدایت دی ہے کہ پہلے خود اس پر کاربند رہیں پھر اپنے اہل وعیال سے کہیں، اس کے بعد عوام الناس کو اس پر عمل کرنے کا حکم دیں جیسے قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے'' وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا '' (سورہ طٰہٰ آیت ۱۳۲) اور حکم دیجئے اپنے اہل وعیال کو نماز کا اور خود اس پر عمل پیرا رہئے۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے'' یا ایّھا النّبی قل لاّزواجک وبناتک ونساء المؤمنین '' الی آخر الآیہ (سورہ احزاب آیت ۵۹) ترجمہ: اے نبی پاکؐ آپ اپنی بیویوں سے اور اپنی بیٹیوں سے اور مومن عورتوں سے کہہ دیجئے...حج میں اتحاد ویکجہتی کے ساتھ ساتھ قیامت کی یاد بھی تازہ ہوتی ہے، چنانچہ عرفات کا میدان، میدان حشر کا ایک نمونہ دکھائی دیتا ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں ایک سورہ جو ''سورۂ حج'' کے نام سے موسوم ہے اس کی ابتداء بھی قیامت کی ہولناکیوں سے ہوئی ہے۔

یا ایّھاالنّاس اتّقوا ربّکم ان زلذلۃ السّاعۃ شئیٌ عظیم۔ (سورہ حج آیت ۱) اے لوگوں ڈرو اپنے پروردگار سے بیشک قیامت کی ہولنا کی بہت بڑی چیز ہے۔

اس سے یہ مفہوم نکلتا ہے کہ ایک مقصد آخرت کی یاددہانی بھی ہے اور حج سے شوکت اسلام بھی ظاہر ہوتی ہے۔

حج دو بغیر سلی چادر باندھکر اپنی حاضری لگانا اور تلبیہ پڑھنا'' لبّیک اللّھمّ لبّیک لبیک لاشریک لک لبّیک، ان الحمد والنّعمۃ لک والملک لاشریک لک'' (ترجمہ: اے اللہ میں حاضر ہوں، میں حاضر ہوں، تیرے حضور میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، بیشک حمد اور شکر کا مستحق تو ہی ہے انعام واحسان تیرا ہی کام ہے، بادشاہی صرف تیرے لئے ہے تیرا کوئی شریک نہیں) تلبیہ پڑھنا اپنے آپ میں خود ایک بہت بڑی سعادت اور مجاہدہ ہے کہ انسان تبلیغ کی ادائیگی کے لئے کھلے عام سڑکوں پر گلی کوچوں میں، ہوٹل اور عمارتوں میں جہاں سے بھی گزرے ہر مقام پر باواز بلند اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہوا نکلے یہ کتنے خوش نصیبی کی بات ہے۔

بہر حال حج کے ایام ۸/ ذی الحجہ سے شروع ہوجاتے ہیں، اگر اس سے قبل احرام نہیں باندھا ہے تو اب احرام باندھ کر منیٰ جانا اور وہاں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹/ذی الحجہ کی فجر کی نماز

ادا کرنی ہے۔

منیٰ سے ۹/ ذی الحجہ کو میدان عرفات کی طرف حجاج کرام کو کوچ کرنا ہے۔ میدان عرفات وہ میدان ہے جہاں حضرت آدم علیہ السلام حضرت جبرئیل علیہ السلام کی مدد سے حضرت حواء علیہا السلام سے جنت سے آنے کے بعد دنیا میں پہلی بار ملے، یہاں پر اللہ تبارک وتعالیٰ کے رحم وکرم سے اپنی اور اپنے ملک اورعزیز واقارب ، اپنے دوست احباب کی فلاح وبہبود کی دعا کرنا اور آخرت میں جہنم سے پناہ اور جنت کی درخواست پیش کرنا اور کئی لاکھ حجاج کرام کا ایک وقت میں ایک جگہ اکٹھا ہوکر اللہ کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہوئے اپنی حاضری سے اتحاد ویکجہتی کا مظاہرہ کرنا اور اس بات کا اعلان کرنا کہ حنبلی ، مالکی، حنفی، شافعی، شیعہ ،سنی ، دیوبندی، بریلوی دنیا کے سبھی کلمہ گو ایک ہیں اور سب اسلام کے بنیادی اصولوں پر قائم ہیں اور’’ انّما المؤمنون اخوۃ‘‘ کے حقیقی مصداق ہیں اور ’’واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً وّلاتفرقوا۔ (سورہ آل عمران آیت ۱۹۷)‘ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رہو اور آپس میں اختلاف مت کرو‘ کے حقیقی علم بردار ہیں۔

وقوف عرفات کے بعد مزدلفہ میں قیام کرکے ہر حال میں اللہ کا شکر ادا کرنا اور تجربہ کرنا کہ انسان کسی بھی حال میں زندگی گزار سکتا ہے۔

فاذا افضتم من عرفات فاذکرو اللّٰہ عند المشعرالحرام۔(سورہ بقرہ آیت ۱۹۸) پھر جب عرفات سے طواف کے لئے لوٹو تو مشعر حرام کے پاس اللہ کو یاد کرو(مشعر حرام مزدلفہ میں واقع ہے)۔

۱۰/ذی الحجہ کو منیٰ میں تینوں جمرات حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کے اس تاریخی واقعہ کے پس منظر کو ذہن میں رکھتے ہوئے شیطانوں کو کنکری مارنا اپنے اس عمل سے اس بات کا اظہار کرنا ہے کہ شیطان اگر بہکائے تو بھی اپنے عزم مصمم کی تکمیل کرنے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے۔

منیٰ میں قربانی کرنا اس بات کا اعادہ کرنا ہے کہ اللہ کے حکم کے سامنے دنیاوی چیزوں سے کوئی رغبت نہیں ہے حتیٰ کہ اولاد سے بھی۔ جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے راستے میں اپنے فرزند ارجمند حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کرکے اس کا ثبوت پیش کردیا اگر چہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے حکم سے فرشتے کے ذریعے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ہٹا کر دنبہ رکھد یا گیا جسے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کیا۔

فلمّا بلغ معه السّعی قال یابنیّ انّی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ۔ قال یابت افعل ماتؤمر ستجدنی ان شاء اللّٰہ من الصّابرین۔ (سورہ صفت آیت ۱۰۲) پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے برخوردار! میں نے خواب دیکھا ہے کہ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں تم غوروفکر کرکے بتاؤ کہ تمہاری کیارائے ہے؟ وہ بولے ابا جان! آپ کو جوحکم ہوا ہے وہ کرڈالئے انشاء اللہ آپ مجھ کوصبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ۔ اس واقعے سے ایک نصیحت یہ بھی ملتی ہے کہ عشق حقیقی اللہ سے ہونا چاہئے ۔ اپنے اہل وعیال کی محبت میں ناجائز کمائی ، غلط طریقے سے آرائش کا سامان اکٹھا کرنے، اللہ کا خوف دل میں پیدانہ کرنے سے اجتناب کرنا چاہئے۔

وفدینٰه بذبح عظیم۔ وترکنا علیه فی الآخرین۔" (سورہ صفت آیات ۱۰۷۔۱۰۸) اور ہم نے اس (حضرت اسماعیل علیہ السلام) کے بدلے ایک بڑا ذبیحہ دیا اور بعد میں آنے والوں کو اسی ذبیحہ کے اوپر برقرار رکھا۔ جانور کی قربانی میں جہاں اور بہت ساری وجوہات ہیں وہیں یہ بھی ہے کہ انسان کو انسان کے بعد سب سے زیادہ جانور سے اور جانور کو انسان سے لگاؤ اور محبت ہوتی ہے، اسی لئے انسان کی جگہ جانور کی قربانی کا حکم دیا گیا۔

ناحق کسی انسان کا قتل چاہے وہ اپنی اولاد ہی کیوں نہ ہوجائز نہیں ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے"**من قتل نفساً بغیر نفس اوفساد فی الارض فکانّما قتل النّاس جمیعا۔**(سورہ مائدہ آیت ۳۲) جوشخص کسی شخص کو بلا معاوضہ دوسرے شخص کے یابدون فساد کے جوزمین میں اس سے پھیلا ہو،قتل کرڈالے تو گویا اس نے تمام آدمیوں کوقتل کرڈالا۔

منیٰ میں قربانی کے بعدطواف زیارت اس مقام کےطواف سے شروع کرنا جو دنیا کا سب سے پہلا گھر ہے، جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے دنیا کے سب سے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام کے طواف کے لئے جنت سے سرخ یاقوت پتھر کا بنا ہوا ایک خیمے کی شکل میں اتارا تھا، جس کا حضرت آدم علیہ السلام اورحضرت حوا علیہا السلام طواف کرتے رہے۔طواف کرنا اللہ سے محبت کا اظہار اور یکجہتی کا ثبوت پیش کرتا ہے۔ **ثم لیقضوا تفثھم ولیوفوا نذورھم ولیطوفوا بالبیت العتیق** (سورہ حج آیت ۲۹) پھرلوگوں کو چاہئے کہ اپنا میل کچیل دورکریں اور اپنی نذروں کو پورا کریں اورطواف کریں اس قدیم گھر کا۔ اس آیت سے اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ اللہ

کے حکم سے اگر چند روز جنون کی حالت میں گزرے ہیں تو اب جنون کی کیفیت میں بدلاؤ لائیں اور اپنی صفائی ستھرائی کا خیال کرتے ہوئے پراگندگی کو صاف کرلیں۔

طواف زیارت کے بعد صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے ''انّ الصّفا والمروۃ من شعائر اللّٰہ '' صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔

صفامروہ کی سعی اور وہاں دعاء کرنا اس بات کی طرف اشارہ بھی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا میں تاثیر رکھی ہے لہٰذا اگر دل سے دعا مانگی جائے تو ریگستان میں بھی پانی کا چشمہ جاری ہوسکتا ہے جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی دل سے نکلی ہوئی دعا سے بے آب وگیاہ میدان میں زمزم کا چشمہ جاری کردیا۔

فاذا قضیتم مناسکم فاذکروا اللّٰہ کذکرکم اٰبائکم اواشد ذکراً۔(سورہ بقرہ آیات ۲۰۰۔۲۰۱)پھر جب پورے کرچکو اپنے حج کے کام کو تو یاد کرو اللہ کو جیسے تم یاد کرتے تھے اپنے باپ اور دادوں کو۔

ان تمام ارکان حج کو ادا کرکے قلب میں ایک عجیب طرح کا اطمینان وسکون حاصل ہوتا ہے جس سے کہ انسان عبادت اور دعا میں مگن ومنہمک رہتا ہے لہٰذا تمام حجاج کرام کو چاہئے کہ اپنے اچھے برے جذبات کو قابو میں رکھتے ہوئے اس بات کا مظاہرہ کریں کہ ہمیں اللہ سے محبت ہے، ہماری سوچ ایک ہے ہم اللہ کے حکم کے تابع اور فرمانبردار ہیں۔

حج کے واقعات کے پس منظر اور بقرعید سے متعلق دو واقعات ہم یہاں نقل کررہے ہیں:

الحمد اللہ ہمیں ۲۰۰۸ میں بھی بتوفیق الٰہی حج کی ادائیگی کا پھر شرف حاصل ہوا ہم وہاں سے واپس آئے تو ہمارے صوبے کے گورنر نے ہمیں حج کی مبارکباد دی اور ہم سے ملنے کی خواہش ظاہر کی، ہم جب ان سے ملنے گئے تو انہوں نے حج کے متعلق تفصیل دریافت کی۔ ہم نے ان سے وہاں کے حالات کا تذکرہ کیا اور حج سے متعلق چند فوٹو دکھلائے اور بتایا کہ اس سال چالیس لاکھ حجاج کرام نے حج ادا کیا تو وہ اس بات سے انگشت بدنداں رہ گئے اور فرمایا کہ اتنے لوگوں نے کیسے ایک جگہ اکٹھا ہوکر اطمینان وسکون کے ساتھ حج ادا کیا، پھر تو اتنے لوگوں کے کنٹرول کے لئے کئی ہزار اسلحہ سے زیب تن پولیس کا انتظام وہاں کرنا پڑا ہوگا، ہم نے کہا کہ وہاں ایسا کچھ بھی نہیں، وہاں جاکر پولس کا بالکل مختلف رول دیکھنے کو ملتا ہے ان کے پاس نہ لاٹھی نہ ڈنڈا، نہ ریوالور، نہ بندوق، نہ گالی

گفتار صرف اپنے پوشاک کی وجہ سے انہیں پہچانا جاسکتا ہے کہ یہ پولیس اور انتظامیہ کے لوگ ہیں، یہ لوگ ایثار و ہمدردی کے جذبے سے حجاج کی خدمت اور سہولت کے لئے ہمیشہ مستعد کھڑے رہتے ہیں۔

یہ ساری تفصیلات جان کر گورنر صاحب ہم سے فرمانے لگے کہ کیا اس طرح کا انتظام آنے والے کمبھ میلے میں یہاں کیا جاسکتا ہے؟ ہم نے کہا کہ تین چیزیں اگر آپ عمل میں لے آئیں تو اس طرح کا انتظام ہوسکتا ہے:

ا۔ ایک حد مقرر کردیں اور اس حد کے اندر پولس اس بات کا اہتمام کرے کہ کوئی بھی لاٹھی، ڈنڈا، تلوار، ترشول اندر لے کر نہ جاسکے اور خود بھی اتنی مستعد اور چاق وچوبند رہے کہ کسی بھی حملے کو روک سکے۔

۲۔ اس مقررہ حدود کے اندر کسی بھی قسم کے نشے کی اجازت نہ ہو، شرارت ، بھانگ، تمباکو، افیم، گانجہ سبھی نشہ آور چیزوں کی ممانعت کردی جائے۔

۳۔ میوزک پر بھی پابندی لگائی جائے تاکہ لوگ جب عبادت کے لئے جائیں تو عبادت ہی میں مشغول رہیں ان کا دھیان دوسری طرف نہ بٹے۔

یہ سن کر گورنر صاحب نے اس مشورے کا استقبال کیا اور پوچھا کہ کیا وہاں میوزک بھی نہیں بجتا۔ ہم نے کہا کہ وہاں میوزک اور فحش تصویروں کی اجازت نہیں ہے حتی کہ وہاں کپڑے وغیرہ ٹانگنے کے لئے میں وغیرہ استعمال بھی نہیں ہوتی ۔گورنر صاحب نے اس نتظام کی تعریف کی اور کہا کہ یہ قانون درست ہے لیکن اس کو عمل میں لانا یہاں ناممکنات میں سے ہے۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ ۲۰۰۶ میں ہم اقلیتی کمیشن دہرہ دون کے چیئرمین تھے اور ہمارے ایک ممبر جن کا نام ایس۔ سی ۔جین تھا۔ اتفاق سے ایک میٹنگ کے بعد سبھی ممبران نے ہمیں بقرعید سے متعلق یا تو مبارکباد پیش کی یا بقرعید کے دن ہمارے گھر آنے کے لئے کہا۔ اسی دوران جین صاحب نے ہم سے کہا کہ میں میٹھی عید پر تو مبارکباد دینے کے لئے حاضر ہوا تھا لیکن بقرعید کے لئے میں معذرت خواہوں کیونکہ ہم جینی ہیں اور بقرعید میں آپ لوگوں کے یہاں جانور کی ہتیا اور بلی چڑھتی ہے۔ اس پر ہم نے کہا کہ جین صاحب بقرعید پر جین حضرات کا مسلمانوں کو مبارک باد پیش کرنا لازمی ہے کیونکہ آپ بھی اس بات کا اعتراف کریں گے کہ ایک انسان کی جان بچانے کے لئے اگر ایک ہزار جانور بھی قربان کردئے جائیں تو بھی کم ہے، لہٰذا مسلمان لاکھوں جانوروں کی قربانی

کر کے تمام عالم کے انسانوں کو یہ پیغام دیتے ہیں کہ انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی قربانی نہیں کی جاسکتی ہے اس کی بلی نہیں چڑھائی جاسکتی ہے۔

بہرحال انسان کے جان کی قیمت اور عظمت ہے۔ اسی عظمت کی وجہ سے اللہ رب العزت نے حضرت ابراہیمؑ کے واسطے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بدلے دنبہ ذبح کرا کے یہ پیغام دیا کہ انسان کی قربانی کسی بھی پہلو سے جائز نہیں ہے۔ اسی لئے ہم اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی تعمیل کرتے ہوئے جانور کی قربانی کرتے ہیں۔

ان دونوں واقعات سے اسلام کی شان وشوکت اور عظمت کا ظہور ہوتا ہے کیونکہ حج میں تمام دنیا کے مسلمانوں کا کثیر تعداد میں اجتماع صرف جدال اور غصہ نہ کرنے سے ممکن ہے اور قربانی کرنے میں اور پہلوؤں کے علاوہ اس کٹھن مرحلے کا بھی اظہار ہے کہ حقیقی قربانی کرنا بڑے دل گردے کا کام ہے اور وہ لوگ جو ایشور کے نام پر انسان کی بلی چڑھائیں اور اللہ کی محبت میں اپنی جان بطور خودکشی گنوادیں تو یہ لوگ اللہ کے نزدیک سخت ناپسندیدہ اور حرام کام کے مرتکب ہیں۔ اخیر میں اس آیت کے ساتھ ہم اپنی بات کی تکمیل کرتے ہیں:" ولاتلقوا بایدیکم الی التھلکہ۔ (سورہ بقرہ آیت ۱۹۵) اور اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں تباہی میں مت ڈالو۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں صحیح سوچ وفکر عطا کرے اور اپنی مرضی اور سنت کے مطابق عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

اللھم وفقنا لما تحب وترضیٰ، وماعلینا الاالبلاغ

حج علمی ودینی معلومات کے تبادلہ کا بہترین موقع

سید محمد جابر جوراسی، لکھنؤ

ماضی میں مسلمانوں نے دنیا کو بہت کچھ دیا، لیکن ان کا حال غیر معمولی زبوں حالی کا ان کی گزر بسر دوسروں کی نظر کرم پر ہورہی ہے اور انہیں اس حقیقت کا بالکل اندازہ نہیں ہے کہ ان کی اس حالت زار سے فائدہ اٹھاتے ہوئے دشمنان اسلام ان کا بری طرح استحصال کررہے ہیں۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ قدرت نے ان کی تعمیر وترقی کے لئے جو انتظامات کررکھے ہیں، ان سے فائدہ اٹھانے کی صلاحیت ان میں ختم ہوتی جارہی ہے۔

اس سلسلہ کی بہترین کڑی ''عبادت حج'' بھی ہے جو خود مسلمانوں کے ہاتھوں سوء استفادہ کا شکار ہے۔ ''حج'' ایک ایسی عالمی اسمبلی ہے جس میں عرصہ سے باہمی مذاکرات تعطل کا شکار ہیں۔ ہم اگر ہوشیار وبیدار ہوتے تو تمام علمی ودینی وسیاسی میدانوں میں معلومات کے تبادلوں کے ذریعہ خود کو مضبوط ومنظّم بناتے۔ خداوند عالم رحمت نازل فرمائے، بانی انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خمینی رضوان اللہ تعالیٰ علیہ کی روح پرفتوح پر جنہوں نے مسلمانان عالم کو حج کے فیوض وبرکات کی جانب متوجہ کرتے ہوئے انہیں عرصہ حج میں مسلم یکجہتی کا مظاہرہ کرنے کی دعوت دی۔

یادر ہے کہ ہر غیر معصوم محتاج علم ہے، علم ودانش ہی نے دنیا کے بہت سے مسائل حل کئے ہیں اور نادانی وجہالت ہی نے دنیا میں بہت سے مسائل پیدا کئے ہیں۔ ان مسائل میں ایک یہ بھی ہے کہ دوسرا ہم سے زیادہ جدید علوم حاصل کرکے اپنے علم کے ذریعہ ہم پر برتری حاصل کئے ہوئے ہے، ہم کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ہم بے دست وپا ہیں۔ جہالت کی وجہ سے ہم اس کی کاٹ نہیں کرسکتے، ایسا نہیں ہے کہ ہمارے پاس کچھ ہے ہی نہیں ہم کچھ جانتے ہی نہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ ہم میں جو جانتا ہے وہ اپنے علم وتجربہ سے اپنے دوسرے بھائی کو آشنا نہیں کرپاتا یا نہ جاننے والا اس علم ودانش کو حاصل نہیں کرپاتا۔ دراصل ہمیں صحیح اندازہ نہیں کہ قدرت نے اس سلسلہ میں ہمارے لئے کیا انتظام کررکھا ہے اور ہمارے لئے کتنی آسانیاں فراہم کردی ہیں، جن سے ہم استفادہ نہیں کرپاتے۔

حج مسلمانوں کا ایک بہترین عالمی اجتماع ہے جس میں ہر رنگ ونسل اور ہر علاقے کے

مسلمان موجود ہوتے ہیں، بشرط اخلاص اس موقع پر ہم بہت کچھ معلومات کا تبادلہ کرسکتے ہیں اور ایک دوسرے کو خطرات سے آگاہ بھی کرسکتے ہیں۔

علم حاصل کرنا بذات خود ایک بڑی فضیلت ہے اور اس کا عام کرنا کیا کہنا! امام زین العابدین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

"لو یعلم النّاس مافی طلب العلم لطلبوه و لویسفک المهج وخوض اللجج ، ان اللّٰه تبارک وتعالیٰ اوحیٰ الی دانیال: ان امقت عبیدی الیّ الجاهل المستخف بحق اهل العلم ، التارک للاقتداء بهم، ان احب عبیدی الیّ التقی الطالب للثواب الجزیل الازم للعالماء التابع للحکماء القابل بمن الحکماء"۔

(ترجمہ) اگر لوگوں کو علم حاصل کرنے کا اجر وثواب معلوم ہوجاتا تو وہ علم حاصل کرنے کی راہ میں ایک دوسرے پر سبقت حاصل کرنے کی کوشش کرتے، چاہے اس راہ میں خون ہی کیوں نہ بہانا پڑتا یا عزت وحرمت داؤ پر لگانی پڑتی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت دانیال کی جانب وحی فرمائی کہ میرے بندوں میں سے سب سے زیادہ قابل نفرت وہ جاہل ہے جو اہل علم کے حق کو نہ پہچانے انہیں سبک گردانے ان کی پیروی نہ کرے اور میرے بندوں میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ ہے جو متقی اور عظیم ثواب کا طلبگار ہو علماء کے ساتھ رہے، صاحبان علم وبرد باری کی پیروی کرے اور حکماء کی حکمتوں اور نصیحتوں کو حاصل کرنے والا اور دل وجان سے انہیں قبول کرنے والا ہو۔

سفر حج میں اگر حصول علم کی نیت بھی شامل کرلی جائے تو یقیناً اجر وثواب دوبالا ہوجاتا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام ہی کا ارشاد ہے:

"طالب العلم اذا خرج من منزله لم یضع رجلا علی رطب ولایابس من الارض الاسبحت لهٗ الارضوان البسبع۔

(ترجمہ) **طالب علم جب گھر سے برآمد ہوتا ہے تو** اس کے قدم کسی خشک وتر زمین پر نہیں پڑتے مگر یہ کہ اس کے لئے ساتوں زمینیں تسبیح پروردگار کرتی ہیں، جن کا ثواب اس کے نامۂ اعمال میں لکھا جاتا ہے۔

آج دنیا کا سب سے بڑا مسئلہ ہے خدائے ذوالجلال والاکرام کے مقابلہ میں طاغوت کا غلبہ اور اس غلبہ کو حج کی معنویت بخوبی ختم کرسکتی ہے، شرط یہ ہے کہ حج کو فقط رسوم کا مجموعہ ثابت

کرنے کے بجائے ایک انقلاب برپا کرنے والی عبادت کا درجہ دیا جائے، ایسی عبادت جو الٰہی غلبہ کے اقرار کا ذریعہ ہے۔ حضرت رسولؐ خدا نے ارشاد فرمایا:

(ترجمہ) جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا کہ خداوند عالم آپ کو حکم دے رہا ہے کہ اپنے ہمراہیوں اور اصحاب کو حکم دیں کہ وہ بآواز بلند لبیک کہیں، اس لئے کہ یہ حج کا نعرہ ہے۔ ۳

اس نعرہ کا جز لاشریک لک (تیرا کوئی شریک نہیں) بھی ہے، جو طاغوت کا صریحی انکار ہے، ہم اگر اس موقعۂ حج پر حقائق اور اسلامی علوم کا باہم تبادلہ کرکے ایک متفقہ لائحۂ عمل سامنے لائیں کہ ہم ہر اس طاقت کا انکار کریں گے جو ہمیں معبود سے ہٹانے والی ہو۔ حج دراصل عظمت معبود کے اعتراف کا مرکز ہے، امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے:

جعله سبحانه، للاسلام علما و للعائذين حرماً (ترجمہ) خداوند عالم نے (حج و کعبہ کو) اسلام کا نشان و پرچم قرار دیا ہے اور اس جگہ کو پناہ لینے والوں کے لئے جائے امن قرار دیا ہے۔ ۴

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا:

"جعله سبحانه علامته لتواضعهم لعظمته و اذا دعانهم لعزته (ترجمہ) خداوند عالم نے کعبہ کے حج کو علامت قرار دیا ہے تاکہ لوگ اس کی عظمت کے سامنے فروتنی کا اظہار کریں، اور پرودگار عالم کے غلبہ نیز اس کی عظمت و بزرگواری کا اعتراف کریں۔ ۵

اس کے برعکس طاغوت پرست حکمرانوں کی بیجا مداخلت کے سبب موسم حج دین کی کمزوری کا ذریعہ بنادیا جاتا ہے، جہاں یکطرفہ لٹریچر کے ذریعہ وہ باور کرایا جاتا ہے جو دین نہیں ہے۔ اگر تلخ انداز کو ترک کرتے ہوئے اور افہام و تفہیم کے لہجہ کو اولیت تک پہنچانے کے حق کو تسلیم کرلیا جائے تو بہت سے متنازعہ مسائل کے عالمی پیمانے پر حل ہونے کے امکانات موجود ہیں، صرف ایک نظریہ کی نشر و اشاعت اور دوسرے نظریات کی نشر و اشاعت پر قدغن کی وجہ سے ایک گھٹن کا ماحول ہے جو کبھی بھی کسی بڑے نقصان کا سبب بن سکتا ہے۔ سختی سے فقط ایک نظریۂ پر زور دینے کا جو انداز ہے وہ "افہام و تفہیم" کے جذبہ سے عاری اور سورہ بقرہ کی آیت ۱۹۷ کے منافی ہے۔ ۶ جس میں ایام حج میں فسق و جدال کی شدت سے ممانعت کی گئی ہے۔

ایک اور نقصان یہ ہوتا ہے کہ اگر صحیح معلومات نہیں ہیں اور صرف رسوم پر نظر ہے تو جس مقصد کے لئے کلمہ گو جمع ہوئے ہیں اس پر حرف آجاتا ہے، یعنی حج کا مقصد تو فوت ہو ہی جاتا ہے خود

حج بھی خطرہ میں آجاتا ہے۔ اس خطرہ سے صحیح معلومات حاصل کرنے کے ذریعہ بچا جاسکتا ہے ثبوت میں ایک واقعہ نقل کردینا ضروری ہے:

عالم جلیل القدر سید عبد اللہ نے کتاب شرح نخبہ میں نقل کیا ہے کہ:

(ترجمہ) ''شبلی حج کرنے کے بعد خدمت امام زین العابدین علیہ السلام میں حاضر ہوئے تو امام اور ان سے یہ مکالمہ ہوا:

امامؑ! اے شبلی ! کیا تم نے حج کرلیا؟

شبلی: فرزند رسولؐ !میں نے حج کرلیا۔

امامؑ: کیا تم میقات میں ٹھہرے اور اپنے سلے ہوئے لباس کو اتار کر غسل کیا؟

شبلی: ہاں!

امامؑ: جب تم داخل میقات ہوئے تو کیا تم نے یہ نیت کی کہ میں نے گناہ ونافرمانی کا لباس اتار دیا ہے اور خدا کی اطاعت وفرمانبرداری کا لباس زیب تن کرلیا ہے۔

شبلی: نہیں!

امامؑ: جب تم نے سلا ہوا لباس اتارا تھا تو کیا یہ نیت کی تھی کہ خود کو ریاو دوروئی اور شبہات وغیرہ سے دور کررہے ہو؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: غسل کرتے وقت تم نے کیا یہ نیت کی تھی کہ تم خود کو خطاؤں اور گناہوں سے پاک کررہے ہو؟

شبلی: نہیں!

امامؑ: پھر تو تم نہ میقات میں وارد ہوئے اور نہ تم نے سلا ہوا لباس اتارا اور نہ غسل کیا۔

امامؑ: کیا تم نے خود کو پاک وصاف کیا اور احرام پہنا اور حج کا عہد وپیان (نیت وارادہ) کیا؟

شبلی: ہاں!

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ خود کو خالص توبہ کے نواہ سے پاکیزہ کررہے ہو؟

شبلی: نہیں،

امامؑ : احرام باندھتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ جو کچھ خدا نے تم کو کرنے سے روکا ہے، اسے اپنے آپ پر حرام سمجھو؟

شبلیؒ ،نہیں !

امامؑ: حج کا عہد کرتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم نے ہر غیر الٰہی عہدو پیمان سے خودکو رہا کرلیا ہے ؟

شبلیؒ:نہیں ! امامؑ : پھرتوتم نے نہ احرام باندھا، نہ پاکیزہ ہوئے اور نہ نیت حج کی۔

امامؑ: کیاتم میقات میں داخل ہوئے اور دورکعت نماز احرام ادا کی ! اور لبیک کہی؟

شبلیؒ :نہیں !

امامؑ: میقات میں داخل ہوتے وقت کیا تم نے زیارت کی نیت کی ؟

شبلیؒ :نہیں !

امامؑ: کیا دورکعت نماز پڑھتے وقت تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم بہترین عمل اور بندوں کی بہترین نیکی یعنی نماز کے ذریعہ خدا سے قریب ہورہے ہو؟

شبلیؒ :نہیں !

امامؑ: لبیک کہتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ خدا کی خالص فرمانبرداری کی بات کررہے ہو، اور ہر گناہ پر خاموشی اختیار کررہے ہو !

شبلی :نہیں !

امامؑ: پھرتو تم نہ میقات میں داخل ہوئے، نہ نماز پڑھی اور نہ لبیک کہی۔

امامؑ: کیاتم حرم میں داخل ہوئے، کعبہ کو دیکھا ، اورنماز ادا کی؟

شبلیؒ : ہاں !

امامؑ: حرم میں داخل ہوتے وقت کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ اسلامی معاشرہ کے مسلمانوں کی غیبت کوخود پرحرام کررہے ہو؟

شبلیؒ : نہیں !

امامؑ: مکہ پہنچتے وقت تم نے کیا یہ نیت کی کہ تمہارا مقصود صرف اللہ ہے ؟

شبلیؒ:نہیں !

امامؑ: پھر تو نہ تم حرم میں داخل ہوئے ، نہ کعبہ کا دیدار کیا، نہ نماز ادا کی۔

امامؑ: کیا تم نے خانہ خدا کا طواف کیا؟ ارکان کو مس کیا ، اور سعی کے مرحلہ سے گزرے؟

شبلی : ہاں !

امامؑ: سعی کرتے وقت کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ شیطان اور اپنے نفس سے بھاگ کر اپنے خدا کی پناہ حاصل کررہے ہو اور وہ غیب سے سب سے زیادہ آگاہ ہے وہ اس بات کو بھی جانتا ہے؟

شبلی :نہیں !

امامؑ: پھر تو نہ تم نے خانہ خدا کا طواف کیا، نہ ارکان مس کیئے نہ سعی کی !

امامؑ: کیا تم نے حجر اسود سے مصافحہ کیا، مقام ابراہیمؑ کے نزدیک کھڑے ہوئے، اور دو رکعت نماز ادا کی۔

شبلی : ہاں ! (پس امامؑ نے فریاد بلندی کی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آپ اس دنیا ہی سے کوچ کرجانے والے ہیں امام نے فرمایا آہ، آہ۔ پھر فرمایا :)

امامؑ: جو حجر اسود کو مس کرے اس نے (گویا) خدا سے مصافحہ کیا، پس اے مسکین دیکھ ! اس عظیم حرمت وعزت کو ضائع نہ کر اور مصافحہ کی مخالفت، اور گنہگاروں کی مانند حرام پر عمل کرنے کے ذریعہ نہ توڑا! (پھر امامؑ نے پوچھا) جب تم مقام ابراہیمؑ کے نزدیک گئے تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ خدا کے تمام احکام وفرامین کی پابندی کروگے اور ہر معصیت ونافرمانی کی مخالفت کروگے ؟

شبلی : نہیں ! جب تم نے دو رکعت نماز طواف ادا کی تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ تم نے جناب ابراہیمؑ کے ہمراہ نماز پڑھی ہے اور شیطان کی ناک کو زمین پر رگڑ دیا ہے۔

شبلی :نہیں !

امامؑ: پھر تو درحقیقت نہ تم نے حجر اسود کا مصافحہ کیا، نہ مقام ابراہیم کے پاس کھڑے ہوئے، اور نہ وہاں دو رکعت نماز ادا کی۔

امامؑ: کیا تم چاہ زمزم پر گئے اور اس کا پانی پیا ؟

شبلی : ہاں !

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم نے خدا کی فرمانبرداری حاصل کرلی اور اس کے گناہوں اور معصیت سے آنکھیں بند کرلی ہیں؟

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: پھر تو نہ تم چاہ زمزم پر گئے ہو اور نہ اس کا پانی پیا ہے۔

امامؑ: کیا تم نے صفا ومروہ کے درمیان سعی انجام دی اور ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان راہ طے کی؟

شبلیؒ: ہاں !

امامؑ: کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ تم خوف ورجاء کے درمیان راہ طے کررہے ہو؟

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: پھر تو تم نے صفاومروہ کے درمیان سعی نہیں کی !

امامؑ: کیا تم منیٰ کی طرف گئے ؟

شبلیؒ: ہاں !

امامؑ: کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ لوگوں کو اپنی زبان، اپنے دل اور اپنے ہاتھوں سے امان میں رکھو۔

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: پھر تم منیٰ نہیں گئے ۔

امامؑ: کیا تم نے عرفات میں وقوف کیا اور جبل رحمت کے اوپر گئے اور وادیٔ نمرہ کو پہچانا اور جمرات کے کنارے خدا سے دعا کی ؟

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: آیا عرفات میں وقوف کے وقت تمہیں معارف وعلوم کے ذریعہ اللہ کی معرفت ہوئی؟ اور کیا تم نے جانا کہ اللہ تمہارے نامۂ اعمال کو لے گا اور وہ تمہارے فکر وخیال سے خوب واقف ہے؟

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: کیا جبل رحمت پر جاتے وقت تمہاری یہ نیت تھی کہ خداوند عالم ہر باایمان مرد وعورت پر رحمت نازل کرتا ہے اور ہر مسلمان مرد وعورت کی سرپرستی فرماتا ہے؟

شبلیؒ: نہیں !

امامؑ: آیا وادیٔ نمرہ میں تم نے یہ خیال کیا کہ کوئی حکم (کسی کو) نہ دو، جب تک کہ خود (اللہ کے) فرمانبردار نہ ہوجاؤ اور نہی نہ کرو، جب تک کہ خود کو نہ روکو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر نہ تم عرفات میں ٹھہرے، نہ جبل رحمت کے اوپر گئے، نہ نمرہ کو پہچانا اور نہ دعا کی اور نہ نمرہ کے نزدیک وقوف کیا ہے۔

امامؑ: کیا تم دونشانوں کے درمیان سے گذرے اور وہاں سے گزرنے سے پہلے دورکعت نماز ادا کی؟ اور پیدل مزدلفہ گئے، اور وہاں کنکریاں چنیں اور مشعر الحرام سے گذرے؟

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: جب دو رکعت نماز ادا کی تو کیا نیت کی تھی کہ یہ نماز، شب دہم کی نماز شکر ہے جو ہر سختی کو دور کرتی ہے اور کاموں کو آسان کرتی ہے۔

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم دونشانوں کے درمیان سے گذرے اوردائیں اور بائیں منحرف نہیں ہوئے ہوئے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ دین حق سے دائیں اور بائیں دل سے زبان سے اور اپنے اعضائے بدن سے منحرف نہیں ہوئے ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم مزدلفہ گئے اور وہاں سنگریزے جمع کئے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ ہر گناہ وجہالت کوخود سے دورکردیا ہے اور ہر علم اور نیک عمل کوخود میں پائیدار کیا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم مشعرالحرام سے گزرے تو کیا یہ نیت کی تھی کہ اپنے دل کو اہل خدا کے تصور اور خدا کے خوف سے آراستہ کرو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: پھر تو نہ تم دو پہاڑوں کے درمیان سے گذرے ہو، نہ دورکعت نماز ادا کی ہے، نہ مزدلفہ گئے ہو، نہ سنگریزے چنے ہیں اور نہ مشعرالحرام سے گزرے ہو۔

امامؑ: کیا تم منیٰ پہنچے اور جمرہ کو کنکریاں ماریں، سر کے بال اترائے اور قربانی پیش کی؟

نیز مسجد خیف میں نماز ادا کی اور مکہ واپس آ کر ''طواف افاضہ'' انجام دیا۔

شبلیؒ: ہاں!

امامؑ: جب تم منیٰ پہنچے اور رمئی جمرات انجام دی تو کیا یہ محسوس کیا تم کہ تمہاری تمنا پوری ہوگئی ہے اور خداوند عالم نے تمہاری حاجتیں پوری کر دیں؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب جمرات کو کنکریاں ماریں تو کیا یہ نیت تھی کہ اپنے دشمن ابلیس کو کنکری مار رہے ہو اور اپنے قیمتی حج کو مکمل کرنے کے ساتھ تم نے اسے (ابلیس کو) غضبناک کر دیا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم نے اپنے سر کے بال اتارے تو کیا تم نے یہ نیت کی تھی کہ بنی آدم کے گناہوں اور ان کی آلودگیوں سے پاک ہوگئے اور اپنے گناہوں سے یوں باہر آگئے جیسے تمہیں تمہاری ماں نے ابھی پیدا کیا ہے؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم نے مسجد خیف میں نماز ادا کی تو کیا تمہاری یہ نیت تھی کہ خدائے متعال اور گناہوں کے علاوہ کسی چیز سے نہیں ڈرتے ہو اور خدا کی رحمت کے علاوہ کسی اور سے امید وار نہیں ہو؟

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم نے اپنی قربانی کے حیوان ذبح کیا تو کیا یہ نیت نہیں تھی کہ حقیقی تقویٰ اور پرہیز گاری کے ذریعہ تم نے اپنی لالچ کا گلا کاٹ دیا ہے، اور جناب ابراہیمؑ کہ جنہوں نے اپنے فرزند اور لخت جگر کو قربان گاہ میں لاکر خدا سے قرب حاصل کرنے کا ایک وسیلہ اپنے بعد کی نسلوں کے لئے سبقت کے طور پر قائم کیا تھا، تم اس عمل میں ان کی پیروی کر رہے ہو،

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ: جب تم مکہ واپس ہوئے اور ''طواف افاضہ'' انجام دیا تو کیا یہ نیت کی تھی کہ خدا کی رحمت سے کوچ کر کے اس کی اطاعت کی طرف پلٹ رہے ہو، اس کی محبت حاصل کر لی ہے، الٰہی واجبات ادا کئے ہیں اور خدا سے نزدیک ہوگئے ہو۔

شبلیؒ: نہیں!

امامؑ : پھر نہ تو تم منیٰ پہنچے ہو نہ شیطانوں کو سنگریزے مارے ہیں ، نہ اپنے سر کے بال اتارے ہیں، نہ اپنے حج کے اعمال انجام دئے ہیں، نہ مسجد خیف میں نماز ادا کی ہے، نہ طواف بجالائے ہو اور نہ خدا کے قرب میں پہنچے ہو، واپس جاؤ کہ تم نے حج انجام نہیں دیا ہے۔

جناب شبلی اس بات پر بری طرح رونے لگے۔ انہیں احساس تھا کہ جیسا حج کرنا چاہئے تھا انہوں نے نہیں کیا اور مناسک حج واقفیت کے ساتھ انہوں نے ادا نہیں کئے۔ اس کے بعد سے آپ حج کے اسرار ومعارف یاد کرنے میں مشغول ہوگئے تا کہ آئندہ سال پوری شناخت ویقین کے ساتھ فریضہ حج ادا کرسکیں۔ ۷

اس تفصیلی روایت سے واضح ہے کہ حج صرف چند رسوم کی ادائیگی کا نام نہیں بلکہ الٰہی اور عوامی دونوں رابطوں کو استوار کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

حج ادا کرنے سے پہلے حج کے رموز واسرار پر نظر ہونا چاہئے ،صرف دینی ومذہبی معلومات ہی نہیں ، سائنس اور ٹکنالوجی کے معلومات کے تبادلہ کے ذریعہ بھی دشمنان اسلام کے مقابلہ میں مسلمان مضبوط ومتحد ہوسکتے ہیں۔ ہوسکتا ہے یہ خیال پیدا ہو کہ عوام کے ذریعہ عوام تک معلومات پہنچے خاص طور سے جدید سائنسی معلومات کے کہ اگر یہ عام ہو بھی جائیں تو کیا فائدہ ؟ یاد رہے کہ دور حاضر میں جتنے مسلم ممالک ہیں وہ حج کے موقع پر سرکاری وفود بھی بھیجتے ہیں جن کی میزبان حکومت سعودیہ ہوتی ہے۔ اگر ان وفود کے ذریعہ مذکورہ کام لیا جائے تو یقیناً یہ سونے پر سہاگہ ہوگا۔لیکن اس کے لئے منصوبہ بندی اور ارکان وفود کے انتخاب میں بالغ نظری کی ضرورت ہوگی۔

حج ایسے بہترین موقع کو نظر انداز کرنا فلاح امت کو داؤ پر لگانا ہے، ہمیں بیدار ہونا چاہئے کہ دوسروں کے مقابلہ میں ہمارے پاس اجتماع حج ایسی مفرد دولت موجود ہے، اگر اس کے فوائد سے استفادہ کیا جائے تو ہمارا انتشار وبے چینی ، اتحاد وسکون سے بدل سکتا ہے۔ امام محمد باقرؑ کا اشارہ ہے" الحج تسکین القلوب "(ترجمہ) حج دلوں کی راحت وسکون ہے۔ ۸

امام محمد باقر علیہ السلام نے حج کو ذریعہ فلاح قرار دیا ہے۔ آپؑ کا ارشاد ہے، حج فلان ای افلح فلان، (ترجمہ) فلاں شخص نے حج کیا یعنی فلاں شخص کامیاب ہوا۔ ۹

کاش امت مسلمہ کعبہ کی مرکزیت کو دل سے قبول کرتی اور مراسم حج کے ضمن میں جو فلاح امت کے اسباق ہیں انہیں ازبر کرتی تا کہ ہم دین ودنیا میں سرخ رو رہتے۔ امام جعفر صادق علیہ

السلام نے ارشاد فرمایا" لایزال الدین قائماً ما قامت الکعبة"(ترجمہ)جب تک کعبہ قائم ہے اس وقت تک دین بھی ثابت واستوار رہے گا۔ [۱۰]

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین

منابع:

۱۔اصول کافی، ج ۱،ص ۳۵

۲۔حیاۃ الامام زین العابدین، صفحہ ۲۳

۳۔مستدرک الوسائل، ج ۹ ،ص ۱۷۷

۴۔وسائل الشیعہ ، ج ۱۱،ص ۱۵

۵۔نہج البلاغہ، خطبہ ۱

۶۔سورہ بقرہ آیت ۱۹۷

۷۔مستدرک الوسائل ،جلد ۱۰،صفحہ ۱۶۶

۸۔بحار الانوار، جلد ۷۵،صفحہ ۱۸۳

۹۔علل الشرائع، جلد ۱، صفحہ ۴۱۱

۱۰۔اصول کافی ،جلد ۴،صفحہ ۲۷۱

وحدت اسلامی کی تشکیل وتربیت انسانی میں حج کا کردار

مفتی محمد ارشد فاروقی
جامعہ امام انور، دیوبند

الحمد لله رب العالمين والعاقبة للمتّقين والصلوة والسلام على سيد الانبياء والمرسلين وعلىٰ اله الطّيبين الطاهرين وازواجه واصحابه الهاد بين المهديين ومن تبعهم باحسان الىٰ يوم الدين۔

فدائیت کا جذبہ حج کے ایام شروع ہوتے فراوان ہوتا ہے۔ یہ کلمہ کانوں میں رس گھولتا ہے، دماغ کو روشن کرتا ہے، دل کو یقین سے بھرتا ہے، اعضاء وجوارح کو تابعداری کے لئے تیار کرتا ہے، انفرادیت کو اجتماعیت میں تبدیل کرتا ہے، علاقائیت کو عالمیت عطا کرتا ہے، قوت وتوانائی کے حصول کا درس دیتا ہے، اپنے جلو میں لئے دستور حفظان حقوق انسانی کی تنفیذ کا مطالبہ کرتا ہے، مومن کو پرامن رہنے اور امن قائم کرنے کی تلقین کرتا ہے، سارے عالم کے نظام کو بیت اللہ الحرام کے نظام کے گرد گھومنے کا مطالبہ اس یقین سے کرتا ہے کہ پرامن عالم کی یہی شاہ کلید ہے ”**واذاجلعلنا البيت مثابة لّلنّاس وامنا**“ (سورہ بقرہ ۱۲۵)

حج کے وقیع اور جلی موضوع پر دو روزہ عظیم عالمی کانفرنس کے انعقاد پر ہم رب جلیل ومتعال کے شکر گزار اور سفارت خانہ ایران وحج کمیٹی کے قدرداں ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ حج کے حقیقی ثمرات عالم انسانی پر مرتب فرمانے کے لئے امت واحدہ کو توفیق بخشے **وما توفيقى الاّ بالله**

بندگی ومحبت کی معراج یعنی حج:

دلکش منظر: عاشقان پاک طینت الوہیت کا اقرار لاالہ پڑھ کر کرتے ہی گرویدۂ الہ ہوجاتے ہیں، یہ اقرار عبدیت ان کی پوری حیات کو اپنے جلو میں لئے ہوئے ہوتا ہے، (یعنی حکم اور صرف رب سبحانی کے فرامین کی روشنی میں ہمہ وقت معترف رہتے ہیں، اور ان الحکم الا للہ آرڈر تو بس اللہ ہی کا ہے) کے ہر آن معترف رہتے ہیں۔ جب وہ اظہار عبدیت پنج وقتہ نمازوں میں کرتے ہیں تو پابند حکم الہ ہو کر رہ جاتے ہیں۔کبھی ہاتھ اٹھا کر تمام احکام غیر کی نفی کرتے ہیں، اعلان کبریائی

کرتے ہیں، سیدھے کھڑے رہتے ہیں، تعریف وثنا خوانی بڑے خوش الحانی سے کرتے ہیں، عبادت صرف رب کائنات ہی کی کرنے کا عہد وپیمان کرتے ہیں، مدد ونصرت کے لئے اسی کو کافی مانتے ہے، پھر اعلان برتری اسی کی کرتے ہوئے جھکے جھکے، عظمت کا چپکے چپکے اقرار کرتے ہیں، اور اسی راز ونیاز کی مناجات سننے کا یقین رکھتے ہیں۔ بے کلی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب ہم جبین نیاز جھکاتے ہیں، چہرہ وبنی پیشانی خاک آلود کرتے ہیں، سجدہ ریز ہوکر اعلان کبریائی وبرتری کرتے ہیں، رحمٰن کے قدموں میں پڑجاتے ہیں، اورقرب ونزدیکی کے وہ مقامات ڈھونڈ تے ہیں جن کی کوئی انتہاہی نہیں۔ اس اثنا میں کھانا پینا حرام، بات چیت ممنوع، کسی اور کا خیال مذموم، اس کا التزام روزانہ پانچ اوقات میں پابند عہدووفا کرتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ وہ پسندیدہ مال راہ خدا میں خرچ کریں تو وہ دولت کا متعینہ ومطلوبہ حصہ لٹانے لگتے ہیں۔ جب ان عاشقان اخوان صفا کو بتایا جاتا ہے کہ پورے دن کے لئے حلال وطیب پاکیزہ کھانہ، کھانا بند کردیں، ٹھنڈا پانی پینا روک دیں، خوبصورت بیوی کو دور رکھیں، تو پورے مہینے کا روزہ رکھ کر سوز عشق ومحبت الٰہی میں گنا در گنا اضافہ کرتے ہیں۔

اعتکاف: ان ہی عاشقوں پاکبازوں میں سے ایک گروہ کا سوز دروں جب سوا ہوتا ہے تو وہ پروانوں کی طرح متوالے محلّہ وشہر کے خانۂ محبوب (مسجد) میں آکر پڑجاتے ہیں، اور جائزہ وانعام لینے وسیع میدان میں جمع ہوتے ہیں۔

حج: جب ان عاشقوں کی بےقراری بڑھتی ہے، سوزوعشق جواں ہوتا ہے تو دنیا کے کونے کونے سے رب حبیب کی دعوت ''واذّن فی النّاس بالحج'' پر اپنے گھروں، شہروں اورملکوں سے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ سب جواں بوڑھے ایک بے سلے ہوئے لباس میں ملبوس کشاں کشاں اللہ کے گھر کی طرف رواں دواں کاروان امن اپنے سفید لباس سے اعلان امن، اعلان مساوات، اعلان فدائیت اعلان عبدیت وخودسپردگی کرتے ہوئے درجاناں پہ پڑجاتا ہے جذبہ فدائیت کے ساتھ۔

طواف ورمل: جذبۂ فدائیت ومحبوبیت کے غلبہ کا اظہار بندہ خانہ محبوب کے طواف سے کرتا ہے۔ ابتدائی اشواط میں قوت مدافعت کا مظاہرہ رمل کی شکل میں پیش کرتا ہے۔ بندہ امن کی راہ روکنے فساد ودہشت گردی پھیلانے والوں کو چیلنج کرتا ہے (کاش! یہ مظاہر محض علامتی نہیں حقیقت

بنتے)

تقرب رحمٰن: دیوانہ وار فرزانگی کے جلو میں خانۂ محبوب کے چکر کاٹنے کے بعد مقام ابراہیم پہ آکر سجدوں میں سکون اور قرب رحمٰن تلاش کرتا ہے۔

ترویہ: یہ کاروان امن بےقراری وقراری کی ملی جلی کیفیت سے متصف دنیا کی پیاس بجھانے کے عزم کے ساتھ ''یوم ترویہ'' میں کوچ کرتا ہے۔ اس کارواں میں ہر مستطیع گھر ہر در، ہر محل کے لوگ شامل ہیں، نگاہیں نیچی ہیں، آوازیں پست ہیں، صرف ایک ہی نغمہ سنائی دیتا ہے۔ لبیک اللھم لبیک

منیٰ وعرفات: دماغ فکر، قلب یاد، زباں ذکر خدا میں مشغول لبوں پہ مسکراہٹیں سجائے، سلیقے سے قرینے سے آگے بڑھے جارہے ہیں، یہ کہاں جارہے ہیں؟ یہ کہکشاں کی کہکشاں، یہ کارواں کا کرواں کہاں جارہا ہے؟ دیکھئے یہ بڑھا جارہا ہے اور نغمۂ حاضری لبیک اللھم لبیک گنگنائے جارہا ہے، یہ کارواں شہر سے باہر نکل گیا، منیٰ ہوتے ہوئے آسمان کے نیچے زمین پر خیمہ زن ہوگیا، جانے پہچانے میدان عرفات میں معرفت میں اضافہ کررہا ہے، کالے بھی ہیں، گورے بھی ہیں، مرد بھی ہیں، عورتیں بھی، امیر بھی، غریب بھی، شاہ بھی، گدا بھی، حاکم بھی، محکوم بھی، یہ تسبیح کے دانے توحید کے دھاگے میں پروئے ہوئے ہیں۔ یہ کارواں ایک گھر، ایک محلے، ایک شہر، ایک ملک کا نہیں بلکہ پورے عالم اسلام (بہ شمول غیر اسلامی ممالک کی مسلم آبادیوں) کا ہے جس کی تعداد تیس لاکھ سے متجاوز ہے۔ یہ نمائندہ ہے ڈیڑھ ارب سے زائد دعوت امن پسند امن کی پیام بر مسلم آبادی کا۔ یہ کاروان امن ہے۔ عرفات کے میدان سے پانچ ارب غیر مسلم انسانوں کو وحدانیت، رسالت، ایمان برآخرت کی دعوت دے رہا ہے۔ مساوات وبرابری کی دعوت دے رہا ہے، عدل وانصاف کی دعوت دے رہا ہے، دنیا کو دعوت امن دے رہا ہے۔

مزدلفہ: یہ کارواں امن دنیا میں امن کے لئے خود بے چین ہے اور حکم رب کا تابعدار ہے، اس نے سورج ڈوبتے ہی زندگی بھر نماز مغرب ادا کی اور کرے گا، لیکن عرفات کے افق پہ سورج غروب ہوتے دیکھ رہا ہے، دل کی آواز مغرب مغرب لیکن دماغ کا فرمان، فرمان رب کی تابعداری کا اعلان کررہا ہے، چلو چلو کوچ کرو، مغرب کا معتادوقت آج وقت موقت نہیں، وقت وہ ہے جو رب کہے مزدلفہ میں مغرب وعشاء جمع ہے آج۔

رمی جمرات: یہ کارواں ذی وقار نفس امارہ پہ قابو پانے، لوامہ سے آگے بڑھنے، سند مطمئنہ لینے اور داخلی عدو کی اپنے تئیں مسماری کے بعد طاعت ونیکی، عبدیت وغلامی کے نیک جذبات سے بھرپور زندگی کی تباہی کے محرک خارجی دشمن شیطانوں کو سنگ سار کرنے اس نیت وارادہ سے نکلتا ہے کہ ''رمی جمرات'' کے ساتھ وہ ہر طاغوت کو پاش پاش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ایٹمی اثر: یہ کنکریاں ظاہر وباطن یکساں معنویت رکھتی ہیں۔ یہ ایٹم ہیں، ایٹمی اثرات رکھتی ہیں، اسی ایٹمی توانائی کا حصول طواغیت عالم فراعنہ دوراں کے خاتمہ کے لئے اس کاروان عمل کے لئے لابدی ہے۔

قربانی: کارواں امن قربانیوں کے مراحل طے کرتا ہوا اس جذبے سے آشنا ہوجاتا ہے کہ حکم رب ملتے ہی اپنی جان کا نذرانہ پیش کردے، پر حکم رب کے احترام میں چوپایہ کی گردن پر چھری پھیرتا ہے اور انّ صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للّٰہ رب العالمین کی حقیقت تک رسائی کی سعی کرتا ہے۔

طواف وداع: یہ کاروان عہد ووفا ایک بار پھر در جاناں پہ حاضری دیتا ہے، اور نہ چاہتے ہوئے بھی یہ عہد لئے رخصت ہوتا ہے کہ یہ مشن ہے، اسے پورے عالم میں جاری رکھنا ہے، اس امن وسلامتی کے پیام کو عام کرنا ہے اور جس طرح اس بیت عتیق بیت اللہ کے گرد گھومتا رہا اسی طرح پورے عالم کی زندگی کو اس کے رب کے حکم وکلام الٰہی کے گرد گھومنے کا پیغام دینا ہے۔

زیارت شہر رسولؐ: یہ قافلہ حق شناس دربار نبوی میں حاضری کے آداب ادب واحترام کے ساتھ بجالانے کی کوشش کررہا ہے ، نذرانہ درود وسلام دل کی گہرائیوں، دماغ کی پنہانیوں جسم، کے روئیں روئیں سے بہ چشم الصلاۃ و السلام علیک یا رسولؐ اللہ پیش کرنے کی سعادت من زرا قبری وجبت لہ شفاعتی'' بربنائے بشارت حاصل کررہا ہے ۔

سلام برآل واصحاب: دائرہ صلاۃ وسلام میں توسیع ہورہی ہے، آل اطہار، امہات مومنین، بنات طیبات وخلفائے برحق ،بالخصوص آپؐ کے قدموں پر پڑے شیخین پر اور تمام صحابہ وصحابیات اجمعین پر نزول رحمت حق کی دعا کررہا ہے۔ یہ کارواں اور بنیان مرصوص بن کر قافلہ خیروشر

کے قافلوں پر قابو پانے، وحدانیت کا ڈنکا بجانے اورانسانیت کے کام آنے کے لئے عالم میں پھیل رہا ہے۔

حج کا فلسفہ اور اس کی معنویت وافادیت:

حج کے اندر گہری معنونیت پنہاں ہے،حج کا ہر عمل حقیقت ومعنویت کا عکاس ہے، فلسفہ حج اسلام کی عظمت کا پتہ دیتا ہے اور شریعت مصطفیٰؐ کی حقانیت بتاتا ہے۔ فلسفہ حج کے چند نمایاں پہلو یہ ہیں:

۱۔ وحدت واتحاد امت: حج کے بابرکت سفر کے لئے جمع ہونے والا یہ بڑا مجمع وحدت واتحاد امت کی واضح علامت ہے، یہ سنت اللہ سیدنا آدمؑ سے خاتمؐ تک جاری رہ کر تا قیامت جاری رہنے کا پیغام دیتی ہے وانّ ھذہٖ امّتکم امّۃ واحدۃ وانا ربّکم فاتّقون(سورہ مومنون ۵۲) اور''انّ ھذہ امّتکم امّۃ واحدہ وانا ربّکم فاعبدون (سورہ انبیاء ۹۲)

تاریخ کے تمام ادوار میں تمام انبیاء کرام اسی امت واحدہ اسلام سے خود کو منسوب کرتے رہے ہیں۔

اجابت ۔دعوت: امت اسلام دوطبقوں میں یوں منقسم ہے کہ ایک طبقہ بعثت نبیؐ سے پہلے تو دوسرا تاقیامت۔ البتہ دونوں میں یہ فرق رہا کہ پہلے انبیاء کی پیغام رسانی کے لئے اقوام ومقامات محدود ہوتے ،کوئی تو صرف اپنی برادری اور کنبے تک محدود ہوتا۔قرآن سرگذشت بیان کرتے ہوئے نوح علیہ السلام وعلی نبینا سے شعیب علیہ السلام وصالح علیہ السلام کے دعوتی مخاطب ''یا قوم'' نقل کیا ہے۔

عالمیت : رسول اکرم نبی معظم، انسان مفخم اقوام ومقامات وبلدان کے دائرے سے بے نیاز ہوکر رہتی دنیا تک کی انسانیت کے رہنما وہادی برحق قرار پائے اورلب ولہجہ بدلا قرآن نے یاایھا الانسان ''کہا۔یعنی اب پوری انسانی برادری محمد عربیؐ کی رسالت پر ایمان لانے کی پابند ہوگئی، آپؐ کی ذات بابرکات پر قصر نبوت ورسالت کی تعمیر مکمل ہوگئی۔ زبان نبوت پر کلام جاری ہوا۔''لانبی بعدی''

اب انسانوں کے تمام قبیلے و کنبے کالے گورے رنگ بہ رنگ زبان بولنے والے، ایشین، افریقین، امریکن، یوروپین رسولؐ عربی کے امتی ہیں۔ آپؐ کی اتباع واقتداءؐ کی شریعت کے مطابق نظام زندگی ڈھالنا سب پر فرض ہے، جو لبیک کہے اس دعوت رسالت پر اس کی ذمہ داری بنتی ہے امت اسلامیہ کی تشکیل کی۔ ہر مسلم تابعدار مومن یقین دار امت اسلامیہ کا رکن رکین ہے۔ اس شعور، اس شیوہ کو اپنا ئے بغیر دعوی اسلام بے معنی و بے روح ہے! حج کا اہم پیغام وحدت امت ہے۔ (الاسلام،سعید خوی)

۲۔عبدیت معبود واحد: خدائے واحد کی بندگی ایک ہی معبود کی عبادت کا مظہر ہے۔ حج۔ شریعت ہمیں انسانی تخلیق کا مقصد ہی عبادت بتاتی ہے وماخلقت الجن والانس الالیعبدون (سورہ ذاریات ۵۶) عبادتی زندگی ومقصد کا اظہار ضروری ہے۔ نماز، روزے، زکوٰۃ اور حج عبودیت کے وجود کی علامتیں ہیں، اللہ حق مجدہ کے حوالے کردینے کا سب سے زیادہ مظاہرہ مناسک حج میں ہوتا ہے، یہ طواف ،عرفات میں قیام، صفاومروہ کی سعی، حلق وقصر اور رمی جمرات سارے کے سارے مناسک سراپا اعلان خود سپردگی اور اظہار بندگی ہیں۔

چاہے انسان قوت وتوانائی سے بھرپور، علم ومعرفت سے معمور عہدہ ومنصب کے اعلیٰ مراتب پر فائق ہی کیوں نہ ہو، اس مقام فروتنی میں آکر چھوٹے بڑے، شاہ وگدا سب برابر اور سب محتاج خدا ہیں۔

۳۔ اسلامی اخوت: کاروان حج پر نگاہ ڈالنے والا بہ خوبی محسوس کرتا ہے کہ ڈھیر سارے لوگوں کو کسی ایک نسبت نے جوڑ رکھا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کو سالہا سال سے جانتے پہچانتے ہیں۔ منظر قابل رشک ہے۔ ہندوستانی مسلم عربی کی مدد کے لئے بڑھ رہا ہے، پاکستانی آگے تو افریقی پیچھے، ترکی اور یورپین ہر ایک دوسرے کے تعاون کے لئے تیار، کوئی راستہ دے رہاہے، کوئی پانی پلا رہا ہے، کوئی پوچھ رہا ہے آپ کہاں سے آئے جیسے ایک دوسرے سے متعارف ہوں۔ یہ قابل تعجب بھی نہیں ! ان کے رشتے ایک دوسرے سے بہت گہرے ہیں، انہوں نے ایمانی رشتہ قبول کیا اور طریقۂ ربانی اپنایااور وہ عقیدہ ایمانی سے جڑ گئے۔ زبان حال کہہ رہی ہم وہ امت محمدیہ ہیں کہ ایک عضو بیمار ہو تو سارا جسم تکلیف محسوس کرے۔ اس طرح اخوت کے مظاہر کا

جامع ہے حج ! یہ دینی بھائی ہیں ''انما المومنون اخوہ'' (سورہ حجرات ۱۵)

۴۔ سالانہ عظیم اسلامی کانفرنس: حج ایک ایسی عظیم سالانہ اسلامی کانفرنس ہے جس کی تاریخ انعقاد میں کبھی تبدیلی نہیں ہوتی، ہر سال نویں ذی الحجہ کو حجاج میدان عرفات میں بدون تاخیر وتقدیم جمع ہوجاتے ہیں، حج تو قیام عرفہ ہی کا نام ہے''الحج عرفہ'' اس سالانہ کانفرنس میں بڑے علماء، بلند پایہ عارفین، شاہان صدورممالک، وزراء، اغنیاء، فقراء سب ہی شریک ہوتے ہیں، یہ کانفرنس دنیا کی تمام کانفرنسوں سے جداگانہ ہے۔ یہ وہ کانفرنس ہے جس کے قائد اعظم رہبر عالم محمد خاتمؐ ہیں، یہاں غنی وفقیر، حاکم ومحکوم، چھوٹے بڑے، شریف ورذیل سب یکساں ہیں۔ اس میدان میں سب کو یکساں حقوق ظاہری وباطنی طور پر حاصل ہیں، چشمۂ حیوان شریعت رحمٰن چراغ مصطفوی سے روشنی پاتے ہیں، بارگاہ ایزدی میں درماندگی وعاجزی سے ہاتھ اٹھائے توبہ واستغفار کرتے ہیں۔ یہ قصوروکوتاہی کا حسین اعتراف ہے، ندامت کی جھلک ہے آنسوؤں کی چھلک ہے۔ یہاں سب افراط وتفریط کی بے چینی لئے دست بہ دعاء ہیں۔

۵۔ یادگار ماضی کا اعادہ: حج کا عظیم الشان اجتماع امم سابقہ کے انبیاء وصلحاء کی یاد دلاتا ہے، خلیل اللہ ابو الانبیاء سیدنا ابراہیمؑ کی یاد تازہ کرتا ہے، ابراہیم علیہ السلام صاحبزادہ اسمٰعیلؑ کے ساتھ مل کر بیت اللہ کی تعمیر نو کررہے ہیں'' اذیرفع ابراهیم القواعد من البیت واسماعیل ربّنا تقبل منّا انّک انت السّمیع العلیم'' (سورہ بقرہ، ۱۲۷)۔ جب ہم بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں، جس کی تعمیر نوابراہیم علیہ السلام نے کی اور شعائر اسلام اس کے ذریعہ زندہ کرتے ہیں تو امت کے ماضی کو حال سے ملانے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ حقیقت ذہن نشین ہوجاتی ہے، جس کا ہم دنیا کو پتہ دیتے ہیں کہ طریق اسلام ایک ہے، یہی وہ طریق ہے جسے انہوں نے اپنایا، ہم نے اپنایا۔

ماضی کی یادگار تازہ ہوتی ہے جب صفاومروہ کی سعی کرتے ہیں کہ ہاجرہ نے کیسی دوڑ لگائی ہوگی طفل ناتواں کی پیاس بجھانے کے لئے پانی کی تلاش میں۔

رمی جمار یاد دلاتا ہے کہ ابراہیمؑ وہاجرہؑ کو جب جب شیطان نے وسوسے میں ڈالنا چاہاتو کس طرح اسے پھٹکارا۔ اور یہ سبق بھی کہ اس لعین کی رخنہ اندازی کو ہم بھی پیچھے ڈالتے رہیں صراط مستقیم پر گامزن رہیں۔

۶۔ میدان حشر کی یاد دہانی: مجمع یوم قیامت کی یاددہانی کراتا ہے، جیسے انہیں کسی نے بلایا ہے کہ وہ دور دراز سے آئے چلے جارہے ہیں لبیک سعدیک کی صدائیں گونج رہی ہیں، سب ایک ہلچل میں حرکت میں جناب رب کی بارگاہ میں تضریع والحاح کررہے ہیں۔احرام کفن کی یاد دلائے جارہا ہے، جب قبر سے نکلیں گے رب کے حضور پیش ہوں گے۔

مشاعر حج ان مقامات مقدسہ میں، میدان عرفات میں دنیا ومافیہا سے بےخبر کردیتے ہیں۔ لذتیں رونقیں دھری رہ جاتی ہیں۔ بن وموسب اللہ تعالیٰ کی جناب میں متوجہ ہوجاتے ہیں کہ بندہ اس مقام یقین کو پہنچ جائے کہ حج چھوٹے میدان حشر کی تعبیر ہے، جس کے ذریعہ بڑے میدان حشر کی تیاری ممکن ہوسکے۔ اور حج کے بعد بندے کی زندگی کا نیا صفحہ کھل سکے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا: بخدا جس طرح آپ سوتے ہیں اسی طرح مریں گے اور دوبارہ اٹھائے جائیں گے، جس طرح آپ بیدار ہوتے ہیں۔ اور آپ کا حساب ضرور لیا جائے گا۔ بے شک پھر ابدی جنت ہے یا جہنم۔

حج کے دنوں میں دنیا سے انسان ایک درجہ الگ ہوجاتا ہے کہ وہ جان لے کہ رب سے ملنے کے دن آخرت کے درمیان یہی جان رکاوٹ ہے، جوں روح نکلی، عالم برزخ کی طرف منتقلی ہوئی۔ یہ حج ندامت وحسرت کے دن کی یاد دلاتا ہے کہ جب حاجی گھر لوٹے تو یہ وندامت نہ توڑے، شاہراہ حق پر گامزن رہے اس دن کے آنے سے پہلے جس دن پشیمانی کام نہ آئے گی۔

۷۔ حج جہاد ہے: حج یاد دہانی کراتا ہے کہ مومن کی زندگی جہاد وقربانی اللہ کے احکام کی تابعداری اورامر کی بجا آوری کا نام ہے۔ اسلئے کہ اسلام بایں معنی جہاد ہے کہ کلمہ طیبہ لوگوں کے سامنے پیش کیاجائے، منکر پر تکفیر کی جائے، بھلائی کی تشہیر کی جائے، اسلام کا جھنڈا اونچارکھا جائے، امن کی راہ میں روڑے اٹکانے والوں کے خاتمہ کیا جائے کہ کاروان امن کی ٹریفک رک نہ سکے۔

اس معنی میں کہ سہولت پسندوں، تن آسانوں اورکاہل وسست انسانوں کی زندگی بے معنی ہے جو دوسروں پر بھروسہ کئے جی رہے ہیں، اور اس دین متین کی نشرواشاعت کی ذمہ داری سے عہدہ برانہیں ہورہے ہیں۔کمزور وناتواں خاتون سیدہ مریم علیہا السلام کی حالت غیر ہے، ولادت کے مشکل ترین مرحلے سے دوچار ہیں، اس سخت گھڑی میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ نہیں فرمایا کہ اپنی جگہ بیٹھی رہو تروتازہ کھجوریں پیش کی جائیں گی بلکہ فرمایا ''وھُزّی الیک بجذع النّخلة تساقط علیک

رطبا جنیا''(سورہ مریم ۲۵)

خلاصہ یہ کہ حج ایسا جہاد ہے جس کے ذریعہ مومن کمالات کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا ''لکن افضل الجهاد حج مبرور'' آپؐ نے جہاد کی فضیلت بتائی اور بہترین جہاد حج کو قرار دیا۔مومن کی زندگی سراپا جہاد ہے۔

۸۔دعوت اسلامی کی عالمگیریت: اللہ کے دین کی دعوت عالمی ہے علاقائی نہیں، اس کا مخاطب پورا عالم ہے،''هو الّذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهرهٗ علی الدّین کله (سورہ فتح ۲۸) وما أرسلنک الاّ رحمة للعالمین (سورانبیاء ۱۰۷)

حج کا یہ کارواں عظیم اسلام کی ہمہ گیری کی یاددہانی کرتا ہے کہ اس میں دنیا کے سارے نمائندے شامل ہیں، وہ آتے ہیں کہ منافع کا مشاہدہ کریں، ان بابرکت دنوں میں اللہ کے بابرکت نام کا ورد کریں، ایک دوسرے سے ملیں اور باہم متعارف ہوں''یا ایّھاالنّاس انا خلقنکم من ذکر وانثیٰ وجعلناکم شعوباً وقبائل لتعارفوا انّ اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم (سورہ حجرات ۱۳)

دنیائے انسانیت کے لئے اللہ تعالیٰ نے دین اسلام پسند فرمایا، جس پر انسانیت کو کارفرما رہنا چاہئے۔ یہ ہر زمانے اور ہر جگہ چمکنے کی صلاحیت رکھتا ہے، جس نے انسان کی تخلیق کی اسی نے شریعت اتاری ''الا یعلم من خلق وهو اللطیف الخبیر'' (سورہ ملک ۱۶) اسلام کی خصوصیت وامتیاز ہے کہ یہ تمام نوع بشر کے لئے ہے، کسی مخصوص جماعت وفرقے کے لئے مخصوص نہیں، کسی خاص رنگ ونسل تک محدود نہیں ہے،''وما أرسلنک الاّ کافّة للنّاس بشیراً ونذیراً (سورہ سبا ۲۸) اور '' قل یا ایھاالنّاس انّی رسول الله الیکم جمیعاً'' (سورہ اعراف ۱۵۸)

اسلام کی عمومیت نہ کسی زمانے تک محدود ہے اور نہ کسی علاقے تک مقصور بلکہ زمان ومکان کی قید سے دور وہ تروتازہ موجود، تغیر وتبدیلی سے محفوظ، نسخ وتحریف سے بچا ہوا معصوم، تمام ادیان سماویہ کے جوہر کا حامل، شرائع کا محافظ، اس صاف شفاف دستور کے لانے والے محمدؐ خاتم الانبیاء والرسل مہر نبوت ثبت (اصول الدعوة عبد الکریم)

۹۔ روحانی تربیت: حج ایک تربیتی روحانی کیمپ ہے جس کی تاثیر نرالی ہے۔ چند دن اللہ کے حضور میں گذارنے والے حاجی کی دنیا بدل جاتی ہے، جب گھر سے نکلتا ہے طہارت قلب

کے ساتھ نکلتا ہے، روحانی امراض کو پیچھے چھوڑے ہے جب لوٹتا ہے پاکیزہ روح تزکیہ شدہ بلندیوں کو طے کرتا ہوا روحانیت کے اعلیٰ مراتب لئے لوٹتا ہے۔

'' اللہ کا حکم ہے، جب حج کی نیت کرو، بیت اللہ کے ارادے سے نکلوتو دل کو پاک کرلو، نفسانیت کو دبادو، فسق وفجور، خونریزی اور بدکلامی سے بچو، واجبات کی تکمیل اس طرح کرو کہ تمہارا رب تمہارے سامنے ہے، ادب واحترام کا دامن نہ چھوٹے ، عاجزی و درماندگی طاری رہے، آپ ایسے صاحب اقتدار کی طرف کوچ کررہے ہیں، جس کی حکومت زمین وآسمان پر سب جگہ چلتی ہے، سب اس کے محتاج ، اس کے حضور میں عجزو تضرع، خشوع واخلاص، انابت ورجوع، صفائی نیت کی بڑی قدر ہے، وہ ثواب جزیل سے نوازے گا''۔ (مبادی الاسلام المودودی)

۱۰۔ تجارتی منافع کے تبادلے: حج دنیوی فوائد بھی بہم پہنچاتا ہے، تجارتی منافع کا ذریعہ بنتا ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے عازمین حج آتے ہیں، کبھی اپنے علاقے کے کچھ سامان ساتھ لاتے ہیں اور اس مقدس دیار میں بیچتے ہیں اور دیارمقدس کے سازو سامان اپنے ساتھ لے جاتے ہیں، جس کے ذریعہ تجارتی منافع کے تبادلے ہوتے ہیں۔ ایک دوسرے کو فوائد پہنچتے ہیں، ''لیشهدوا منافع لهم ويذكروا اسم الله في ايّام معلومات '' (سورہ حج ۲۸)

اس سالانہ عظیم کانفرنس کے فوائد ونتائج اورثمرات میں جو انسانی دنیا پر پڑتے ہیں ان میں تجارتی منافع، جدید تکنیک سے واقفیت، نت نئی مصنوعات سے آگہی اور اقتصادی ترقی بھی شامل ہے، حج اس زمانے کی نئی اقتصادی مشکلات کا حل بھی ہے۔ یہ اضافی فوائد ہیں، اصل روحانی واخلاقی تربیت خود اپنی شایان شان ہیں۔

۱۱۔ گناہوں کی مغفرت اور اجر عظیم کی سعادت: حج بڑی عبادت ہے، اس کے بڑے فضائل ہیں، رسول اکرمؐ کا فرمان ہے'' الحج المبرور ليس له جزاء الاالجنه" (احمد وطبرانی) حج ارکان اسلام کا ایک رکن ہے فریضۂ ربانی ہے۔ ارشادحق مجدہ ہے'' ولله على النّاس حجّ البيت من الستطاع اليه سبيلا '' (سورہ آل عمران ۹۷)

عرفات میں قیام کا مقام ومرتبہ یہ ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پہ تجلی فرماتا ہے اور فرشتوں کو مخاطب فرماتا ہے'' اے فرشتو! یہ میرے بندے الجھے بال پراگندہ میرے پاس آئے۔ میری

رحمت کی امید لگائے، میری پکڑ سے لرزاں، اے فرشتو! گواہ رہیو! میں نے ان کی مغفرت کردی۔

حج کی معنونیت کے یہ کچھ نمونے ہیں جو مناسک کی ادائیگی کے وقت ظہور پذیر ہوتے ہیں، یہ ایک درسگاہ ہے، ایک روحانی تربیت گاہ ہے۔ ایک کیمپ ہے جو ایمانی جذبات سے معمور ہے، جو دنیا بدل دیتا ہے اور ایک نئی دنیا سے آشنا کراتا ہے۔ حج مسلم کو نئی زندگی عطا کرتا ہے۔

رسول اللہؐ نے فرمایا ''من حج الله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه (بخاری ومسلم)

حج سے واپسی کے بعد مومن کی زندگی میں ایک انقلاب آجاتا ہے، وہ اس انقلاب کو باقی رکھنا چاہتا ہے، صفائی قلب کا خیال ہر آن رکھتا ہے کہ وہ اللہ سے ملنے کے دن گنتا ہے، سنورتا سنوارتا رہتا ہے کہ موت آئے تو ایمان پر۔ اللہ کی محبت اسلام کی محبت رسولؐ اسلام کی محبت، مسلمانوں کی محبت اس کے قلب میں جاگزین ہو۔

استطاعت حج کی تشریح اور جوہری توانائی

من استطاع اليه سبيلا: آیت کریمہ میں وارد استطاعت کی تشریح میں حج کے مناسک کی ادائیگی کے لئے آمد و رفت، مصارف اہل وعیال کے نفقہ وصحت کی استطاعت علماء وماہرین شریعت بیان کرتے ہیں، لیکن قرآن کریم کے کلمات رفیعہ کی وسعت کا احاطہ یہ تشریحات نہیں کرتیں۔ ہم غور کریں تو حج انفرادی فریضہ ہی نہیں بلکہ یہ اجتماعی و عالمی فریضہ ہے، عالمی فریضے کی ادائیگی کے لئے جہاں عالم اسلام کا امن وسلامتی، محبت وخلوص، رحم وایثار اور قربانی کے ہتھیار سے لیس ہونا ضروری ہے، وہیں عالم اسلام کی دفاعی قوت اور ایٹمی توانائی سے مالامال ہونا فرض عین اور فرض کفایہ ہے تاکہ عالم اسلام اپنے پیش کردہ عالمی امن کے فارمولے کو باقی رکھ سکے، اور اگر کوئی اس راہ امن، اس کارواں، اس پیغام امن میں رخنہ اندازی کا ناپاک ارادہ بحری وبری اور فضائی افواج کے ذریعہ کرنا چاہے تو اس کا بھرپور دفاع بقائے امن کے لئے ممکن ہو۔ استطاعت قرانیہ اس عظیم قوت کو بہم پہنچانے کا تقاضا کرتی ہے، اس لئے عالم اسلام کو اس قوت وتوانائی کو حاصل کرنے کی سعی پیہم کرنا مطالبۂ قرآن ہے، قوت وتوانائی وعسکری برتری کے حصول کی فرضیت کے لئے مستقل ارشاد ربانی موجود ہے۔ واعدوالهم من قوة۔

اس پہلو سے ایران وپاکستان قابل مبارکباد ہیں اور ہندوستان کا کروڑہا مسلمان شہری بھی

اپنے ملک کی طاقت پر ناز کرتا ہے اس کا درست استعمال فروغ امن میں نمایاں کردار ادا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے مسرت کی خبر چند روز پہلے آئی کہ متحدہ عرب امارات نے بھی اس طرف پہل کی ہے۔

حج اور نفسیاتی دہشت گردی کا سایہ سوائن فلو

خنزیری بخار یا سوائن فلو ایک ایسی بیماری ہے جس کا وجود ان ہی ممالک میں ممکن ہے جن میں ناپاک ونجس اور حرام گوشت خنزیز کا استعمال رائج ہے، مسلم ممالک اور مسلم آبادی اس عذاب سے دور ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وسائل آمدورفت کے ذریعہ یہ جراثیم مسلم دنیا کے کچھ افراد کو اپنا شکار بنالیں، لیکن ذرائع ابلاغ نے موسم حج سے کچھ پہلے جس طرح اس موذی مرض کی تشہیر کی اور ازہر شریف ودیار مصر کے مفتی اعظم شیخ علی جمعہ نے افتائی مہر ثبت کی پھر عرب ممالک کے مفتیوں نے فتاویٰ دئے، ان سب کے مجموعے نے عازمین حج کو نفسیاتی دباؤ میں مبتلا کیا۔ کہیں ایسا تو نہیں کہ حج جیسے عالمی فریضہ کو نفسیاتی دہشت گردی کا شکار منصوبہ بند طریقہ سے بنایا جارہا ہو طبی تدابیر اپنی جگہ، پر مومن تقدیر پر ایمان رکھتا ہے، اس موہوم بخار کے وساوس سدراہ نہ بنیں۔ عالم اسلام کے مفتیان کرام کی ذمہ داری بنتی ہے کہ دیکھیں کہ جب کہیں سے ایسا فتویٰ جاری ہوتا ہے جس کی بنیاد وہم وخیال پر مبنی ہوتی ہے تو ایسے وقت میں درست وصواب رائے سے عالم اسلام کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں۔

عالم میں خون مسلم کے بہتے دریا اور عرفات کا پیغام غیرت

ہم زمانے کے دوش پر اڑ رہے ہیں۔ پنجی متاع حیات کے سال وسن کاٹ رہے ہیں یا خود زندگی کٹ رہی ہے اور ہمارے اردگرد حوادث کے انبار ہیں، خبر رساں ایجنسیاں شعور ووجدان کو جھنجھوڑ رہے ہیں، ہماری ملت ہماری امت کے جوان اس کے شکار ہورہے ہیں، لاشیں تڑپ رہی ہیں ، ہم بھلا دینا چاہتے ہیں، خیال کی دنیا میں راہ فرار اختیار کرنا چاہتے ہیں، حافظہ سے جھٹک دینا چاہتے ہیں لیکن امت کے علماء ومفکرین کی سوچ وفکر اس منفی فکر سے بالکل الگ ہے، ان کے ہاتھ میں اللہ کی کتاب رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے ۔

ذی الحجہ کے ایام قریب ہیں زمانہ کی سلسلہ وار کڑیاں ہمیں انس کے زرین لمحات عبرت کے قیمتی اوقات عرفات کے میدان سے جوڑتی ہیں اور ہمارے کانوں میں رسول اعظم ﷺ کے خطبہ حجۃ

الوداع کے رس گھولتی ہیں اور شعور ووجدان عقل ودماغ کو اپیل کرتی ہیں اور فرماں روا کے فرامین کی سچائی دل میں جاگزین کرتی ہیں۔

اے لوگو! میری بات سنو! اگلے سال تم سے ملوں کہ نہ، میں نہیں جانتا، ممکن ہے یہاں اب ملاقات نہ ہو،

اے لوگو! تمہارے خون تمہارے مال رب سے ملنے تک ایسے ہی حرام (قابل احترام) ہیں جیسے آج کے دن کی حرمت، اس مہینے کی حرمت، اس مہینے کی حرمت ہے۔''

قائد اعظم رسول اکرمؐ نے خون مسلم کی کس قدر قدر وقیمت بتائی اور انسان کی عظمت واحترام وحقوق انسانی کے تحفظ کو کس بلیغ پیرایہ میں سمجھایا، اور جاہلیت کے برگ وبار کو بیخ وبن سے اکھاڑ پھینکنے کے سخت اقدامات کئے، برائی وزیادتی اور ظلم کی ہر شاخ کی بیخ کنی فرمائی کہ تمام مسلم بلکہ عالمی برادری میں امن وامان قائم ہو۔ انسانی حقوق نسائی حقوق کے تحفظ کے جو اصول ہادی عالم نے عرفات کے منبر سے نشر فرمائے ،اس کی نظیر موجود ہ دنیا کے کسی دستور میں نہیں ملتی اور نہ ملے گی کیونکہ دنیوی احکام دستور وانسانی دماغ کی اپج ہیں اور ہادی عالم کا دیا ہوا دستور فرمودہ ربانی ہے۔

آج اس کے برعکس ''سلام'' امن وسلامتی کے معنی کو یکسر بدل دیا گیا ہے۔ جمہوریت وسلامتی کے خوبصورت عنوان کے ذریعہ فساد وظلم پھیلایا جارہا ہے اور جانے انجانے میں عالم اسلام کے کچھ ممالک اس میں ملوث اور طاغوت اعظم کے ہمنوا ہیں۔ دل کی غفلت بڑھ گئی، دنیا کی محبت غالب آ گئی، حلاوت ایمانی کا ذائقہ نہ ملا، نہ اس کی تیاری کی گئی،''یا ایھا الذین آمنوا لم تقولون مالا تفعلون ، کبر مقتا عند اللّٰہ ان تقولوا مالا تفعلون '' (سورہ صف ۲۔۳)

مسلمان دست بہ گریبان

حد یہ کہ مذہبی، مسلکی، مشربی عصبیتوں نے مسلمانوں میں فساد برپا کیا اور عالم اسلام کے متعدد علاقوں میں خونریزی ہوئی اور ہورہی ہے، یہ جنگیں دین ومسلک کے نام پر لڑی جارہی ہیں، جن سے اسلامی غیرت کو دھچکا لگا، ضمیر مسلمانی افسردہ ہوا۔ یہ سب کچھ اسلام کے نام پر ہوتا رہا۔ جبکہ اسلام سے اس کا دور کا واسطہ نہیں۔ یہ خود ساختہ ظلم پر مبنی ذہنیت کی پیداوار اخلاقی بگاڑ پسماندگی وتاریکی کے نتائج ہیں۔ یہ فسادی ذھن آسمانی مذاہب عالمی قوانین کی پروانہیں کرتا جس کے نتیجہ میں انسانی

معاشرہ کا جانی ومالی اقتصادی اور اخلاقی زبردست نقصان ہورہا ہے۔

حیرت واستعجاب اور غم وحزن کے سراپا ہم اس وقت بن جاتے ہیں، جب یہ گروہی مذہبی فتنے بطور کرایہ استعمال ہوتے ہیں اور ایسے حملے کرتے ہیں جس کا شکار بچے، بوڑھے اور عورتیں ہوتی ہیں، جیسے انسان اور کیڑے مکوڑے بلکہ پتھر میں کوئی فرق نہیں۔

ایسے ہی مواقع کے لئے قائد اعظم رسولؐ عالم نے قانون تجویز فرمایا ہے: '' جو گمنام (اندھے) جھنڈے کی قیادت میں لڑے، عصبیت کی بنیاد پر بھڑ کے یا عصبیت کا نعرہ بلند کرے، اور وہ مارا جائے تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوگئی، اور جس نے میری امت میں بغاوت کی، نیک وبد کی گردن زدنی کی، مومن کے لحاظ کو بالائے طاق رکھا، اور جن سے عہدو پیمان کئے ہوئے ہے، اس کے تقاضے سے روگردانی کی تو اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ میرا اس سے کوئی واسطہ (مسلم)

آج دھرتی پر کیا ہورہا ہے:

آج اس دھرتی پر کیا ہورہا ہے مسلمان مسلمان کونہیں پہچان رہا ہے اور اس امت کی ہلاکت کا ذریعہ اسی کے افراد بن رہے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا '' ایک دور ایسا بھی آئے گا کہ نہ قاتل کو پتہ ہوگا کہ اس نے کیوں مارا اور نہ مقتول قتل کی وجہ جان پائے گا (مسلم)

ہمارا دور اس فرمان کا مصداق ہے۔ عالمی منظر نامہ سامنے ہے مثال کی چنداں ضرورت نہیں!

عالمی منظر نامہ اور حج:

عالمی منظر نامہ بتاتا ہے کہ کاروان امن کا روان حج کے مقاصد واہداف کے علی الرغم مسلم ملکوں اور مسلم آبادیوں کو نشانہ بنایا جا رہا ہے، خون مسلم کی ارزانی بڑھتی جارہی ہے، مسلمانوں کے مقدس مقامات پر مفسد گروہ قابض قبلہ اول مسجد اقصیٰ مسلمانوں کا دھڑکتا دل صیہونی لابی کے منحوس ناپاک ہاتھوں میں ہے اور اسرائیل کا خنجر قلب مسلم میں گھپا ہوا ہے۔ آہ! آہ! کراہ کی حزین ومہین صدا عالم اسلام سن رہا ہے، یکے بعد دیگرے ملکوں کو طاغوت ہڑپ رہا ہے۔

اتحاد امت، قیام خلافت واحد حل

عرفات کے خطبۂ نبوی کی گونج آج بھی سنائی دے رہی ہے، عرفات میں خیمہ زن کاروان امن کی ذمہ داری ہے کہ جس طرح اس میدان میں پر امن ومحفوظ پیغام حق بردار ہیں، اس امن کو عالم میں عام کرے، انسانی خونریزی کے خاتمے، ظلم وفساد کے ازالے کے لئے قدم اٹھائیں، رسول اللہ کے دستور حقوق انسانی کی تقلید کریں، ملت واحدہ، عقیدہ واحد، کتاب واحد، اللہ واحد، رسول واحد رکھنے وحدت واتحاد کے مضبوط بندھن میں باندھنے کا ماحول ساز گار ہو، امت اسلامیہ دنیاوالوں کو انسان اور اس کی عظمت کی طرف متوجہ کر سکے اور دنیا کے ہر گوشہ میں امن وسلامتی قائم ہو اور حج اسلامی وانسانی اتحاد کا مظہر قرار دپائے۔

تجاویز ومشورے:

حج سے پہلے حج کے لئے ذہن ودماغ تیار کرنے کے لئے فعال تربیتی کیمپ کے لگانے کا انتظام بڑے پیمانہ پر کیا جائے۔

عازمین حج ضیوف الرحمٰن کے وقیع مقام پر فائز ان کی رہائش کے بندوبست کو تجارتی نقطہ نظر سے نہ دیکھا جائے۔

حج کی روحانیت کو ٹھیس پہنچانے والے تمام اقدامات سے گریز کیا جائے۔

تمام علوم نافعہ کے ماہرین کے باہمی مباحثہ وتبادلۂ خیال کا نظم سعودی عرب میں کیا جائے۔

حج کے موقع پر جمع وزراء خارجہ مسلم ممالک کی نشست کا اہتمام کیا جائے۔

ہندوستانی عازمین کی آمدورفت آسان اور کفایتی بنانے کے لئے جہاز کمپنیوں کی خدمات ٹینڈر کے ذریعہ حاصل کی جانے کی راہ ہموار کی جائے۔

حج کو نفسیاتی دہشت گردی اور بے جا خوف وہراس سے بچانے کے مثبت اقدامات کئے جائیں۔

انتظامی مصالح کی رعایت کے ساتھ زیادہ سے زیادہ افراد کو حج کی سعادت حاصل کرنے کا موقع فراہم کیا جائے۔

حج کی ادائیگی کے نتیجے میں پیدا ہونے والی کیفیات اور روحانی اثرات کو باقی رکھنے اور عملی

زندگی میں برتنے کے لئے علماء جمعہ کے خطبوں اور دیگر خطابی مواقع کا استعمال کریں۔

بار بار حج وعمرے کرنا کار ثواب ضرور ہے لیکن امت کے حوائج بھی کثیر ہیں اس لئے ترجیحات کے ضابطوں کو سامنے رکھتے ہوئے ذہن سازی کی جائے۔

امور حج سے متعلق غور وفکر کرنے والے ادارے، افراد اور ممالک قابل ستائش ہیں، میزبان سعودی عرب لائق تشکر خوب سے خوب تر کی تلاش محمود وللہ الحمد۔

☆☆☆

فریضۂ حج ! شعائر وحدت اسلامی

مولانا سید ضمیر الحسن رضوی، وارانسی

مذہب اسلام کے بنیادی اصول کا اگر بنظر غائر جائزہ لیا جائے تو اتحاد بین المسلمین کی دعوت ہر عمل میں فراہم ہے۔ ایک مومن کی سب سے اہم عبادت نماز ہے اور شریعت مقدسہ کے جملہ قوانین میں اس افضل ترین عبادت نماز کو با جماعت ادا کرنے کی تاکید کی گئی ہے، جو اس بات کا بین ثبوت ہے کہ خدا کو مسلمانوں کا اتحاد واتفاق بے حد پسند ہے۔

اسی طرح خدائے کریم نے ہم کو حج جیسے عظیم فریضۂ عبادی کی دولت دیکر قوت اسلام کی سربلندی اور اس کی عظمت کی جانب متوجہ کیا ہے۔ جہاں یک رنگ لباس بنام ''احرام'' اور یک کلام ہم آہنگی بنام ''تلبیہ'' کی تلقین کرکے شریعت کے مقدس قانون کو یکجہتی کے چمکتے گہر میں پرو دیا ہے، تاکہ ہمارے قدم اور دوش سے دوش عالم طواف میں ملے رہیں۔ میدان عرفات میں یکجہتی وہم نشینی کا درس ہے تو مشعرالحرام میں باہمی وقوف کا۔ منیٰ میں ہم خیمہ شب باشی کا سلیقہ دیا ہے، تو رمی جمرہ میں یک رنگی عمل کا۔ اور اس طرح ہم کو لمحۂ فکریہ عطا کردیا ہے کہ باہمی میل جول اور مروت واخوت اور بھائی چارگی کے دروس کس قدر لازمی امر ہیں۔ کاش ملت اسلامیہ اپنے اعمال اور اذکار وظائف کی یکجہتی پر غور کرلیتی۔ اور کاش عالم اسلام سے ایک مرکز پر مجتمع ہونے والے تمام برادران اسلام اس پر غور کرلیتے کہ زبانوں کے اختلافات اور رنگ ونسل و بو کے انتشارات بھی ہمارے مناسک حج پر کوئی رکاوٹ اور کسی قسم کا رخنہ نہیں ڈال سکے۔

ہمارے تعصّبات اور ہماری جہالتوں نے ہم کو آج ذلتوں کے کس اندھے کنویں میں ڈھکیل دیا ہے کہ ہم معمولی معمولی سی باتوں کو وجہ اختلاف بنا کر استعمار واستکبار کی سازش کے شکنجوں میں خود کو کستے چلے جارہے ہیں۔ ہم ذرہ برابر بھی نہ اپنے بارے میں اور نہ تو اپنے شئون دینی واسلامی کے سلسلے میں فکر سے کام لیتے ہیں۔ کام لینا تو دور کی بات غور وفکر سے بھی بے بہرہ ہیں۔ آخر سوچیں کہ استعماری طاقتیں اور استکباری قوتیں آپسی اختلاف کثیر کے باوجود بھی مسلمانوں اور مذہب اسلام کے خلاف مورچہ بندی میں وحدت فکر ونظر کا مظاہرہ کرسکتی ہیں، مگر نان وگوشت کے دلدادہ اس طرح

متوجہ نہیں ہیں۔ آخر کیوں؟ کیوں نہیں سوچتے کہ ہم کو من جانب اللہ کتنے بہانوں سے اجتماعی قوت حاصل ہے۔ اگر ہم عرصۂ حج کو رکن عبادی کے ساتھ ساتھ سیاسی زاویہ سے بھی محسوس کرکے استفادہ کریں تو دنیا بھر کے مسلمان عزت کی زندگی جی سکتے ہیں۔ ہمیں خدا نے کیا نہیں دیا ہے؟ فکر کی قوت، استنباط کی صلاحیت، دفاع وجہاد کی طاقت وفرصت، صنعت وحرفت کا ہنر، سیاست وبصیرت کا عنصر، سب کچھ تو اس وحدہ لاشریک نے ہم کو دے رکھا ہے، پھر بھی ہم اس قدر عقب ماندہ ودرماندہ کیوں ہیں؟ ہمارے رہبران مذہبی وسیاسی سبھی یکجا ہوتے ہیں پھر کیوں نہیں حج میں مسلمانوں اور عالم اسلام کے مستقبل کے لئے تھوڑا سا عرصہ اور وقفہ صرف کر لیتے؟

حج کا ہدف کیا ہے؟

قرآن کریم کی آیتیں اور احادیث نبوی دونوں ہی میں ہمارے لئے حج کے اہداف پر روشنی موجود ہے۔ جب ہم دامن قرآن کریم دیکھتے ہیں تو اس طرف اشارہ ملتا ہے۔ مکان حج مرکز آمادگی نفوس بشر ہے، ارشاد ہوتا ہے'' جعل اللّٰہ الکعبۃ البیت الحرام قیاما للناس '' اللہ نے بیت الحرام کعبہ کو لوگوں کے لئے (عام افراد) آمادگی کا مرکز قرار دیا ہے۔ اس آمادگی کو خودسازی اور خود سوزی کے سبق سے بھرپور قرار دئے جانے کے ساتھ ساتھ مستقبل ساز بھی بتایا گیا ہے، تاکہ فردی اور معاشرتی زندگی سے ہر گونہ آثار وعلائم تباہی وبربادی مٹ سکیں اور اسلامی سماج ایک مثالی سماج بن کر پورے عالم پر چھاجائے، پھر بنائے کعبہ کی علت ہمیں کسی اور جانب متوجہ کررہی ہے۔ اس کی تطہیر کا اہتمام اور تعمیر کے بعد دعوت مردم بتوسط خلیلی اپنے جملہ مقاصد کے ساتھ ایک اہم پہلو کی طرف اشارہ کناں ہے جیسا کہ ارشاد باری میں ہے ''لیشھدوا منافع لھم'' جو اس بات کا بین اظہار ہے کہ مسلمین عالم کی منفعت اس سے وابستہ ہے۔ ہم فردی اور ذاتی فکر میں غلطاں ہیں جبکہ اجتماعی منفعت اہم ترین مسئلہ ہے۔ دور دراز علاقوں سے لوگوں کو حج کی دعوت بزبان خلیلؑ وحبیبؐ خدا صرف اس لئے دلوائی گئی ہے تاکہ اہل ایمان اس جگہ سے مستفیض ہوں اور یہاں کی تمام تر عظیم منفعتوں سے ان اہل ایمان کے دامن بھرے ہوں، مگر افسوس اس کا ہے کہ اس ایک اہم ہدف سے عام طور پر استفادہ نہیں کیا جارہا ہے، سوائے مملکت حق وحقانیت ایران کے۔ بحمدہ تعالیٰ جمہوری اسلامی ایران نے اس کو اپنا رکھا ہے اور ایام حج میں مسلسل حج سمینار اور جلسات رکھ کر لوگوں کو دعوت غوروفکر دے رہے ہیں

اور اس موقع سے بھرپور استفادہ کررہے ہیں۔" فسوق ولا جدال فی الحج "بھی ایک اہم ہدف کی جانب اشارہ ہے، اگر چہ یہ گفتگو بہ عنوان مسئلہ وحکم یہ گفتگو ہے مگر ایک لمحۂ فکریہ ہے کہ اگر تم حج میں کسی طرح کی تصویب رائے اور اپنے آئندہ سازی کے لئے مل بیٹھ کر گفتگو کروگے تو بڑی سہولت اور آسانی کے ساتھ معاملات طے ہوجائیں گے، کیونکہ وہاں نہ تم کو فسق وجدال کی اجازت ہے نہ اسلحہ برداری کی اور معاملات ہمیشہ جھگڑے اور لڑائی کی نذر ہوکر ملتوی ہوجایا کرتے ہیں، جبکہ مرکز امن کعبہ جہاں تم حج کا فریضہ انجام دے رہے ہو، وہ بہ ہمہ جہت امن ہی کی جگہ ہے، تم وہاں مل بیٹھ کر جو بھی فیصلہ کروگے اور جو بھی طے کروگے اس میں اختلافات کے امکانات مفقود ہوجاتے ہیں۔ بنابریں وہیں پر تم اپنے معاشرے کے لئے کوئی مستقبل ساز لائحہ عمل طے کرسکتے ہو۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ تم کہیں بھی مأمون ومحفوظ نہیں ہو، بجز حدود مکہ کے، اغیار کہیں بھی تمہارے مسائل میں مداخلت کرسکتے ہیں مگر ہم نے حدود مکہ کو صرف تم پر کھول رکھا ہے وہاں اغیار کے داخلہ پر پابندی لگا کر ہم نے تم کو وہ آزادی دیدی ہے کہ جس میں تمہاری فکروں اور خیالات سے تشکیل یافتہ فیصلے کسی غیر کے تحت تسلط نہ واقع ہوں۔ تمام تر نقاط جہاں صرف اہل اسلام ہی جمع ہوتے ہیں جو بالکل آزادانہ، بلا کسی خوف وخطر کے احساس کے اپنے مسائل اور مشکلات کے لئے لائحہ عمل طے کرسکتے ہیں۔ کسی کفر پسند خیال کا دخل جب ہی ممکن ہوگا جب وہ لباس اسلام میں ملبوس ہوکر آجائے میدان عرفات کی آفتابی تپش اور ریگزار وادی کی جھلستی ہواؤں میں تم کو ہم نے اس لئے بیٹھا یا ہے کہ تم اپنے نفس میں اخلاص کی چنگاری جب جگالوگے اور زحمات کے شعلوں میں کندن بنکر قربانی کی منزلوں سے گذر کر میرے بندے بن جاؤ گے تو واقعی معنوں میں صحیح فیصلے کرسکو گے۔ علاوہ اس کے صحرائے عرفات جو عمومی مشاہدہ کی جگہ ہے وہاں دو کپڑوں میں ملبوس رکھ کے ہم نے تمام پابندیاں عائد کردیں اور ایک جگہ تمام مسلمین کو یکجا کردیا کہ ان کا شعار اور ان کی روش دنیا داروں کے لگائے ہوئے بدنام زمانہ الزام کا منہ توڑ جواب ثابت ہو کہ یہ دہشت گرد نہیں بلکہ امن عالم کے علمبردار اور حق وعدالت کے محافظ وطرفدار ضرور ہیں۔

یقیناً آج کے خودساختہ منتظمین کعبہ کی یہ کرشمہ گری ہے کہ حج کا واقعی مفاد صرف صحرانوردی ہوکر رہ گیا ہے، ورنہ درحقیقت حج کے اہداف نیابت عالیہ سے وابستہ ہیں، یہ سوچنے کی بات ہے کہ آخر خداوند کریم ومتعال کو کیا پڑی تھی کہ وہ اتنے پیسے اور قابل اعتناء سرمایۂ مسلمین عالم کو اس طرح

سے گنواڈالے کہ وہ صرف چکر لگوائے، کنکریاں چلوائے اور قربانیاں کروائے؟ اتنی بڑی خلقت کو صرف میدانوں اور خیموں میں ٹہلوالینا تو اس کا مقصد ہو ہی نہیں سکتا یقیناً کوئی عظیم مقصد اور ہدف ہے جو ہمارے بے دین ماحول اور بے توجہی کے ماحول میں کہیں گم ہو کر رہ گیا ہے جس کو ڈھونڈھنے کی ضرورت ہے۔

بنابریں یہ کہا جاسکتا ہے کہ حج بیت اللہ کردار سازی کے مرقعے کے ساتھ معاشرہ سازی کا بھی ذریعہ ہے۔ عبادی صورت کے آئینہ میں ملی وقومی مسائل کی گتھیوں کو سلجھانے کا بہترین ماحول اگر کہیں فراہم ہوسکتا ہے تو وہ اسی عبادت وفریضے کے سائے میں۔

آخر کلام میں ہم رہبر ملت واسلامی جمہوریت کی بقاء اور دوام کے لئے بارگاہ الٰہی میں دست دعا بلند کرتے ہوئے مہتمین سیمنار کے شکر گذار بھی ہیں جن کی مساعی جمیلہ نے یہ موقع فراہم کیا کہ ہم دوسروں سے کچھ سیکھ سکیں اور اپنی کچھ سنا کر دعائیں حاصل کرسکیں۔ والسّلام علیٰ من اتّبع الھدیٰ

امام خمینیؒ کے افکار وعقائد کی روشنی میں حج بیت اللہ الحرام اور وحدت اسلامی

مولانا سید صفدر حسین زیدی، جامعہ امام جعفر صادق
صدر امام بارگاہ، بیگم گنج، جونپور

انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد رونما ہونے والے حالات وحوادث کے سلسلے میں گفتگو کرتے ہوئے اکثر یہ کہا اور لکھا جاتا ہے کہ مذہب اسلام کے مختلف النوع عبادتی اور اخلاقی اعمال میں اسلامی انقلاب یا اس کے بانی امام خمینیؒ نے کیا خدمت انجام دی ہے؟ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ امام خمینیؒ یا ان کے انقلاب نے کوئی نئی شریعت پیش کی ہے، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے اسلامی احکام وعبادات پر گذشتہ چودہ سو برس کے دوران سامراجی گرد وغبار جمع ہوگیا تھا اس کو امام خمینیؒ نے شہداء کے مقدس خون سے ایسا پاک ودرخشاں بنادیا کہ لوگ خود بخود اس کے حقیقی مفہوم کی طرف متوجہ ہوگئے اور ان کی سمجھ میں یہ بات آگئی کہ اپنے دور کے شیطان کی شناخت کے بغیر ''رمی جمرات''یعنی علامتی شیاطین پر کنکری مارنا زیادہ مفید ثابت نہ ہوگا۔ اور حج کے دوران دیگر مناسک حج کی ادائیگی کے دوران ان کے بنیادی مقاصد سے عدم توجہ کے ساتھ ان سے کوئی فائدہ حاصل کرنا ناممکن ہے ۔(ادارہ)

اسلامی شریعت کے فرعی احکام میں حج تیسرا اہم واجب عمل ہے۔ لغت میں حج کے معنی قصد وارادہ کے ہیں اور شرعی اصطلاح میں مناسک مخصوص کا وقت معینہ پر انجام دہی کا نام حج ہے۔ فروعات میں اگرچہ یہ واجب تیسرے مرحلہ میں قرار پایا ہے لیکن ان تمام فروعات میں اسے جو خصوصیت حاصل ہے وہ نماز ، روزہ ،زکات وخمس، جہاد ، امر بالمعروف ، نہی عن المنکر ، تولا، تبرا کو حاصل نہیں ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں اس کی عظمت وشکوہ اور وسیع مصالح کے تحت اس کے نام سے ایک سورہ بعنوان سورہ حج مخصوص اور معین قرار پایا۔

وجوب حج قرآن میں :

قرآن مجید میں حج کے عمومی وجوب کا اعلان صراحت کے ساتھ موجود ہے۔

وللّٰہ علی النّاس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلا ومن کفر فان اللّٰہ غنی عن العالمین [1]

لوگوں میں جو صاحبان استطاعت ہیں ان پر اللہ کے لئے خانہ کعبہ کا حج واجب ہے اور جو (مستطیع ہوتے ہوئے) حج سے انکار کرے تو خدا سارے جہان سے بے نیاز ہے۔

مذکورہ آیت میں موحد اہل اسلام صاحبان استطاعت پر حج کے واجب ہونے کا اس وضاحت کے ساتھ اعلان ہے کہ اگر اس کا انکار کیا تو اس کا نقصان اور خامیاضہ اسی کو بھگتنا ہے، خدا ساری دنیا سے بے پرواہے۔ واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالًاوعلی کل ضامریاتین من کل فج عمیق۲

اے رسول! لوگوں کو حج کی خبر کردو تا کہ لوگ دبلی پتلی سواریوں سے دور دراز کی مسافت طے کرکے جوق در جوق آئیں۔ اس آیۂ کریمہ میں بھی حج کی دعوت بالعموم دی گئی ہے، کسی خاص فرد یا جماعت یا گروہ سے متعلق نہیں ہے اور لوگوں کو دشواریاں تحمل کرکے خانہ خدا کے قریب جمع ہونے کے لئے کہا گیا ہے۔

واذان من اللّٰہ ورسولہ الی النّاس یوم الحج الاکبری انّ اللّٰہ بریٔ من المشرکین ورسولہ۳

حج اکبر کے دن اللہ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے تمام لوگوں کے لئے یہ آگاہی ہے کہ اللہ اور اس کا رسولؐ مشرکین سے بری ہے۔ اللہ نے اس آیہ کریمہ میں واضح طور پر برائت اور بیزاری کا اعلان کیا ہے، اگرچہ کفار قریش اور کفار مکہ سے یہ اعلان مخصوص ہے کیونکہ یہ آیت جس وقت نازل ہوئی تو مصداق تنزیلی یہی کفار قریش اور کفار مکہ تھے لیکن چونکہ کلام الٰہی تاقیامت زندہ باقی ہے لہٰذا اس کے تاویلی مصداق بھی زندہ وباقی رہیں گے۔ لہٰذا صاحبان ایمان کو قیامت تک ان سے برائت کرنا ضروری ہے۔

لیشھدوا منافع لھم ویذکرواسم اللّٰہ فی ایّام معلومات علی مارزقھم من بھیمۃ الأنعام فکلوا منھا و اطعموا البائس الفقیر ۴

تا کہ اپنے منافع کا مشاہدہ کریں اور چند معین دنوں میں ان چوپایوں پر جو خدا نے بطور رزق عطا کئے ہیں خدا کا نام لیں اور پھر تم اس میں سے کھاؤ اور بھوکے محتاج افراد کو کھلاؤ۔

اقیموا الصّلوٰۃ واتو الزکوۃ واعتصموا باللّٰہ ھو مولٰکم فنعم المولیٰ ونعم النّصیر۵

نماز قائم کرو زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ سے باقاعدہ طور پر وابستہ ہوجاؤ کہ وہی تمہارا مولا ہے اور وہی بہترین مولا اور بہترین مددگار ہے۔

حج کے حکم پر عمل کرتے ہوئے لاکھوں مسلمان ہر سال اطراف واکناف عالم سے خانہ کعبہ میں اکٹھا ہوتے ہیں اور مکمل عظمت وشکوہ کے ساتھ فریضہ حج ادا کرتے ہیں، لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ

وحدہ لاشریک نے تمام دنیا کے مستطیع لوگوں پر کیا صرف اس لئے حج واجب کیا ہے کہ وہ ایک مخصوص ومعین جگہ پر اکٹھا ہوکر عبادت کریں، اس کی بارگاہ میں گریہ وزاری کریں اور سعی وطواف وقوف وقیام وقعود سجدے اور رکوع کا نذرانہ پیش کریں اور بس؟ یا ان ارکان واعمال کی بجاآوری کے ساتھ ساتھ عالم اسلام اور مسلمانوں کو درپیش عالمی مسائل پر مل جل کر غوروفکر کریں، ان کی تکلیفوں اور دکھوں کے مداوے کے لئے راہ نکالیں، دشمنان قرآن واسلام کی فریب کارانہ سازشوں کا پتہ لگائیں اور ان کے خلاف ٹھوس مستحکم عملی اقدام کرنا بھی واجب اور ضروری ہے۔ شریعت اسلام کے مدارک ومآخذ پر نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ہمارے مذہب کی تمام عبادتوں میں سیاسی اور معاشرتی رخ کا دخل ہے لیکن فریضہ حج میں یہ چیز بہت ہی واضح اور نمایاں ہے۔ پنجگانہ جماعت کی نماز ایک محلّہ کے مسلمانوں کے باہمی اتحاد ووحدت اور اجتماع کا وسیلہ ہے۔ نماز جمعہ تقریباً ایک شہر کے کلمہ گو یوں کے اتحاد واجتماع کے حالات فراہم یعہ قرار دیاہے۔ اس آیۂ کریمہ میں قیاماً مصدر ہے جس کے معنی ''کھڑا ہونا'' یعنی بیت اللہ لوگوں کو دکرتی ہے، لیکن حج ساری دنیا کے گوشہ وکنار کے بصحت اور خوش حال موحد مسلمانوں کی سالانہ کانفرنس ہے تاکہ ایک الٰہی مرکز پر جمع ہو کر روحانی اور عبادتی فضا اور ماحول میں مسلمانوں کے مسائل کا جائزہ لیں۔ خدائی اقتدار کے زیر سایہ مستکبرین کے شیطانی طاقت کے خوف وہراس سے آزاد اور متحد ہوکر لائحۂ عمل تیار کریں۔ یہی وجہ ہے کہ خلاق عالم نے فرمایا جعل اللّٰہ الکعبۃ بیت الحرام قیاما للنّاس اللہ نے کعبہ کو انسانوں کی بقا کا ذرین ودنیا کے معاملات میں اتحاد واستقامت کے ساتھ متحرک کرنے کا مرکز ہے۔

انقلاب اسلامی ایران کی کامیابی کے بعد امام خمینی نور اللہ مرقدہ نے ایران میں عملی اتحاد ووحدت کی کامیابی اور اس کے کثیر المنفعت اثرات پیش کرنے کے بعد پوری دنیا کو اللہ ورسولؐ کے حکم کے تحت اتحاد وہمدلی کا پیغام مسلسل دیا ہے اور اس سلسلے میں پوری شدت کے ساتھ عملی جدوجہد بھی فرماتے رہے۔

یوں تو طول تاریخ میں ملت اسلامیہ کی بہت سی شخصیتیں پیداہوئیں ہیں جنہیں مصلح اور اتحاد ووحدت کے علمبردار کی حیثیت سے جانا جاتا ہے، جن کا مقصد ہی یہ تھا کہ امت اسلامیہ متحد ہوجائے اور مسلمان عالمی عزت واقتدار حاصل کرلیں۔ ایسے داعیان وحدت واتحاد کم وبیش اپنے اس مقصد میں کامیاب بھی ہوئے ہیں۔ عصری تاریخ میں امام خمینی بعنوان اصلاح طلب علمبردار اتحاد ووحدت کی حیثیت سے بے نظیر شخصیت کے حامل رہے ہیں۔ ان کی سوچ وفکر کی اصلی بنیاد اور بہترین محور ومرکز مسلمانوں کا ہمہ جہت

اتحاد اور ایک طاقتور اسلامی حکومت کا وجود ہے، جس کے ذریعہ سے ساری دنیا میں مسلمانوں کی عزت واقتدار و سربلندی نمایاں ہو۔ اس بیان کی روشنی میں پوری جرأت ووثوق کے ساتھ یہ کہا جاسکتا ہے کہ امام خمینیؒ نے ایجاد وحدت واتحاد کے مقصد میں اپنے گذشتہ لوگوں سے بہت زیادہ کامیابی کے ساتھ عملی اقدام انجام دیا۔ ان کے چہرے سے اور سیرت سے زمانہ کا درد اور امت واحدۂ اسلامی کی تشکیل کرنے کی فکر کو صاف صاف دیکھا جاسکتا ہے۔ اس ضمن میں ان کے چند اقوال بھی ملاحظہ فرمائیں:

امام کی نگاہ میں اتحاد کی اہمیت

۱۔ حکومتیں اور قوم کے سربرآوردہ افراد اٹھیں اور بے بنیاد لفتوں سے پرہیز کریں اور دوسروں کے بے اساس وبے اصل مذاہب کو نظر انداز کرتے ہوئے اسلام کے مترقی مذہب کی طرف آئیں۔ وہ فرماتے ہیں باطل قوتوں کو ختم کرنا سوائے اتحاد اور خداوند عالم کی مدد کے بغیر ممکن نہیں۔ ۶

۲۔ دوسری جگہ امام خمینی فرماتے ہیں کہ اللہ کی مساعدت ومدد واتحاد ووحدت مسلمین کے ساتھ مشروط ہے۔ ۷

اپنی ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ دشمن کے سازش اور حیلہ کا مقابلہ صرف استقامت وہمہ جہت اتحاد سے کیا جاسکتا ہے۔ ۸

آپ فرماتے ہیں کہ اسلام کا حکم ہے کہ واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاً وّلاتفرّقوا۔ ہم سب اس الٰہی حکم پر عمل کرتے ہوئے آگے بڑھیں، ہم سب ایک ساتھ رہیں۔ یاد رکھیں کہ اللہ کے اس حکم کی مخالفت جرم ہے اور گناہ ہے۔ ہم سب کو معتصم بحبل اللّٰہ رہنا چاہئے۔ ہم سب کو متحد رہنا چاہئے۔ جدا جدا اور الگ الگ رہنے کی فکر غلط ہے۔ الٰہی عطیہ وحدت کو توڑ کر اسلام سے خیانت نہ کیجئے، اپنی تمام قوت کو سمیٹ کر شیطانی قوت کے مقابلہ میں صف بستہ ہوجائیں۔ ایسے لوگوں کو اپنے درمیان نہ آنے دیجئے جو بیجا بہانوں کے ذریعہ آپ کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں۔ ایسے تفرقوں کی روک تھام کیجئے۔ ۹

امام خمینیؒ ید اللہ مع الجماعۃ کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ دائمی رحمت بھی مسلمین کے اتحاد کے ساتھ مشروط ہے لہٰذا مسلمانوں کو کوئی ایسا کام نہ کرنا چاہئے کہ جس سے دست رحمت رک جائے۔ ۱۰

حج وحدت واتحاد اسلامی کا مرکز:

امام خمینیؒ نے فریضۂ حج کو اللہ کی طرف سے ایک بہترین وبے مثال وحدت واتحاد ملت

اسلامیہ کا نمونہ قرار دیا آپ نے حج کے سلسلے میں دیے گئے ایک پیغام میں فرمایا:

یکی از مهمات فلسفۂ حج، ایجاد تفاهم وتحکیم برادری بین مسلمین است وبردانشمندان ومعممین لازم است مسائل اساسی، سیاسی واجتماعی خود را با دیگر برادران درمیان گذار ند ودر رفع آن طرحهای تهیه کنند تا آنان در برگشت وکشور های خود آنها را تحت نظر علماء و ارباب نظر قرار دهند [۱۱]

امام خمینیؒ فرماتے ہیں حج کا ایک اہم فلسفہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان برادری کا راج ہواور آپس میں تفاہیم وتوافق پیداہو۔ مفکرین اور معممین وعلماء پر لازم ہے کہ اپنے بنیادی سیاسی اور اجتماعی مسائل کو دوسرے بھائیوں کے درمیان پیش کریں اور اس کے رفع کرنے کے سلسلے میں طریقۂ کار نکالیں تا کہ وہ لوگ اپنے مما لک واپس جا کر ان طریقہائے کار کو علماء اور ارباب فکر ونظر کے سامنے پیش کریں۔

ملاحظہ کیجئے کہ امام راحل نے حج کے عبادتی رخ کے ساتھ ساتھ اس کے اہم فلسفہ کو مسلمانوں کے درمیان برابری اور برادری ہم فکری وہمدلی اور آپسی تفاہم قرار دیا ہے۔ اس لحاظ سے ساری دنیا کو اس پیغام سے درس حاصل کرتے ہوئے حج کے دوران باہمی ارتباط و روابط یکجہتی کے حصول کو اہم فریضہ سمجھنا چاہئے اور اس کو بھی اللہ کی عبادت تصور کرتے ہوئے کسب کرنا چاہیے۔

آپ ایک دوسرے پیغام حج میں فرماتے ہیں:

"باید بدانیم که یکی از فلسفه های مهم اجتماعی عظیم از سراسر جهان در این مقام مقدس ومحبت وحی بهم پیوستن مسلمانان جهان وتحکم وحدت بین پیروان پیامبر اسلام وپیروان قرآن کریم درمقابل طاغوتهای جهان است و اگر خدای نخواسته از اعمال بعض زائران در این وحدت خللی واقع شود وتفرقه ایجاد گردد موجب سخط رسول اللّٰہؐ وعذاب خدا وند قادر خواهد شد۔" [۱۲]

ہمیں جاننا چاہئے کہ حج کے اجتماع عظیم کا ایک اہم فلسفہ یہ ہے کہ سارے عالم سے اس مقدس مقام اور مہبط وحی میں آنا، پیغمبرؐ اسلام اور قرآن کی اطاعت کرنے والوں کا دنیا کی طاغوتی طاقتوں کے مقابلے میں ساری دنیا کے مسلمانوں کا آپس میں ملنا ان کے درمیان وحدت کی حاکمیت کے ہونے کا اعلان ہے۔ اگر خدانخاستہ بعض زائروں کے عمل سے اس وحدت واتحاد میں کوئی خلل پڑ جائے یا تفرقہ پیداہوجائے تو رسول ﷺ کی ناراضگی اور خداوند قادر کے عذاب کا سبب ہوگا۔

غور فرمائیں کہ امام خمینیؒ نے اپنے اس اہم پیغام کے ذریعہ حج کو مسلمانوں کے درمیان وحدت کے قیام کا ذریعہ قرار دیا ہے اور اسے حج کا اہم فلسفہ بتایا ہے۔ اب اگر کوئی حج بجالاتا ہے تو اسے چاہئے کہ وحدت کی مضبوط ڈور سے بندھ جائے اور اپنی پوری فکر کو اس موقع پر ایک خدا، ایک رسولؐ اور ایک کعبہ سے وابسطہ کرتے ہوئے امت واحدہ کی خدا و رسولؐ کی پسندیدہ تصویر بن جائے اور ہر سانس بہ فضائے توحید جذب کرے اور تفرقے وتنازعے سے اس ملکوتی مقام وفضا کو محفوظ رکھتے ہوئے اپنے کو اس عظیم متعدی کثافت سے بچائے رکھے، ورنہ خدائے ابابیل کے قہر سے بچ نہیں سکتا۔

لازم است زائرین محترم بیت اللّٰہ الحرام از هر ملت ومذهبی که هستند به فرامین قرآن کریم گردن نهند ودرمقابل سیل شیطانی بیان کن اسلام زدایی شرق وغرب ووابستگان بی اراده آنان دست اخوت اسلامی به هم دهنده وبه آیات شریف الٰهی که آنان را به اعتصام به حبل اللّٰہ فراخوانده واز تفرقه واختلاف تحذیر فرموده است، توجه کنند از این فریضه عبادی سیاسی اسلام در آن امکنۀ شریفه که به حق برای مصالح موحدین ومسلمین جهان بناشده است بیشترین استفاده معنوی وسیاسی را نموده وبه سر قربانگاه ابراهیمی واسماعیلی توجه کنند که برای خدای تبارک وتعالیٰ وهدف مقدس اسلام تا سرافدای عزیز ترین ثمره وجود خود باید ایستاد و از هدف الٰهی دفاع نمود۔ [۱۳]

بیت اللہ الحرام کے محترم زائرین چاہے جس مذہب وملت کے بھی ہوں ان پر لازم ہے کہ قرآن کریم کے فرمودات کے سامنے سرجھکادیں اور شیطان کے جڑ سے اکھاڑنے والے طوفان شرق وغرب زدہ اسلام اور اس سے بے ارادہ طور پر وابستہ لوگوں کے مقابلے میں اسلامی برادری کے ہاتھوں کو آپس میں تھام لیں اور قرآن مجید کی اس آیت پر کہ جس میں انہیں اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑنے کی دعوت دی گئی ہے اور اختلاف وتفرقے سے ڈرایا اور روکا گیا ہے کی طرف توجہ دیں، اسلام کے اس عبادی وسیاسی فریضہ سے اس شریف ومقدس مقام پر جو یکتا پرست موحد کی مصلحتوں اور دنیا کے مسلمانوں کے لئے بنا ہے، زیادہ سے زیادہ معنوی اور سیاسی فائدہ حاصل کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ واسمٰعیلؑ کی قربان گاہ کے راز پر توجہ دیں کہ جنہوں نے اللہ اور اسلام کے لئے اپنے وجود کے عزیز ترین ثمرہ کو فدا کردیا اور الٰہی مقاصد کا دفاع کیا۔

امام خمینیؒ نے اپنے مذکورہ پیغام میں حاجیوں کو وحدت اور اتحاد سے متعلق آیات کریمہ پر توجہ

دلائی ہے اور تفریق وتفکیک سے حذر اور ممانعت سے متعلق آیات پر غور وفکر کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حبل الٰہی سے اعتصام کی دعوت دی ہے اور اس فریضہ کی ادائیگی سے دائمی دولت اتحاد ووحدت حاصل کرکے حج کے وسیع فوائد سے بہرہ مند ہونے پر زور دیا ہے۔

با اتکال به خدای بزرگ در این مواقف عظیمه پیمان اتحاد واتفاق در مقابل جنود شرک وشیطنت ببندید واز تفرقه وتنازع بپرهیزید"...ولاتنازعوا فتفشلوا وتذهب ریحکم..."

امام خمینیؒ اپنے ایک حج کے پیغام میں فرماتے ہیں:

خدائے بزگ وبرتر کی ذات اقدس پر بھروسہ کرتے ہوئے اس عظیم مقام پر شرک وشیطنت کے لشکر کے مقابلے پر اتحاد واتفاق کا عہد وپیمان کیجئے اور تفرقے وتنازعے سے بچئے۔ حج کے اس جمعیت سے پر عبادت گزاروں، روحانیت اور معرفت پروردگار عالم میں ڈوبے ہوئے حاجیوں کو خداوند عالم کے اس فرمان" لاتنازعوا............کو پیش کرتے ہوئے دعوت وحدت واتحاد دینا مرحوم امام خمینیؒ کی عمیق ووسیع فکر کا نتیجہ ہے، جس سے صحیح معنی میں حج کی دنیاوی واخروی افادیت کا اندازہ ہوتا ہے۔ کاش! ملت مسلمان اس کا ادراک کرسکے۔

رنگ وبوی ایمان اسلام که اساس پیروزی وقدرت است باتنازع ودست بندهای موافق باهواهای نفسانیه ومخالف به دستورحق تعالیٰ زدوده می شود واجتماع در حق وتوحید وکلمهٔ توحید که سرچشمهٔ عظمت امت اسلامی است به پیروزی می رسد ۱۵

اسلام اور ایمان کی رنگ وبو کامیابی کی بنیاد اور طاقت ہے، تنازعہ اور خداوند متعال کے حکم کی مخالف نفسانی ہوا وہوس کے ہجوم سے ختم ہوجاتی ہے، اہل حق کا اجتماع وتوحید کلمہ وکلمۂ توحید جو امت اسلامی کی عظمت کا سرچشمہ ہے، کامیابی حاصل کرلیتا ہے۔

امام راحل اپنے اس بیان سے ساری دنیا سے حج پر آئے ہوئے مسلمانوں کو اور ان کے ذریعہ عالم اسلام کو آگاہ کررہے ہیں کہ تم ایک خدا کے کلمہ سے وابسطہ ہوکر لاالہ الا اللہ کے پرچم تلے یہاں جمع ہوئے ہو، یاد رکھو! یہی اجتماع ہماری عظیم طاقت ہے اور دشمنان اسلام، طاغوت، مستکبرین کے خائف وناکام ہونے کا ذریعہ ہے۔ اگر خدانخواستہ اللہ کے حکم کی مخالفت کرکے ہم نے اپنی اجتماعی طاقت کو کمزور کردیا تو ہم ناکام اور رسوا ہوجائیں گے۔

حج کے سلسلے میں امام خمینیؒ کے جتنے بھی خطابات، پیغامات، ہدایتیں ہیں، ان سب میں ان

بنیادی اور اہم نکتہ پر انہوں نے زیادہ زور دیا ہے۔ وہ حج کو اللہ کی بندگی کے اظہار کے ساتھ ساتھ قیام اتحاد، فکری ہماہنگی کا ذریعہ، اجتماعی جدوجہد کی کامیابی کا سرچشمہ، دشمنان اسلام وقرآن کومقہور ومغلوب کرنے کی طاقت، عالم اسلام کی فلاکت وپستی کوختم کرنے اوراحساس کمتری کودورکرنے کا عظیم سرمایہ قرار دیا ہے اور انتشار، اختلاف، افتراق، فتنہ وفساد اور بین المسلمین جزوی باتوں کو لے کر ان کے درمیان ٹکراؤ اورگروہ بندی کو ماضی سے لے کرعصر حاضر تک مسلمانوں کی ناکامی اور کمزوری کا سبب قرار دیا ہے۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے بعد امام خمینی مرحوم نے حج کے ذریعہ اتحاد کی روشنی کا مسلمانوں کے درمیان بہت حد تک احساس جگادیا، بلکہ جو حج کا اہم جوہر ہے اور جس کی طرف اس کے پہلے بہت ہی کم توجہ دی گئی، اس رخ کوسورج کی طرح انہوں نے لوگوں کے سامنے پیش کردیا۔ اب سوائے جاہل اور شب پرا چشم کے علاوہ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہم اس روشنی سے آگاہ نہیں تھے اورعالم اسلام کو افتراق وانتشار کے نقصانات سے بھی لوگوں کو آگاہ فرمادیا اور اس کا ثمرہ بھی کسی حد تک حاصل ہورہا ہے۔

اگرکلی طورپر حج پرآنے والے تمام مسلمان احیاء احکامات الٰہی کرنے والے امام راحل کی منفعت سے لبریز فکر کوعمل میں ڈھال لیں تو ساری دنیا کے مسلمان ذلت وعسرت، ظلم وجور سے محفوظ سرافراز وسربلند ہوجائیں گے اور دنیا کا ہر انسان حقیقی عدل وانصاف سے بہرہ مند ہوگا۔

❖

حوالے:

۱۔سورہ آل عمران آیت ٦٧

۲۔سورہ حج ۲۷

۳۔سورہ برائت ۳

۴۔سورہ حج ۲۸

۵۔سورہ حج ۲۸

٦۔سخنرانیہای امام آبان ۱۳۵۵

۷۔سخنرانی امام ۱۴۔۱۲۔۵۷

۸۔سخنرانیہای امام ۲۳۔٦۔۵۸

۹۔سخنرانیہای امام ۱۳۔۸۔۵۷

۱۰۔سخنرانیہای امام ۲۔۳۔۵۸

۱۱۔صحیفۂ نور ج ۹ ص ۱۷۶

۱۲۔صحیفۂ ،نور، ج، ۱۹، ۲۰۲

۱۳۔صحیفۂ نور، جلد ۱۷،صفحہ ۲۹

۱۴۔سورہ انفال ۴۶

۱۵۔صحیفۂ نور جلد ۱۰ صفحہ ۲۲۱

طواف کعبہ میں انسانی واسلامی اتحاد کا راز مضمر

وصی احمد نعمانی ایڈوکیٹ، نئی دہلی

حج اسلام کے پانچ لازمی ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ یہ پانچوں ارکان اسلامی زندگی اور مقصد حیات کی بنیاد ہیں۔ کلمۂ توحید، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ میں سے کوئی بھی ایک رکن زندگی سے مفقود ہے تو یہ اسلامی اور ایمانی تقاضوں کے منافی ہے۔

حج بلاشبہ وحدت اسلام کا ایک نمونہ ہے۔ دنیا کے بے شمار ممالک کے الگ الگ لباس، منفرد تہذیب وتمدن، متضاد کھان پان سے تعلق رکھنے والے، ٹھاٹھیں مارتے انسانی سمندر کی شکل میں اکھٹا ہوتے ہیں۔ یہاں عملی طور پر وحدت اسلامی کا نمونہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ ہر ایک بغیر سلے ہوئے سفید لباس میں ملبوس ہوتا ہے۔ سبھی اپنے سروں کو منڈواتے ہیں اور سب کی زبان پر ایک ہی ورد جاری ہوتا ہے، کہ اے خدا! میں حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، تمام تعریفیں تیرے لئے ہیں، تمام نعمتیں تیری ہیں۔ ہر حاجی ایک ہی آواز میں خدا کی وحدانیت اور اس کی لاثانیت کا اقرار کرتا ہے۔ حج کے موقع پر ایک زیادہ پرنور اور جاں فزا ماحول تو تب دیکھنے کو ملتا ہے جب تمام حجاج کرام خانۂ کعبہ کے طواف کے وقت اس کے چاروں طرف دائیں سے بائیں جانب طواف کرتے ہیں۔ تو ایسا لگتا ہے کہ ساری کائنات گھوم رہی ہے۔ تمام حجاج گھڑی کی سوئی کے مخالف سمت میں خانۂ کعبہ کے چاروں طرف چکر لگاتے ہیں۔ یہ طواف ''کھلی آنکھ'' سے اس پرنور ماحول کو دیکھنے والوں کے لئے مکمل ثبوت فراہم کرتا ہے کہ پوری کائنات طواف کرتی ہے۔ طواف کرنے والے ہمیشہ اور ہر سال ایک ہی سمت یعنی دائیں سے بائیں جانب چکر لگاتے ہیں۔ یہ وحدت اسلامی کا بہترین نمونہ ہے، جو خدا کی وحدانیت کا دل وجان سے اقرار اور اقبال ہے۔ ایسا ہی معاملہ اس کائنات میں موجود تمام چاند و سورج، تاروں اور سیاروں کی گردش وطواف کا ہے۔ عطارد، زہرہ زمین، مریخ، مشتری، زحل، نیچون، پلوٹو سبھی دائیں سے بائیں جانب گردش کرتے ہیں۔

یہ درحقیقت دو اہم قوتوں کے توازن کا ایک نمونہ ہے۔ انہیں دو قوتوں میں کائنات کی تخلیق، بقاء، فنا اور تخلص نو کا راز پنہاں ہے۔ اسی توازن کی وجہ سے زمین اپنے مرکز پر سورج کے

سامنے ۱۶۷۰ کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے اور اپنے مدار پر سورج کے چاروں طرف ایک لاکھ آٹھ ہزار (1,08,000) کلو میٹر فی گھنٹے کی رفتار سے گردش کرتی ہے۔ گھڑی کی سوئی کے مخالف سمت میں۔ ٹھیک اسی طرح سورج اپنے مرکز پر سولر اپیکس Star Mega کی جانب وقت معینہ تک سات لاکھ بیس ہزار (7,20,000) کلو میٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کررہا ہے۔

والشمس تجری لمستقرلها ذلک تقدیر العزیز العلیم یعنی ''سورج اپنے مستقر کی جانب سفر کررہا ہے۔ یہ خدائے عزیز وعلیم کا بنایا ہوا ایک نظام ہے۔'' (سورہ یٰسین آیت ۳۸) سورج جو گلیکسی کا ایک معمولی ستارا ہے، وہی گلیکسی یعنی ہماری کہکشاں اپنے تمام ۲۰۰ کروڑ تاروں اور سیاروں کے ساتھ نو لاکھ بیس ہزار (9,20,000) کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے گردش کررہی ہے۔ اور گھڑی کی سوئی کی مخالف سمت میں ہی گردش کررہی ہے۔ کل فی فلک یسبحون ''سب اپنے مدار میں چکر کاٹ رہے ہیں۔'' (سورہ یٰسین آیت ۴۰) یہ اطلاع شاید چونکا دینے والی لگے گی کہ زمین ہر سال پچھلے سال کے مقابلے میں اپنے محل وقوع سے پانچ سو کروڑ کلو میٹر دور ہٹ جاتی ہے، اپنے اور سورج کے مجموعی نظام شمسی کے ساتھ، کیونکہ پوری کائنات پھیلتی جارہی ہے۔ تمام کہکشائیں ایک دوسرے سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ اور خود اپنے اندر سے بھی پھیلتی جارہی ہیں۔

والسماء بنیبها باید وانا لموسعون ''آسمان کو ہم نے اپنی قدرت سے بنایا۔ اور ہم انہیں وسعت دے رہے ہیں۔'' (سورۂ الذاریات آیات ۴۷ تا ۵۱)

عام طور پر خانۂ کعبہ کے جاں فزا ماحول اور منظر کو دیکھ کر ہم بالکل کھو سے جاتے ہیں۔ اور دل ودماغ یہیں آکر ٹھہر سا جاتا ہے۔ یہ یقین کافی لگتا ہے کہ طواف خانۂ کعبہ وحدت اسلام کا ایک مضبوط اور ٹھوس نمونہ ہے۔ اور بس ہم اس سے آگے کچھ دیکھنے اور سوچنے کی ضرورت ہی نہیں محسوس کرتے، مگر ایسا محسوس ہونا بذات خود اسلامی تقاضوں اور قانون قدرت کے فلسفے کے بالکل متضاد ہے۔ لوگ اس ایک ہی نکتہ پر رک کر یہ طے کرلیتے ہیں کہ بس طواف کعبہ کے ساتھ تمام ارکان حج مکمل کرلیناہی وحدت اسلامی کا آخری تقاضہ ہے، جبکہ ایسا بالکل نہیں ہے۔ طواف کعبہ تو وحدت اسلامی کا ایک نمونہ ہے جو ہمیں خدا کی دیگر کرشمہ سازیوں پر سوچنے کی دعوت دیتا ہے جو ''کچھ اور'' بھی غور وفکر کرنے کی طرف رہنمائی کرتا ہے، تاکہ خدا بزرگ برتر کی دیگر بہت ساری کرم فرمائیوں سے باخبر ہو کر اپنے ایمان ویقین کو مضبوط کیا جائے اور خدا کی وحدانیت پر ثبوت ودلیل کے ساتھ

''بھی'' یقین کیا جائے۔

چنانچہ اگر ہم فکر وتدبر کے ساتھ غور کریں، سائنس اور فلکیاتی قدرتی نظام کو سمجھیں، لفظ ''علم'' کے قرآنی فلسفے کو جانیں، کائنات کی گردش اور اس کے نظام اور اس میں پیدا ہونے والی ہلچلوں پر تدبر کریں تو یہ راز آشکار ہوجائے گا کہ کعبہ کے دائیں سے بائیں جانب طواف کے عمل کو زمین، چاند، تارے، سیارے، نظام شمشی، کہکشائیں سبھی اپناتے ہیں، یعنی پورا آسمان، اپنی دوسوکروڑ کہکشاؤں کے ساتھ کعبہ کے گرد حجاج کرام کے طواف کی طرح یعنی دائیں سے بائیں جانب حکم خداوندی کے تحت طواف کرتے ہیں۔ اور یہ سب کے سب اعلان کرتے ہیں کہ ہم خدا کی وحدانیت کی گواہی دیتے ہیں۔ اور وحدت اسلامی پر اپنی مہریں ثبت کرتے ہیں، یعنی ہم سبھی خدا کے اول وآخر ہونے کے ثبوت ہیں۔ یہ تمام اجرام فلکی اعلان کرتے ہیں کہ ایک کہکشاں کے دوسوکروڑ تارے۔ چاند، سورج اور سیارے طواف کرتے ہیں اور پھر اسی ایک کہکشاں کی طرح دوسوکروڑ دیگر کہکشائیں بھی اپنے تمام نظام شمشی کے ساتھ ان کے بے شمار چاند، تاروں اور اپنے سیاروں کو لئے ہوئے سوئی کی گھڑی کی مخالفت سمت میں ہی گردش کرتے ہیں، جیسے خدا کے بندے ایک ہی سمت یعنی دائیں سے بائیں جانب طواف کرتے ہیں۔ یہ سب کے سب خدا کی وحدانیت اور اسلامی وحدت کا اعلان کرتے رہتے ہیں، یعنی زمین وآسمان کی تمام مخلوق بہ شمول انسان خدا کے حکم سے اس کی مرضی کے ''کعبہ'' اور حکم کا طواف کرتے ہیں۔

گویا پوری کائنات (Cosmos) اور اس کے تمام ذرے اپنے محور پر دائیں سے بائیں جانب طواف کرکے خدا کے حکم کو بجالاتے ہیں۔ اس طرح یہ اپنی اپنی نمازیں اور تسبیح ادا کرتے ہیں۔ اور خدائے واحد کے مالک، خالق، رب، پالن ہار اور کنٹرولر ہونے کی گواہی دیتے ہیں۔ ضروری ہے کہ ہم ''انسانی وحدت اسلامی'' کے فلسفے سے بھی ذرا بلند وبالا ہوکر سوچیں تدبر اور غور وفکر کریں کہ خدا کی کرشمہ سازی پر فکر وتدبر کرنا آسمان وزمین کی ساخت، بناوٹ اور گردش کے بارے میں ایمان کی حد تک یقین کرنا لازمی ہے۔ اس لئے کہ قرآنی فرمان ہے کہ ''سوتے، بیٹھتے اور لیٹے ہوئے خدا کا ذکر کیا کریں۔ اور زمین وآسمان کی بناوٹ کے بارے میں غور وفکر کریں۔''

الّذین یذکرون اللّٰہ قیما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السّمٰوٰت والارض، ربّنا ماخلقت ھذا باطلا، سبحٰنک فقنا عذاب النّار۔

”جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے غرض کہ ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور زمین وآسمان کی ساخت میں غور کرتے ہیں۔ وہ بے اختیار بول اٹھتے ہیں، پروردگار! یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا ہے، تو پاک ہے۔ پس اے رب! ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا“۔(سورہ آل عمران آیات ۱۹۱۔۱۹۰)

جب ہم قرآنی آیات پر غور رکرتے ہیں تو مکمل ایمان کے جذبے سے سرشار ہوکر روح ودل ودماغ وشعور یکجا ہوجاتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خدائی کمپیوٹر یعنی دماغ ودل اس بات کو بخوشی قبول کرلیتے ہیں کہ دنیا میں جس طرح حج کے ارکان وحدت اسلامی کا اعلان کرتے ہیں! اسی طرح پوری کائنات (Cosmos)اور اس کا ہر ذرّہ خدا کی وحدانیت کا نقیب بن کر خدا کے ایک ہونے کا مکمل ثبوت پیش کرتا ہے۔

دنیا کے عظیم سائنسدان البرٹ آئینسٹائن (1879-1955)نے سائنس اور ریاضی کے فارمولوں کے ذریعہ بھی یہ قبول کیا ہے کہ ”اس کائنات کی تخلیق کرنے والی ایک ہی قوت ہے، ایک ہی وجود ہے۔ ایک سے زیادہ ہرگرہ نہیں۔ اسی واحد طاقت کو مذہبی لوگ خدا کہتے ہیں۔“ آئینسٹائن نے اس کا ثبوت دیتے ہوئے کہا ہے کہ ایک ہی خالق ہونے کا ثبوت یہ ہے کہ ”پوری کائنات میں قوانین طبیعات ، اور قوانین کیمیات ایک ہی ہیں دونہیں ہیں۔“ یہی وجہ ہے کہ پوری کائنات ایک ہی حکم اور ایک ہی قانون کے تحت سرگرم عمل ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام اجرام فلکی ایک ہی سمت یعنی دائیں سے بائیں جانب رواں دواں ہیں۔ جو کعبہ شریف کے گرد ایک ہی سمت میں طواف کرنے کے عمل کی بڑی شکل ہے ۔ کائنات کی یہ گردش بہانگ دہل خدا کی وحدانیت کا اعلان کرتی ہے اور وحدت اسلام کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ یہ گردش درحقیقت خدا کی عبادت ہے، یہی انکی نماز اور تسبیح ہے۔

الم تر انّ اللّٰہ یسبّح لہ من فی السّموت والارض والطیر صفت۔ کل قد علم صلاتہ وتسبیحہ، واللّٰہ علیم بما یفعلون۔ وللّٰہ ملک السّموت والارض ۔ والی اللّٰہ المصیر۔” کیا تم نے نہیں دیکھا کہ اللہ کی پاکی بیان کرتے ہیں ، جو آسمان اور زمین میں ہیں۔ اور چڑیاں بھی پر پھیلائے ہوئے۔ اللہ ہی کی حکومت ہے آسمانوں اور زمین میں اور اللہ ہی کی طرف واپسی ہے۔“ ہر ایک اپنی نماز اور تسبیح کو جانتا ہے۔ اور اللہ کو معلوم ہے، جو کچھ وہ کرتے ہیں ، یعنی یہ کہ کائنات میں جتنی مخلوق ہیں، سب کے سب اپنی نمازیں اور تسبیح جانتے ہیں۔ گو یا سب کے سب نمازیں پڑھتے

اور خدا کا ذکر کرتے ہیں اور اس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔'' یہ اور بات ہے کہ ہم اس کی تسبیح اور ذکر و ورد کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ (سورہ النور ۲۴ آیت ۴۱)

تسبح له السموت السبع والارض ومن فيهن ۔ وان من شئٔ الايسبح بحمده ولٰکن لاتفقهون تسبّحهم انّه كان حليماً غفورا۔ (سورہ بنی اسرائیل ۱۷ آیت ۴۴) ''اس کی پاکی (عظمت) تو ساتوں آسمان اور زمین اور وہ ساری چیزیں بیان کررہی ہیں، جو آسمان وزمین میں ہیں۔ کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو اس کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح نہ کررہی ہو۔ مگر تم اس کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ بڑا ہی بردبار اور درگزر کرنے والا۔ بخش نے والا ہے '' ان کی نماز و درود کو شاید ہم اس لئے نہیں سمجھ پاتے کہ وہ اپنی ساخت کے اعتبار سے عبادت کرتے ہیں۔

قل كل يعمل على شاكلته۔(سورہ بنی اسرائیل آیت ۸۴)''آپ کہہ دیجئے کہ ہر چیز (جاندار اور بے جان) اپنی ساخت کے اعتبار سے عمل کرتی ہے۔''

یہ بات بالکل صاف ہوگئی کہ چاند، تارے، سورج، کہکشائیں، نظام شمسی سب کے سب اپنی اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں، یعنی اپنے اپنے مرکز اور مدار پر خدا کے حکم سے گردش کرتے ہیں۔ یہی ان کی نماز ہے اور ذکر و وظیفہ ہے، کیونکہ نماز کا مطلب خدا کی سرکار میں اس کی بے پناہ طاقت، قوت اور رحمت و کبریائی کا اقرار ہے۔ اس کے تمام حکم اور فیصلوں کے سامنے سر جھکانا ہے۔ اور اسی سے ساری مدد طلب کرنا ہے۔ اس لئے تمام اجرام فلکی خدا کے حکم کے مطابق گردش کرکے اپنی نمازیں ادا کرتے ہیں۔ اسی سے ہر طرح کی مدد مانگتے ہیں۔ (يسئله من فى السّمٰوٰت والارض۔ كل يوم هو فى شأن۔'' آسمان وزمین میں جو کچھ ہے سب اسی سے مدد مانگتے ہیں''۔(سورہ رحمٰن آیت ۲۹۔)

پس جس طرح تمام اجرام فلکی ایک خدائے وحدہ لاشریک کے حکم کے تحت دائیں سے بائیں جانب گردش کرتے ہیں، اسی طرح تمام مادے، ٹھوس، رقیق اور گیس کے ذرّے (Atoms) بھی حکم خداوندی کے تحت گردش کرتے ہیں۔ پہاڑ، سمندر، پیڑ اور انسان کے جسم کے ذرے اپنے اپنے مدار میں گردش کرتے ہیں۔ ان ذرّوں کے الیکٹران، پروٹران اور نیوٹران اپنے اپنے مدار اور مرکز پر گردش کرکے اور قائم رہ کر خدا کا حکم بجالاتے ہیں۔ یہی ایٹم مادوں کی بنیاد ہیں۔ اور یہی ان کی نماز ادا کرنے کا طریقہ ہے۔

فلا اقسم بالخنّس الجوار الکنس۔" پس نہیں قسم کھا تا ہوں پیچھے ہٹنے والے، چلنے والے اور چھپ جانے والے ستاروں کی" (سورہ التکویر آیات ۱۵ و ۱۶) ان آیات میں مادّوں کے ایٹم یا ان کے ذرّوں کی گردش کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اور ان ذرّوں میں اجرام فلکی کی گردش کی طرح ہی موجود قانون طبیعات کے راز کو آشکار کیا گیا ہے ۔ آیئے تھوڑا سا ذہن پر زور ڈالکر جدید ترین قانون طبیعات اور آیات قرآنی کے رموز کو سمجھا جائے۔ اس کے لئے نظام شمسی کی گردش اور پھر مادہ کی بنیاد ایٹم کو سمجھیں گے۔ اس سے قبل الفاظ "خنس"، "اور" کنس" کے معنیٰ کو جانیں جو اس طرح ہے خنس : یعنی بہاؤ کا مخالف ، اترنا ، چھپنے والے تارے۔ کنس: ایک مخصوص راستہ کا محور کسی چلتی ہوئی چیز میں دبک جانے والے ان دونوں کا عمل قوت ثقل اور قوت گریز پر منحصر ہے۔ جس کا انحصار خدا کی کرشمہ سازی اور ان کی گردش پر ہے۔

ثقل کی قوت جس سے تمام چیزیں ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتی ہیں۔ اللہ کی پاک شفقت کی نشانی کا اظہار ہے۔ دوسری طرف تمام چیزوں کا چکر کی صورت میں گھومنا، یعنی موشن (Rotational Motion) ہے۔ چاہے وہ سورج کے گرد گھومنے والے ستارے ہوں یا ایک "نوات" یعنی مرکزہ (Nucleus) کے گرد گھومنے والے الیکٹرون ہوں۔ کائنات میں پورے مادّے کو، کائنات میں کشش ثقل کی قوت کے ذریعہ مرتکز یا یکجا ہوکر فنا ہوجانے کے عمل سے روکے ہوئے ہے۔ اور یہ گھومنے والی حرکت اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ یہ تمام موجودات اپنے رب کی شان اور عظمت بیان کرتی ہیں، اس کا شکر یہ ادا کرتی ہیں اور اس کی تعریف وتسبیح کرتی ہیں۔ چنانچہ مادّی کائنات میں اللہ کی شفقت اور محبت کا ایک اظہار کشش ثقل کی قوت کی موجودگی ہے۔ جبکہ اس کا رحم اور ترس کرنا، دوسرے حصے کے طور پر، اسکی پیدا کردہ چھوٹی سے چھوٹی کائنات (Microcosmos) اور بڑی سے بڑی کائنات (Macrocosmos) میں موجود گھومتی ہوئی رفتار (روٹیشنل موشن) میں نظر آتا ہے۔ (قرآنی آیات اور سائنسی حقائق، ڈاکٹر ہلوک نور باقی ترکی۔ صفحات ۱۴۸۔۱۴۷)

جس طرح قوت ثقل ایک توانائی کی شکل میں ستاروں اور ایٹموں میں موجود ہے۔ اسی طرح "خنس" اور "کنس" کے راز بھی تمام مادی نظاموں میں موجود ہیں۔ یہ ایک پل کا کام دیتا ہے۔ جس کی مدد سے دوسرے مادّی قوانین سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ایٹم کا ایک مرکزہ (Atomic Nucleus) یا جوہری نوات ہوتا ہے۔ یعنی کسی جوہر کا مثبت باردار قلب ہوتا ہے۔ جس میں ایک یا

زیادہ پروٹران ہوتے ہیں۔ اور مقدار کی سطح پر بہت سے در جوہری (Sub-atomic particle) یعنی جوہر سے چھوٹے ذرّات جیسے الیکٹران، پروٹران نیوٹران ہیں۔ وہ چکر Spin کے حامل ہیں۔ ایک خاص پیائش والی جسامتیں۔ ان کی یہ چکرسی حرکتیں ایک مقناطیسی اثر سے پیدا ہوتی ہیں، یعنی فضا میں یہ پیائشی جسامتیں تھرتھراتی ہیں۔ جس سے مقناطیسی میدان یعنی Magnatic Field پیدا ہوتی ہیں۔ پیمائشی جسامت کا راز پیچھے ہٹتی ہوئی خفیہ توانائی ہے۔ Quantum کی حرکت خنس کے راز کو بیان کرتی ہے، جبکہ فضا خود خنس کے راز کی حامل ہے۔

نظام شمسی انہیں دونوں قوتوں کے توازن کے نتیجہ میں بنا ہے۔ مدور حرکت میں سورج مرکز پر ہے، یعنی یہ خنس ہے۔ اور مدار میں حرکت کرنے والے سیارے کنس ہیں، یعنی ایک Centripital Force ہے۔ دوسرا Centrifugal Force ہے۔ گویا خنس اور کنس کے اس نظام توازن کی وجہ سے کروڑوں نظام شمسی بنے ہیں۔ جو ایک مرکز کے گرد گھومنے پر Glaxy یا Milkyway بناتے ہیں۔ اور اسی خنس اور کنس کے توازن کی وجہ سے ساری کائنات بنی ہے، جو ایک مرئی قوت کی وجہ سے ٹکی ہوئی ہے۔

الیکٹران منفی اثر رکھنے والا بے وزن ہے۔ پروٹران مثبت اثر والا ہے۔ جو وزن کی اکائی ہے۔ پروٹران، الیکٹران کو اپنی طرف (مرکز) کی جانب کھینچتا ہے۔ اور کائنات کی مقناطیسی ارتعاش الیکٹران کو مرکز سے دور کھینچتا ہے۔ جب یہ دونوں طاقتیں Balance یا متوازن ہوجاتی ہیں تو مرکز میں پروٹران بطور خنس اور الیکٹران بطور کنس گردش کرتے ہیں۔ ایٹم کے مرکز پر خنس کی کشش زیادہ ہوجائے تو کنس مرکز پر جاکر چپک جاتا ہے، یعنی الیکٹران، پروٹران سے چپک کر نیوٹران بناتا ہے۔ کنس مرکز پر دبک جاتا ہے، یعنی مادہ کا پورا وجود بھی (اور کائنات کا پورا وجود بھی) اسی خنس اور کنس کے توازن پر قائم ہے۔ اگر یہ توازن ختم ہوجائے تو سورج سیارے سب آپس میں ٹکرا جائیں اور جن عناصر سے ان کا مادّہ بنا ہے، وہ سب کے سب الفا، بیٹا، گاما، شعاع بن کر اڑ جائیں گے۔ (یہ خطر ناک تاب کاری جوہری شعاعیں ہیں) اس طرح کائنات کا وجود ختم ہوجائے گا، کیونکہ تمام موجودات ذرّوں کی شکل میں اڑ کر بکھر جائیں گے۔

وسیرت الجبال فکانت سرابا۔ (سورہ النبا آیت ۲۰) ''پہاڑ ریزہ ریزہ ہوکر ریت کی شکل میں بدل جائیں گے''۔

ان تینوں شعاعوں ۔الفا، بیٹا، گاما۔کا وجود الیکٹران ، پروٹران اور نیوٹران کے رفتار پر آنے سے قائم ہوا ہے۔ اگر خنس اور کنس کو دوبارامتوازن کردیا جائے تو وہی گیس کا گولا بن جائے ۔ اس کو پھاڑ کر ٹکڑوں کے درمیان خنس اور کنس کو متوازن کردیا جائے تو یہ کائنات وجود میں آئے گی۔ اس نظریہ سے قیامت کے روز دوبارہ زندہ ہونے کے یقین وایمان کو پختگی ملتی ہے، یعنی پہلے صور کی آواز پر کائنات کا بکھرنا اور دوسرے صور کی آواز پر تمام انسانوں کا زندہ ہوکر خدا کے حضور حاضر ہونا، ہے۔ اس وقت تک کائنات کے تمام ذروں کوطواف کعبہ کی طرح اپنے اپنے محور پر طواف کرکے اپنی اپنی نمازیں اورتسبیح ادا کرتے رہنا ہے ۔ یہی خدا کی وحدانیت کا حکم ہے۔

بین الاقوامی پیانے پر خدا کی شہنشاہیت اور حکمرانی میں یقین رکھنے والے افراد۔ ادارہ تحریک۔ اور یہ سلطنتیں ایک ہوکر وحدت اسلامی کے آفاقی فریضہ کو قائم اور مضبوط کرنے میں لگ جائیں تو کائنات کے طواف کی طرح بے شمار رموز کو جاننے میں آسانی ہوگی۔ اس عظیم کارنامہ کے لئے وحدت اسلامیہ کے جذبات کومضبوط اور فروغ دینا ہوگا۔ یہ سب کچھ ملّت اسلامیہ کے تمام طبقات کو ایک لڑی میں پروکر ہی ممکن ہے۔

ایسے حالات میں اسلامی جمہوریہ ایران کی مبارک اور فعال زمین پر نگاہیں آکر ٹک جاتی ہیں، اور یہ محسوس ہوتا ہے کہ شاعرمشرق علامہ اقبال نے تہران کو''جنیوا'' بنانے کا جوخواب دیکھا تھا، اسے صرف خواب تک ہی نہیں رہ جانا چاہئے بلکہ ہمیں حقیقت کا لباس پہنانا ہوگا۔شاعرمشرق نے کہا تھا کہ:

تہران ہوگر عالم‌مشرق کا جنیوا
شاید کرّۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

مگر کرّہ ارض کی تقدیرتو تب سنورے گی جب وحدت اقوام کے بجائے انسانی وحدت اور وحدت اسلامی ہو، خدا کی وحدانیت میں یقین ہو، کیونکہ ساری شہنشاہیت زمین وآسمان کی صرف خدا کی ہے۔ اور ساری کائنات کو اس حکم سے کے'' کعبہ'' کے گرد طواف کی طرح دائیں سے بائیں جانب قیامت تک طواف کرتے رہنا ہے۔ اور پوری فرمانبرداری کے ساتھ خدا کی وحدانیت کے سامنے سرجھکائے رہنا ہے۔اسی میں وحدت اسلامی کا راز پنہاں ہے۔

میں'' اسلامی جمہوریہ ایران'' اور مرکزی'' حکومت ہند'' کو اس بین الاقوامی حج کانفرنس

کے مبارک انعقاد پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں اور سفیر محترم جناب نبی زادہ صاحب اور کلچرل کاؤنسلر جناب ڈاکٹر کریم نجفی صاحب کی تنظیمی صلاحیتوں اور تدبر کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتا ہوں اور انہیں مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بابائے قوم ''اسلامی ریپلک آف ایران'' حضرت علامہ آیت اللہ خمینیؒ کی ۳۰ سال قبل بلند کی گئی مضبوط آواز کو عملی جامہ پہنانے کی سمت میں ایک جامع اور ٹھوس قدم اٹھایا ہے۔ بابائے قوم کا خواب تھا کہ ''وحدت اسلامی'' کو عملی طور پر آفاقی شہرت اور وقار دستیاب ہو۔ اس طرح اقدام سے بابائے قوم کے سپنوں کو عملی شکل میں بدلنے میں کامیابی حاصل ہوگی۔

خدا اپنی کرم فرمائیوں اور رحمتوں کے طفیل اسلامی اور انسانی وحدت کو مضبوط اور منظّم فرما۔ آمین

حج اور مغل بادشاہ اکبر

پروفیسر سید محمد عزیز الدین حسین ہمدانی
جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ سلطان محمود غزنوی سے بہادر شاہ ظفر تک متعدد مسلمان حکمرانوں نے ہندوستان پر حکومت کی اور ان میں سے اکثر حکمراں دین مبین اسلام سے گہری عقیدت رکھتے تھے۔ ہندوستان کے ہر شہر وقصبہ میں چھوٹی بڑی مسجدوں کی موجودگی ان کی دینداری اور اسلام دوستی کا بین ثبوت ہیں، لیکن ان حکمرانوں میں سے معدودے چند افراد یا مورخین کو معلوم ہوگا کہ حج جیسے عظیم فریضہ الٰہی کی ادائیگی کا اہتمام ان حکمرانوں کے دور حکومت میں کس پیمانہ پر کیا جاتا تھا۔ فاضل مقالہ نگار نے اکبر اعظم اور حج جیسے عنوان کے تحت لازمی معلومات فراہم کرنے کی کوشش کی ہے۔ (ادارہ)

حج فریضہ مذہبی ہے اور کچھ شرائط کے ساتھ اس کو ایک مرتبہ ادا کرنا واجب ہے۔ خلفائے راشدین اور ائمہ اطہار علیہم السلام نے تو حج کئے لیکن حکمراں بنی امیہ اور حکمراں بنی عباسیہ میں سے کتنے حکمرانوں نے حج ادا کیا اس کا علم نہیں؟ پھر کتنے مسلم سلاطین اور بادشاہوں نے حج ادا کیا اس کا بھی کوئی علم نہیں۔ ہندوستان میں تیرہویں صدی عیسوی سے ۱۹ویں صدی عیسوی تک مسلم سلاطین و بادشاہوں کی حکومت رہی لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی فریضہ حج ادا نہیں کیا۔ جبکہ انہیں امیر المومنین اور ظل اللہ کے خطابات سے نوازا گیا۔ حد یہ ہے کہ سلطان فیروز شاہ تغلق جس نے اسلامی شریعت کے نفاذ کی کوشش کی، حج ادا نہیں کیا۔ اورنگزیب نے بھی جزیہ لگایا اور فتاویٰ عالمگیری کی تدوین کرائی لیکن فریضہ حج ادا نہیں کیا۔ کیا انہوں نے باوجود استطاعت ہونے کے حج کے سقوط کے سلسلے میں علمائے سے کوئی فتویٰ حاصل کیا۔ اس کا کوئی ذکر اس دور کے ماخذ میں نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ اس وقت کوئی مشکل کام نہ تھا۔ علماء کا ایک گروہ سلاطین وبادشاہوں کو ان کی مرضی کے مطابق فتوے دینے کے لئے تیار رہتا تھا۔ ملوکیت کی سب سے بڑی کمزوری یہی ہے کہ کب آپ کو اقتدار سے ہٹادیا جائے کچھ پتہ نہیں اور اگر حج کو چلے جاتے تو پھر اللہ ہی حافظ تھا۔ اسی لئے کسی ہندوستانی مسلم حکمراں نے ایسا تلخ تجربہ ہی نہیں کیا۔ حج سے واپسی پر تو معمولی مناصب بھی خطرے میں پڑجاتے تھے۔

مغل بادشاہ اکبر (1605-1556) نے اسلامی عقائد میں کافی دلچسپی لی۔ دہلی کے سلطان

غیاث الدین تغلق نے قلعہ تغلق آباد میں جو مسجد تعمیر کی وہ اس کے محل سے ایک منزل نیچے ہے۔لیکن اکبر نے جب اپنا نیا مرکز سیکری گاؤں کے قریب فتح پور کے نام سے پلان کیا تو اس میں جامع مسجد سب سے بلند مقام پر تعمیر کی اور اپنا محل اس کے نیچے۔ اشرف خاں نے اس مصرع سے اس کی تعمیر کی تاریخ نکالی۔ ؎ ثانی المسجد الحرام آمد۔ مکہ ثانی[۱] اس کا مطلب ہوا کہ اکبر کے ذہن ودماغ پر مکہ غالب تھا۔ اس سے اکبر کے عقائد کی بھی عکاسی ہوتی ہے۔ اکبر کے دور میں بھی اور اس سے پہلے بھی لوگ حج کے لئے جاتے تھے۔لیکن اکبر نے حج کے لئے جانے والوں میں بھی ایک نظم پیدا کرنے کی کوشش کی اور اس نے اپنے امراء میں سے ایک امیر کو میر حاج بنانا شروع کیا تاکہ تمام لوگ اس کی معیت وسربراہی میں حج کے لئے روانہ ہوں اور ان کی پوری دیکھ بھال رکھی جائے[۲] اکبر کی جانب سے اور کون لوگ ہوتے تھے جو اس ڈیلیگیشن میں جاتے تھے اس کی تفصیل ابوالفضل یابدایونی نے نہیں دی۔ اکبر نے مکہ میں ایک حویلی بھی تعمیر کرائی[۳] تاکہ وہاں وہ حاجی قیام کرسکیں۔ اس حویلی کی زیادہ تفصیل نہیں مل سکی۔ ان تفصیلات سے پتہ چلتاہے کہ اکبر نے حج کے سلسلے میں بڑی دلچسپی لی اور حجاج کی سہولیات کے لئے حکومت کی طرف سے لوگوں کو مقرر کیا۔

اکبر نے ایک مرتبہ خواجہ خاوند محمد کو میر حاج مقرر کیا اور چھ لاکھ روپے اور دوسری اشیاء حرمین شریفین کے مستحقین کے لئے ان کو دی تاکہ ان میں یہ رقم اور جنس تقسیم کی جائے۔ اور ایک رقم حرم مبارک کے قریب ایک حویلی کی تعمیر کے لئے دی تاکہ حج کے وقت حجاج اس حویلی میں آرام کرسکیں[۴] اس سے پتہ چلتا ہے کہ اکبر نے حج کے سلسلے میں کیا اقدامات کئے تاکہ حجاج کو آسانی ہو۔ انہوں نے نہ صرف ہندوستان کے لوگوں کی مدد کی بلکہ حرمین شریفین میں جو لوگ رہتے تھے اور ان کی مالی حالت کمزور تھی ان کی مدد کے لئے بھی کثیر رقم بھیجی تاکہ ان کی مدد ہوسکے۔ اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ اکبر کے عہد میں ہندوستان میں مال ودولت کی فراوانی تھی اور اس وقت عرب کی حالت خستہ تھی۔ اس لئے کہ اکبر نے چھ لاکھ روپئے بھیجے تاکہ حرمین شریفین کے مستحقین کی مدد ہوسکے۔ عبدالقادر بدایونی لکھتے ہیں کہ جب یہ قافلہ روانہ ہونے کے لئے تیار ہوا تو اس وقت اکبر نے احرام زیب تن کیا جب کہ حاجی ، حج کے موقع پر پہنتے ہیں اور اس لباس کو پہن کر سروپا برہنہ کچھ دور اس قافلہ حجاج کے ساتھ حاجیوں کی شکل بنا کر چلا[۵] ان حجاج کے ساتھ چلا تاکہ اس کا شمار حاجیوں میں ہوسکے۔ اکبر کے اس عمل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے دل میں خواہش ہوگی کہ وہ حرمین شریفین کی

زیارت کرتا اور حج ادا کرتا لیکن حکومت کی ذمہ داریوں کی وجہ سے یہ ممکن نہ تھا۔ اس لئے اس نے سوچا کہ میں حاجیوں کی شکل بنا کر حاجیوں کے قافلے کے ساتھ کچھ دور ہی چل لوں۔

مخدوم الملک ملا عبد اللہ سلطانپوری نے جو اکبر کے عہد کے عالم تھے یہ فتویٰ جاری کیا کہ ''اب آج کے دور میں حج ساقط ہوگیا ہے۔'' لیکن جب ان سے پوچھا گیا کہ حج کے سقوط کی وجہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ حج جانے کے لئے صرف دو راستے ہیں ایک بری راستہ اور دوسرا بحری راستہ۔ بری راستہ ایران ہوکر جاتا ہے۔ جو شیعوں کا ملک ہے اور حاجیوں کو قزلباشیوں سے تکلیف پہونچتی ہے۔ بحری راستہ پر پرتگالیوں کا قبضہ ہے اور حاجیوں کو ان کے جہازوں میں سفر کرنا ہوتا ہے لیکن وہ ایک پاسپورٹ دیتے ہیں جس کو ہر حاجی کو رکھنا ہوتا ہے اس پر حضرت عیسیٰ اور حضرت مریم کی تصویر بنی ہوتی ہے جو ہمارے لئے بت پرستی کا باعث ہے۔ لہٰذا حج پر جانے کے لئے دونوں راستے صحیح نہیں اس وجہ سے ان حالات کے تحت کے حج کو ساقط کردیا گیا''۔[۶] یہ فتویٰ مغل عہد میں فرقہ وارانہ تعصب کی عکاسی کرتا ہے کہ مسلمان آپس میں کس قدر نفرت کرتے تھے، کہ ایران ہوکر جانا بھی ممنوع کردیا۔ آج تمام علماء انگلینڈ، امریکہ وغیرہ کا سفر خوب کرتے ہیں اور خوشی خوشی اپنا پاسپورٹ بنواتے ہیں جس پر مختلف ملکوں میں مختلف چیزیں بنی رہتی ہیں لیکن کوئی فتویٰ نہیں دیتا۔ لیکن اسی کے ساتھ ایک مسئلہ یہ تھا کہ سولہویں صدی عیسوی میں حج کے لئے جانا اور واپس آنا خطرے سے خالی نہ تھا۔ لہٰذا اکبر نے علماء کے لئے ایک بڑی اچھی سزا رکھی کہ وہ جس عالم یا امیر سے ناراض ہوجاتا اس کے لئے حکم جاری کردیتا کہ وہ فوراً حج کے لئے جائے۔ حج پر جانے میں دو خطرے تھے ایک تو منصب گیا اور دوسرے زندگی کا خطرہ۔ یہ بھی عین ممکن ہے کہ حج کے سقوط کا فتویٰ اکبر کے اس حکم سے بچنے کے لئے دیا گیا ہو۔ ایک مرتبہ اکبر نے حکم دیا کہ علماء کی ایک فہرست تیار کی جائے مجھے انہیں مکہ بھیجنا ہے۔ آگرہ سے یہ خبر لاہور تک پہونچی اس لئے کہ لاہور علماء کا ایک بڑا مرکز تھا اور بہت سی تحریکیں وہیں سے شروع ہوتی تھیں۔ بدایونی لکھتے ہیں کہ اس خبر سے لاہور کے علماء پریشان ہوگئے اور انہوں نے معلوم کرنا شروع کردیا کہ ہمارا نام تو اس فہرست میں نہیں ہے[۷] اکبر کے ذریعے کئے گئے ان اقدامات سے پتہ چلتا ہے کہ مغل بادشاہ اکبر پہلا مسلم حکمراں تھا جس نے حج کے سلسلہ میں توجہ دی اور حجاج کی سہولتوں کے لئے ذاتی دلچسپی لیکر انتظامات کئے تاکہ وہ اطمینان کے ساتھ اور حفاظت کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوں اور بخیر وسلامت ہندوستان واپس آئیں۔ اکبر

ایک عالم تھا اور اسلام کی پوری سمجھ رکھتا تھا لیکن اس دور کے بہت سے علماء ومشائخ اس کو نہ سمجھ سکے جس کے نتیجے میں اکبر کے خلاف ایسی باتیں لکھدیں جن کو انگریز مورخین نے اپنی کتابوں میں شامل کرلیا۔ اور اسی وجہ سے ایک ذہن اس کے خلاف بنوادیا۔ اس دور کے جید عالم شیخ عبد الحق محدث دہلوی ذکر الملوک میں اس کی تعریف کرتے ہیں۔ اسی طرح مغل بادشاہ اورنگزیب عالمگیر اپنے مکتوب میں اکبر کا مداح ہے۔

حواشی:

۱۔عبد القادر بدایونی ،منتخب التواریخ، جلد ۲، پٹنہ، ۱۹۷۳،صفحہ ۱۱۲

۲۔ ایضاً ،صفحہ ۲۱۷

۳۔ایضاً ،صفحہ ۲۴۶

۴۔ایضاً ،صفحہ ۲۵۳

۵۔ ایضاً ،صفحہ، ۲۴۶

۶۔ ایضاً،صفحہ ۲۰۶

۷۔ایضاً ،صفحہ ۲۸۳

وحدتِ اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار
ارشادات امام خمینیؒ کی روشنی میں

ڈاکٹر سید شہوار حسین نقوی

امام جمعہ، مرادآباد

انسان کا ہر عمل ایک مقصد کا حامل ہوا کرتا ہے اور مقصد کے بغیر انجام دیا جانے والا عمل درحقیقت فعل عبث کہلاتا ہے۔ پس یہ کیسے ممکن ہوسکتا ہے کہ مذہب اسلام اپنے پیروکاروں سے مختلف قسم کے عبادتی واخلاقی اعمال کا مطالبہ تو کرے مگر اس کا کوئی مقصد نہ ہو۔ خداوند عالم تو ''الالعابدون'' کے ذریعہ عبادت کو انسانی تخلیق کا بنیادی مقصد قرار دیتا ہے اور اسلام خداوند عالم کی رضا وخوشنودی کے لئے کئے جانے والے ہر ممکن عمل کو عبادت کے نام سے تعبیر کرتا ہے۔ پس رہبر انقلاب امام خمینیؒ نے دنیائے سامراج کے جھوٹے مبلغین کو، جو حج کے دوران انجام دئے جانے والے اعمال کو ''فرسودہ رسومات'' سے تعبیر کرتے تھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ الٰہی آواز پر لبیک کہنے والے یہ مسلمان خانۂ امن الٰہی کے اردگرد اس لئے جمع ہوئے ہیں کہ خداوند عالم کی لازوال حمایت کے سایہ میں پوری دنیا کو امن وامان اور صلح وسلامتی کا پیغام دے سکیں اور دنیاوالوں کو یہ باور کراسکیں کہ ہمارا یہ اسلامی اتحاد دراصل انسانی اتحاد کی راہ میں ایک اہم قدم ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے جو اپنے آفاقی پیغام وحدت اسلامی، اتحاد واتفاق کا علمبردار ہے۔ اس مذہب کی اکثر عبادات اجتماعیت پر مبنی ہیں۔ جس کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ ہر روز مساجد میں نماز جماعت قائم کرنے کا شدت سے حکم دیا گیا ہے تاکہ ایک محلّہ یا ایک قصبہ کے لوگ ایک جگہ جمع ہوکر اطاعت وبندگی معبود کے ساتھ ہی ساتھ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی حاصل کریں اور مستضعفین کے احوال سے واقفیت حاصل کرکے ان کے مسائل حل کرنے کی کوشش کریں۔

اسی طرح ہفتہ میں ایک دن نماز جمعہ کی شکل میں مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع کیا گیا تاکہ ایک شہر کے لوگ ایک جگہ جمع ہوں اور خطیب جمعہ حالات حاضرہ، ملک وعلاقہ کی ضروریات، قوم کے علمی، ثقافتی، اقتصادی اور سیاسی پہلو زیر بحث لاکر عوام کو تمام مسائل سے روشناس کرائے۔ اسی طرح سال میں دو عیدیں رکھی گئیں۔ ان عیدوں پر بھی اجتماعات منعقد کرنے کی تاکید کی گئی تاکہ سب لوگ

ایک جگہ جمع ہوکر عبادت الٰہی بجالائیں ،عید کی خوشیاں منائیں اور اسی کے ساتھ ساتھ ایک دوسرے کے حالات وواقعات سے مکمل واقفیت حاصل کریں اور اس بات کا بین ثبوت فراہم کرسکیں کہ خداوند عالم کا پسندیدترین دین اسلام اور اس کی جملہ عبادات انفرادیت کے ساتھ ساتھ اجتماعیت کی بھی علمبردار ہیں۔ ان مقاصد کی تکمیل کی خاطر ان اجتماعات کے علاوہ ایک عالمی تاریخی اجتماع منعقد کرنے کا حکم بھی دیا گیا۔ جسے حج بیت اللہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

اس اجتماع میں پوری دنیا کے لوگوں کو ان الفاظ کے ساتھ دعوت دی گئی۔

"وللّٰہ علی النّاس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلا "

آیت کریمہ میں خداوند کریم نے ''الناس'' کے ذریعہ خطاب کرکے تمام بنی نوع انسان کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی تاکہ تمام لوگ بلا تفریق رنگ ونسل میری بارگاہ میں وحدت اسلامی کا مظاہرہ کریں اور عالمی پیمانے پرمسلمانوں کے مسائل پرغوروفکر کریں۔لیکن افسوس اس بات پر ہے کہ آج یہ اجتماع پوری شان وشوکت کے ساتھ منعقد توہورہا ہے مگر وہ نتائج جو حاصل ہونے چاہئیں وہ حاصل نہیں ہوپارہے ہیں۔امت مسلمہ اس روح پرور عبادت کو انجام تو دے رہی ہے مگر اس کی معنویت سے نابلد ہے۔ کیا حج کا مقصد صرف یہ ہے کہ ساری دنیا کے مسلمان آئیں خانہ کعبہ کا طواف کریں، صفاومروہ پرسعی کریں، حجراسود کو بوسہ دیں، منیٰ میں قربانی کریں اور اپنے اپنے ممالک کو واپس چلے جائیں۔؟نہیں ! ہرگز ایسانہیں ہے۔

ہرعبادت کا اپنا فلسفہ ہے اس کی اپنی مقصدیت ہواکرتی ہے۔ جب تک اس مقصدیت کوپیش نظر رکھ کر حج ادانہیں کیا جائے گا اس وقت تک روح عبادت حاصل نہیں ہوسکتی ۔اس نے دور دراز سے مسلمانوں کو اسی لئے جمع کیا تاکہ ان کے اندر وحدت عزم وارادہ وحدت اعمال اور وحدت رنگ ونسل پیداہوجائے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اس روحانی اجتماع میں ساری دنیا کے مسلمانوں کے مسائل حل کرنے کے لئے کوئی جامع لائحۂ عمل طے کیا جاتا، اورمسلمانوں کو درپیش مسائل اور ان پر ہونے والے مظالم کا سدباب کرنے کے لئے کچھ سوچا جاتا،مگرآج لاکھوں حجاج حج سے فراغت کے بعد بغیرکسی مسئلہ پرغور کئے ہوئے اپنے ممالک کو رخصت ہوجاتے ہیں۔

بیسویں صدی کی علمی اور روحانی شخصیت حضرت امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ نے بارہا مسلمانوں کو

حج کی مقصدیت سے آگاہ فرمایا اور اپنے ارشاد میں واضح کیا کہ خداوند عالم نے حج اس لئے واجب قرار دیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان وحدت اسلامی قائم ہو سکے۔

حجاج کرام کو خطاب کرتے ہوئے آپ نے ارشاد فرمایا۔

''مسلمانوں کی ایک بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ حج کی حقیقت کو سمجھیں اور غور کریں کہ آخر کیوں ہم ہمیشہ اپنے کچھ مادی وروحانی وسائل اسے برپا کرنے کے لئے صرف کرتے ہیں۔

جاہلوں، خودغرض شارحین یاوظیفہ خوروں نے ابھی تک فلسفۂ حج یہ بتایا ہے کہ یہ ایک اجتماعی عبادت ہے اور زیارت وسیاحت کے لئے ایک سفر ہے۔ حج کو اس سے کیا سروکار کہ کیسے جیا جائے، جہاد کیسے کیا جائے، اور سرمایہ داری اور اشتراکی دنیا کا مقابلہ کیسے کیا جائے حج کو اس سے کیا سروکار کہ مسلمانوں اور محروموں کے حقوق ظالمین سے کیسے واپس لئے جائیں، حج کو اس سے کیا کام کہ مسلمان ایک عظیم طاقت اور دنیا کی تیسری قوت کے طور پر ابھریں حج کو اس سے کیا سروکار کہ مسلمانوں کو ایجنٹ حکومتوں کے خلاف ابھارا جائے۔ بلکہ حج تو صرف کعبہ اور مدینہ کی زیارت کا ایک سفر ہے۔ اور بس۔

جبکہ حج انسان کی صاحب بیت سے قربت اور اس سے اتصال کے لئے ہے۔ حج صرف چند حرکات اعمال اور الفاظ کا نام نہیں۔ خشک الفاظ وحرکات کے ذریعہ انسان اللہ تک نہیں پہونچتا۔ حج معارف اسلامی کا وہ مرکز ہے۔ جس سے زندگی کے تمام زاویوں کے لئے سیاست اسلامی کا مفہوم اخذ کرنا چاہئے۔

حج مادی وروحانی رذائل سے پاک ایک معاشرے کی تشکیل کا پیغام دیتا ہے۔ حج ایک انسان کی عشق آفریں زندگی کے تمام حصوں اور دنیا میں ایک کمال یافتہ معاشرے کی تجلی وتکرار سے عبارت ہے۔ مناسک حج مناسک زندگی ہیں۔

امت اسلامی کا تعلق کسی بھی نسل اور قوم سے ہو اسے ابراہیمؑ ہوجانا چاہئے تا کہ امت محمدیؐ سے اس کا ارتباط ہو سکے اور وہ متحد ہو جائے۔

حج توحیدی زندگی کی تنظیم، تمرین اور تشکیل کا نام ہے ۔ حج مسلمانوں کی مادی و روحانی صلاحیتوں اور قوتوں کے اظہار کا مرکز اور پیمائش کا معیار ہے۔

حج قرآن کی مانند ہے کہ جس سے سب بہرہ مند ہوتے ہیں لیکن مفکر، غواص اور امت

اسلامی کے درد آشنا اگر اس دریائے معارف میں اپنا دل اتاریں اور اس کے احکام وسیاست اجتماعی کے قریب ہونے اور گہرائی میں اترنے سے نہ ڈریں تو اس دریا کے صدف سے ہدایت رشد حکمت، اور حریت کے زیادہ گوہران کے ہاتھ لگیں گے۔ اور اس کی حکمت ومعرفت کے آب شیریں سے تا ابد سیراب ہوتے رہیں گے۔

لیکن کیا کیا جائے اور اس غم بے پایاں کو کہاں لے جایا جائے کہ حج قرآن ہی کی طرح مہجور ومتروک ہو چکا ہے۔ جیسے وہ کتاب زندگی اور صحیفہ کمال وجمال ہمارے خودساختہ پردوں میں پنہاں ہو چکا ہے۔ اس خلقت کا یہ گنجینہ جس طرح ہماری کج فکریوں کے ڈھیر میں دفن اور پوشیدہ ہو چکا ہے اور اس کی انس، ہدایت زندگی اور حیات بخش فلسفہ کی زبان وحشت مرگ اور قبر کی زبان تک گر چکی ہے۔ حج کا بھی یہی حال ہوا ہے۔

لاکھوں مسلمان ہر سال مکہ جاتے ہیں حضرت رسول اکرمؐ، حضرت ابراہیمؑ حضرت اسماعیلؑ اور جناب ہاجرہ کے نقش قدم پر اپنے قدم رکھتے ہیں۔ لیکن کوئی نہیں کہ جو اپنے آپ سے پوچھے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کون تھے؟ اور انہوں نے کیا کیا۔ ان کا مقصد کیا تھا اور وہ ہم سے کیا چاہتے تھے؟ گویا جس ایک چیز کے بارے میں نہیں سوچا جاتا وہ یہی ہے۔ یہ امر مسلم ہے کہ جو حج بے روح وبے تحرک ہو جس میں قیام نہ ہو جو بے برأت ہو جس میں وحدت نہ ہو اور وہ حج کہ جس کے ذریعہ کفر وشرک منہدم نہ ہو حج ہی نہیں ہے''[۱]

حضرت امام خمینیؒ کی تقریر کے اس اقتباس سے واضح ہے کہ حج کا مقصد اس وقت تک پورا نہیں ہوتا جب تک روح حج یعنی اسلامی معاشرہ میں وحدت واتحاد قائم نہ ہو لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ اس عظیم عبادت کو اس کی معنویت کو پیش نظر رکھ کر انجام دیں تاکہ یہ عبادت شرف قبولیت حاصل کر سکے۔

حوالہ:

۱۔ حج اجتماعی اور سیاسی عبادت ص ۱٦۵

فلسفۂ حج اور سرسید احمد خاں
(تفسیر القرآن کے حوالے سے)

ڈاکٹر توقیر عالم فلاحی
ریڈر شعبۂ سنی دینیات، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی

درحقیقت عبادت کی روح عبادت گزار کے خلوص اور اس کی تقویٰ و پرہیزگاری میں مضمر ہوا کرتی ہے اگر عبادتی اعمال کا مقصد محض نظارہ ودکھاوا ہے تو اس کے ذریعہ لوگوں سے داد تحسین تو حاصل کی جاسکتی ہے لیکن خوشنودی پروردگار کا حصول ناممکن ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے سرسید کی تحریروں کی روشنی میں حج کے مخلصانہ پہلوؤں کی نشاندہی کی ہے اور یہ بتانے کی کوشش کی ہے کہ عبادت گذار کو صرف اور صرف خداوند عالم کی رضا وخوشنودی کی فکر ہونی چاہئے، دنیا والوں کی خوشنودی کی پرواہ نہ کرنی چاہئے۔ (ادارہ)

اسلام جن پانچ مہتم بالشان ستونوں پر قائم ہے ان میں حج بیت اللہ کی انفرادیت اس لحاظ سے نمایاں ہے کہ یہ عبادت وقتی، مالی اور جانی تمام قسم کی قربانیوں کی شاہکار مثال پیش کرتی ہے۔ اس کی تعبیر یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ حقوق اللہ میں اسے اس لحاظ سے تفوق وبرتری کا مقام حاصل ہے کہ ہفتوں پر مشتمل اس عبادت میں بیک وقت جسمانی مشقیں برداشت کرنا پڑتی ہیں، وقت کی قربانی دینی ہوتی ہے، مال خرچ ہوتا ہے اور اعزہ واقارب سے دوری کا صدمہ بھی وقتاً فوقتاً کچوکے لگاتا رہتا ہے۔

وقتی، مالی اور جانی قربانیوں کا سنگم یہ رکن اسلام، اتحاد واتفاق اور روحانیت کے دل کش اور جاذب نظر مظاہر کا ترجمان اور اسلام کی اجتماعی قوت پر دلیل ناطق یہ عظیم الشان عبادت خدائے بزرگ وبرتر کی نگاہ میں مقبول ومنتخب دو عظیم ہستیوں خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ اور ذبیح اللہ حضرت اسماعیلؑ کی اہم ترین یادگار ہے۔ رب العالمین کے اشارے پر فدا ہوتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے اپنی شریکۂ حیات حضرت ہاجرہ اور شیر خوار پارہ جگر حضرت اسماعیلؑ کو بے آب وگیاہ ریتیلے میدان میں چھوڑ دیا تھا اور یہ گریہ وزاری کی تھی:

ربّنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیرذی زرع عند بیتک المحرم ربّنا لیقیموا الصلوٰۃ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیھم وارزقھم من الثّمرات لعلّھم یشکرون۔[1]

پروردگار! میں نے ایک بے آب وگیاہ وادی میں اپنی اولاد کے ایک حصے کو تیرے محترم گھر کے پاس لابسایا ہے۔ پروردگار! یہ میں نے اس لیے کیا کہ یہ لوگ یہاں نماز قائم کریں ۔ لہٰذا تو لوگوں کے دلوں کو ان کا مشتاق بنا اور انہیں کھانے کو پھل دے، شاید یہ شکر گذار بنیں۔

خلیل اللہ حضرت ابراہیمؑ اپنے لخت جگر حضرت اسماعیلؑ کے ساتھ اس خانۂ خدا کی از سرنو تعمیر میں والہانہ طور پر مصروف عمل ہوگئے اور بالآخر خدا کا یہ گھر تکمیل کے مرحلے کو پہنچا۔ اس مقدس گھر کا مقصد عالمگیر ہدایت ربانی کے اس فرمان میں واضح ہے:

واذبوأنا لابراهيم مكان البيت أن لا تشرك بى شيئًا وطهر بيتى لطائفين والقائمين والرّكع السّجود۔[۲]

یعنی یادکرو وہ وقت جب کہ ہم نے ابراہیمؑ کے اس گھر (خانۂ کعبہ) کی جگہ تجویز کی تھی (اس ہدایت کے ساتھ) کہ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرو، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام ورکوع وسجود کرنے والوں کے لئے پاک رکھو۔

دین اسلام کے فروغ وکامرانی اور غلبہ وتمکنت کی کوشش اس مرکزی جگہ مکہ سے مؤثر اور اثر آفرین ہوسکتی تھی اور اسلام کے عالمی پیغام امن وآشتی اور حقیقی فوزوفلاح کے لائحۂ عمل کو عام کیا جاسکتا تھا، اس لئے اس مقدس گھر کی تعمیر کے بعد وہ منشور واعلامیہ بھی جاری ہوتا ہے، جس میں ان دونوں جلیل القدر بزرگ ہستیوں کی آہ سحر گاہی اور دیرینہ تمناؤں کا ماحصل بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

واذّن فى الناس بالحج ياتوک رجالًاوعلى كل ضامرياتين من كل فجٍ عميق۔[۳]

یعنی اور لوگوں کے لئے اذن عام دے دو کہ تمہارے پاس ہر دور دراز مقام سے پیدل اور اونٹوں پر سوار آئیں۔

حج اسلام کا ایک عظیم رکن اور بڑی اہمیت کا حامل حق اللہ ہے۔ اس کی فرضیت کا اعلان قرآن مجید میں اس طرح ہے:

"ولله على الناس حج البيت من السطاع اليه سبيلاً ومن كفر فان الله غنى عن العالمين۔[۴]

یعنی لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتا ہو، وہ اس کا حج کرے اور جو کوئی اس حکم کی پیروی سے انکار کرے تو اسے معلوم ہونا چاہئے کہ اللہ تمام دنیا والوں سے بے نیاز ہے۔

حج بیت اللہ کی فرضیت واہمیت احادیث نبویہ سے بھی آشکار ہوتی ہے۔ ایک موقع پر رسول اکرمﷺ نے فرمایا: اے لوگوں! تم پر اللہ تبارک وتعالیٰ نے حج فرض کیا ہے، لہٰذا تم حج کرو۔ ۵

مذکورہ بالا آیت شریفہ میں فرضیت حج کا علان ہے وہاں اس بات کا بھی علم ہوتا ہے کہ اس فریضہ کو چھوڑنے والا شخص اسلام کے ایک رکن کو پامال کرنے کی وجہ سے کافر ہوجاتا ہے۔ احادیث نبویہ میں بھی اس ترک فریضہ کی سنگینی کو واضح کیا گیا ہے۔ شریعت زحمت نہیں رحمت ہے اور دین آسان ہے جو کائنات کے رب کی جانب سے تمام انسانوں کے لئے بیش قیمت سرمایہ ہے۔ رب ذوالجلال کی رحمانیت اور اس کی حکمت کا تقاضہ تھا کہ کسی کو مالا یطاق کا متحمل نہ بنایا جائے جیسا کہ اللہ رب العزت کی کتاب عزیز میں بھی یہ اصول واضح ہے۔ ۶

چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ بغیر کسی معقول عذر کے صاحب حیثیت شخص فریضے حج کو چھوڑ دے تو دین کی ایک اہم بنیاد کو نظر انداز کردینے یا مذہب کے ایک ستون کو عملی طور پر پامال کردینے کی وجہ سے اس شخص کے کافر ہونے میں کوئی شبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ بعض احادیث نبویہ ترک فریضہ کی سنگینی کو واضح کرنے میں راہ نما نقوش کی حیثیت رکھتی ہیں۔ رسالت مآبﷺ کا یہ فرمان قابل ملاحظہ ہے:

من ملک زاداً وراحلة تبلغه الی بیت اللّٰه ولم یحج فلا علیه ان یموت یهودیا او نصرانیا۔

جو شخص ایسے سامان سفر اور سواری کا مالک ہو جو اس کو بیت اللہ تک پہنچادے اور (اس کے باوجود) اس نے حج نہ کیا تو اس کے لئے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔

اس رکن اسلام کی پامالی کے مرتکب کی سنگینی وشنائت اس ارشاد نبوی سے بھی عیاں ہے:

من لم یمنعه من الحج حاجة ظاهرة اوسلطان جائر اومرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یهودیاً وان شاء نصرانیاً۔ ۷

جس شخص کے لئے کوئی ناگزیر ضرورت یا جابر حکمراں یا مہلک مرض مانع نہیں ہوا اور وہ بغیر حج کیے ہوئے مرگیا تو وہ چاہے یہودی ہوکر مرے یا نصرانی ہوکر۔

خلیفہ دوم کے قول سے بھی ترک فریضہ کے اس مذموم عمل کی شدت وسنگینی آشکار ہے:

”میں چاہتا ہوں کہ جو لوگ مطلوبہ اسباب ووسائل کے ہوتے ہوئے یہ فریضہ انجام نہیں دیتے ان پر جزیہ عائد کردوں اس لئے کہ وہ مسلمان نہیں ہیں۔ ۸

فرضیت حج کی ادائیگی میں تردد وتذبذب، بے فکری وبے اعتنائی اور اس کے دور رس اور انتہائی

تشویش ناک نتیجے پر بیسویں صدی کے ایک عظیم محقق کا یہ تبصرہ بڑا اہم اور معنی خیز ہے:

''جو لوگ قدرت رکھنے کے باوجود حج کو ٹالتے رہتے ہیں اور ہزاروں مصروفیتوں کے بہانے بنا کر سال پر سال یونہی گذارتے چلے جاتے ہیں، ان کو اپنے ایمان کی خیر منانی چاہیے۔ رہے وہ لوگ جن کو عمر بھر کبھی یہ خیال ہی نہیں آتا کہ حج بھی کوئی فرض ان کے ذمہ ہے، دنیا کے سفر کرتے پھرتے ہیں، کعبۂ یورپ کو آتے جاتے حجاز کے ساحل سے بھی گذر جاتے ہیں جہاں سے مکہ صرف چند گھنٹوں کی مسافت پر ہے اور پھر بھی حج کا ارادہ تک ان کے دل میں نہیں گذرتا ہے، وہ قطعاً مسلمان نہیں ہیں۔'' ۹

حج بیت اللہ ان موضوعات میں سے ایک اہم موضوع ہے جن پر وافر مقدار میں مختلف زبانوں میں تحریری سرمایہ موجود ہے ۔ جدیدیت کے علم بردار جن علماء اور دانشوروں نے اس اہم موضوع پر خامہ فرسائی کی ہے ان میں سرسید علیہ الرحمہ بھی ہیں۔ یہ بات حلقۂ ارباب علم ودانش میں معروف ہے کہ سرسید کی مرکزی شخصیت ایک عظیم المرتبت مصلح کی حیثیت سے ہے، لیکن اس میں بھی صداقت ہے کہ مختلف علوم وفنون میں انہوں نے زبان وقلم کے جوہر دکھائے ہیں۔

سرسید کے خطبات اور ان کی تحریریں اس بات پر آج بھی ناطق ثبوت ہیں کہ سرسید اسلام سے رشتہ منقطع کر کے عروج واقبال کو قطعاً مقصود ومطلوب نہیں قرار دیتے تھے۔ مولانا الطاف حسین حالی کے بقول مذہب کی ہی آغوش میں انہوں نے پرورش پائی تھی ۔ ۱۰ اور مذہب کی گود میں ہوش سنبھالا تھا۔ ۱۱

موج کوثر کے مصنف کے مطابق سرسید کی زندگی پر مذہب کا گہرا اثر تھا۔ اس وقت مذہب کی ترویج واشاعت اور فروغ وغلبہ کے لئے دو مشہور مکاتب فکر سرگرم عمل تھے۔ ایک شاہ عبد العزیز کا مدرسہ، دوسرا مرزا جان جاناں کے خلف شاہ غلام علی کی خانقاہ۔ پہلے میں ولی اللہ مسلک کی پیروی ہوتی تھی جب کہ دوسرے میں طریقۂ نقش بندیہ مجددیہ کی، سرسید نے روحانیت کے ان دونوں چشموں سے اپنے آپ کو سیراب کیا تھا۔ ۱۲

قرآن مجید عالم گیر ضابطۂ زندگی ہے، جو تمام شعبہ ہائے زندگی میں انقلاب کا ضامن ہے۔ اس میں مسائل ومشکلات کی عقدہ کشائی کا وافر سامان موجود ہے۔ اسے پوری انسانیت کے لئے نسخۂ شفا ہونے کا شرف حاصل ہے اور قیامت تک اس کے مالک نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے، چنانچہ صدیاں گذر جانے کے باوجود اس میں کوئی تغیر وتبدل واقع نہیں ہوا۔ یہ کتاب ان تمام لوگوں کے لئے چشمہ صافی ثابت ہوتی ہے جو متلاشیٔ حق اور جویائے ہدایت ہیں۔ قرآن مجید کی عظمت کے اس درخشاں فکری پہلو کے

علاوہ اس کا ادبی اور فنی پہلو بھی بے مثل او ر بے نظیر ہے، جس کے عشر عشیر تک بڑی سے بڑی انسانی کاوش نہیں پہنچ سکتی۔ کتاب اللہ کے یہ لاثانی اوصاف اور اس کے عالم گیر ہدایت ربانی ہونے کا تصور سرسید کے ذہن وقلب پر نقش ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایمان وایقان کی شاہراہ پر رہتے ہوئے وہ کتاب اللہ کو مرکزی حیثیت دیتے ہیں اور اس بات کا جرأت مندانہ اعتراف کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے مذہبی افکار میں بہت سی مشکلات اس لیے حائل ہوگئی ہیں کہ براہ راست قرآن سے استفادہ نہیں کیا گیا۔ چنانچہ انہوں نے اس بات پر زور دیا کہ اسلام کو سمجھنے کا سب سے معتبر اور مستند ذریعہ قرآن مجید ہے۔ ۱۳؎ کلام اللہ اور قانون فطرت کے توافق پر اصرار کرتے ہوئے بلاشبہ سرسید نے ہدایت ربّانی کی تعبیر وتفہیم میں بھی عقل ومنطق کی حکمرانی تسلیم کی ہے جس کی بنیاد پر مولانا حالی کی زبان میں سرسید سے رکیک لغزشیں سرزد ہوئی ہیں۔ ۱۴؎ سرسید نے اپنی تفسیر میں حج سے متعلق آیتوں کو خاص اہمیت دی ہے اور متعدد صفحات میں حج بحیثیت فریضہ دینی اور رکن اسلام، ارکان حج، مقاصد حج اور فوائد حج پر بڑی مدلل اور شافی گفتگو کی ہے۔

حج اس طور سے بھی جامع عبادت ہے کہ اس میں دینی اور روحانی فیوض وبرکات کے اکتساب کے ساتھ ہی ساتھ دنیوی منافع حاصل کرنے کا مجاز ٹھہرایا گیا بلکہ اس عظیم الشان عبادت کے لئے دنیا بھر کے لوگوں کی جوق در جوق آمد کا جہاں قرآن مجید میں تذکرہ ہے وہاں منافع کے حصول کو مقصد کے طور پر بتایا گیا ہے۔ قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ دیکھئے:

واذ بوأنا لابراهيم مكان البيت أن لا تشرك بى شيئًا وطهر بيتى لطائفين والقائمين والرّكع السجود واذن فى النّاس بالحج ياتوك رجالاًوعلى كل ضامرياتين من كل فج عميق ليشهدوا منافع لهم۔ ۱۵؎

یعنی اور جب کہ ہم نے ابراہیم کے لئے اس گھر کی جگہ مقرر کی اس ہدایت کے ساتھ کہ یہاں شرک نہ کرو، اور میرے گھر کو طواف کرنے والوں اور قیام کرنے والوں اور رکوع کرنے والوں کے لئے پاک صاف رکھو اور لوگوں میں حج کی عام منادی کردو کہ وہ تمہارے پاس آئیں، خواہ پیدل آئیں یا ہر دور دراز مقام سے دُبلی اونٹیوں پر آئیں تا کہ یہاں آکر وہ دیکھیں کہ ان کے لئے کیسے کیسے (دینی ودنیوی) منافع ہیں۔

اس آیت کریمہ کے تحت حج کی غایت سے متعلق سرسید اپنا موقف واضح کرتے ہیں:

’’حضرت ابراہیم نے بغرض آبادی مکہ اور ترقی تجارت یہ بات چاہی کہ لوگوں کے آنے اور

زیارت کرنے اور اس مقام پر معبود کی عبادت بجالانے کے لئے ایام خاص مقرر کیے جائیں تا کہ لوگوں کے متفرق آنے کے بجائے موسم خاص میں مجمع کثیر ہوا کرے اور سب مل کر خدا کی عبادت بجالاویں اور مکہ کی آبادی اور تجارت کو ترقی حاصل ہو۔'' ۱۶

آیۂ کریمہ کے اس ٹکڑے ''لیشهدوا منافع لهم'' کی تفسیر کے ضمن میں ترجمان قرآن حضرت عبداللہ ابن عباس کی رائے بھی حوالۂ ناظرین کرتے ہیں کہ'' منافع لهم، سے منافع الدّنیا والآخرة مراد ہے۔ منافع الآخرة بادعاء والعبادة ومنافع الدّنیا بالربح والتجارة مراد ہے، یعنی دنیا اور آخرت دونوں کے منافع مراد ہیں۔ آخرت کا منافع دعا مانگنے اور عبادت کرنے سے حاصل ہوتا ہے اور دنیا کا منافع فائدہ اٹھانے اور تجارت سے۔ اس کے بعد سرسید رقم کرتے ہیں:

'' آنحضرت ﷺ نے بھی اس رسم کو انہی اغراض کے لئے جاری رکھا کہ جس غرض سے حضرت ابراہیمؑ نے مقرر کی تھی، جس کا اشارہ اس آیت میں ہے:'' لیس علیکم جناحٌ ان تبتغوا فضلا من رّبّکم ''، یعنی حج کے دنوں میں اگر تم تجارت سے روزی کمانے کی تلاش کرو تو تم پر کچھ گناہ نہیں ہے... ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کی بنائی ہوئی مسجد میں لوگ نماز پڑھنے آتے تھے اور ابراہیمی طریقہ پر نماز پڑھتے تھے۔ جو سختی اور اضطراب کی حالت حضرت اسماعیلؑ اور ان کی ماں ہاجرہؑ پر صفاومروہ کے مقام پر پانی کی تلاش میں گذری تھی اور اس بے قراری کی حالت میں جس طرح اس نے اپنے خدا کو یاد کیا تھا اور دعا مانگی تھی اس کی یادگار میں وہی حالت اپنے اوپر طاری کرتے ہیں اور خدا کی عبادت کا اپنے دل میں جوش پیدا کرتے ہیں۔ موسم حج کا صرف تجارت کے نقطۂ نظر سے مقرر کیا گیا تھا تا کہ قوم اس سے فائدہ اٹھاوے اور ان ایام میں عرب کی قومیں قافلوں کے لوٹنے اور آپس میں لڑائی جھگڑوں سے باز رہیں۔'' ۱۷

فریضۂ حج کی ادائیگی کا ارادہ کرلینے کے بعد ایسے شخص کے مزاج میں زبردست تبدیلی آتی ہے، دل میں خدائی محبت کا شوق بھڑک اٹھتا ہے اور پھر نیک خیال آنے شروع ہوجاتے ہیں۔ گناہوں سے معافی کی فکر دامن گیر ہونے لگتی ہے۔ جھوٹ، عداوت، غیبت، چغلی اور دوسری تمام برائیوں سے نفرت ہونے لگتی ہے اور اس کے علی الرغم صدق وسچائی، اخوت ومحبت اور خیر خواہی وغم خواری کے جذبات فروغ پانے لگتے ہیں۔ اسے اس بات کا شدت سے احساس ہوتا ہے کہ رب ذوالجلال کے دربار میں اور اسکے کے سب سے محترم ومقدس گھر میں گناہوں کا بوجھ لادے نہ ہو، اس

لیے خیرات وحسنات کی طرف دل مائل ہوجاتا ہے اور سیات ومنکرات سے متوحش وتنفر ہونے لگتا ہے۔ اس طرح اگر دیکھا جائے تو کئی ماہ پر مشتمل ایک ٹریننگ کورس ہوتا ہے جس میں بندۂ خدا اپنے مقدس سفر پر جانے سے مہینوں پہلے اپنے اوپر نیکیوں کو طاری کر لیتا ہے۔ اپنی تفسیر القرآن میں سرسید نے سفر حج کے روحانی پہلوؤں پر بھی گفتگو کی ہے اور یہ واضح کیا ہے کہ اس سفر سے جو روحانی فیوض وبرکات حاصل ہوتے ہیں، وہ بے مثل ہیں۔ سرسید رقم طراز ہیں:

''اول اس بزرگ کی سالانہ یادگاری ہے جو دنیا کی قوموں کے لئے اور خدائے واحد کا نام دنیا میں پھیلانے اور فطرت اللہ یا دین اللہ کو تمام دنیا میں شائع کرانے کا باعث ہوا۔ ایسے بزرگوں کی یادگاری قائم رکھنا اور ان کے پرانے تاریخی واقعات کو زندہ کرنا انکے دائمی احسانوں کا اعتراف کرنا ہے اور اس بات کا ہمیشہ یاد رکھنا ہے کہ خدا نے کس طرح انسان تک اپنی برکت اور اپنا فضل پہونچایا تھا۔ یہ یادگاری آئندہ انہی نیکیوں اور فوائد کے جاری رکھنے میں بہت بڑی مددگار ہوتی ہے اور انسان کے دل کو نرم اور نیکیوں کی طرف راغب رکھتی ہے، ہمت بندھتی ہے، دل اور روحانی قوت نیکیاں کرنے پر تازہ ہوجاتی ہے۔ یہ ایک عملی طریقہ روحانی تربیت کا ہے جس کی مثل کوئی دوسرا طریقہ دنیا میں نہیں ہے۔ سویلیزیشن کے زمانہ میں جب کہ نیک دلی اور سچائی اور خداپرستی اور خدا کے احسانات کی یادگاری میں وہی وحشیانہ سوانگ بھرا جاوے تو اس کا نہایت قوی اثر دل پر ہوتا ہے خصوصاً جب کہ وہ ایک گروہ کثیر کے مجمع کے ساتھ ہو اور مجمع کا مجمع ایک شخص یا ایک ذات پاک کی یادگاری میں دیوانہ وار مستغرق ہو۔'' ۱۸؎

تقویٰ مخصوص یا محدود مفہوم میں مستعمل نہیں ہے۔ بندۂ خدا سے یہ تقویٰ صرف مسجد میں مطلوب نہیں ہے اور نہ ہی صرف قرآن مجید کی تلاوت اور سنن ونوافل کی ادائیگی کے وقت اس وصف کا مطالبہ ہوتا ہے، بلکہ یہ خوف خدا اور خشیت الٰہی سے عبارت ہے اور یہ وصف بندۂ مومن سے ہمہ آن اور ہمہ وقت مطلوب ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ برائیوں سے روکنے کی بابت اسے ایک موثر ترین حربہ کی حیثیت حاصل ہے۔ پولیس کا ڈنڈا، حکومت کا قانون، معاشرے کی کوئی روایت آبادی میں تو مؤثر ہوتی ہے، دن کی روشنی میں تو ان طریقوں کی افادیت کا قدرے اندازہ ہوتا ہے، شاہراہوں اور چوراہوں پر تو ان اسباب کی معنویت معلوم ہوتی ہے لیکن رات کی تاریکی میں، بند کمرے میں، آبادی سے دور کسی جنگل یا ویرانے میں جو طریقہ یا قانون دوررس اور پائدار اثرات ونتائج کا حامل ہوتا ہے

وہ صرف تقویٰ کا قانون ہے۔ اسی لیے ایسے سیکڑوں مقامات پر تقویٰ اور اس سے مشتق دوسرے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جن کا مقصد یہ ہے کہ اچھائیوں سے رغبت اور برائیوں سے اجتناب کے لئے اسے موثر ترین ذریعہ کی حیثیت سے سامنے لایاجائے اور اس کی افزائش کی تلقین کی جائے۔ دوسرے الفاظ میں کہاجاسکتا ہے کہ یہ ایسا ضابط وحکمراں ہے جو اگر دلوں پر حکمراں ہوجائے تو زندگیاں انقلاب آشنا ہوجاتی ہیں اور بالآخر یہ ایک انسان کو ہر جگہ مرضیٔ مولا کے حصول کا دل دادہ ومشتاق بنادیتا ہے۔

اسلامی عبادات کی روح در اصل یہی تقویٰ ہے، اگر عبادات روح سے خالی ہوجائیں تو وہ بے روح جسم کی طرح ہوجاتی ہیں اور پھر یہ ہرطرح سے بے وقعت ہوجاتی ہیں۔ نماز اپنی روح سے خالی ہوتو وہ جسمانی ورزش ہوجاتی ہے، زکوٰۃ اپنی روح سے خالی ہوتو محض اپنی دولت کے اشتہار کا ایک ذریعہ ہے، روزہ اپنی روح سے خالی ہونے پر بھوک ہڑتال سے موسوم ہوتا ہے اور اسی طرح حج اگر اپنی روح سے خالی ہوجائے تو یہ محض سیروسیاحت ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں جہاں حج کی فرضیت کا ذکر ہے اس کے آداب وشرائط میں سے ایک بنیادی شرط توشۂ راہ ساتھ لے لینے کی ہے اور بہترین توشہ تقویٰ کو قرار دیا جاتا ہے۔

وتزودوا فان خیر الزاد التقویٰ۔۱۹

یعنی اور زاد راہ لے لو پس بہترین زاد راہ تقویٰ ہے۔

حج صحیح معنوں میں تقویٰ کی روح کے ساتھ اس کے ارکان کی ادائیگی کا نام ہے، احرام باندھنا، طواف کرنا، وقوف عرفات کرنا، صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنا ، مزدلفہ میں قیام کرنا، رمی جمارکرنا، حلق کرنا اور قربانی کرنا ، یہ سب فرائض و واجبات اگر رسوم وروایات کی انجام دہی کی نیت سے ادا کئے جائیں، محبت الٰہی دلوں میں جاگزیں نہ ہو اور خوف خدا ذہن ودماغ پر حاوی نہ ہوتو اس کے ثمرات خیر یا نتائج حسنہ سے محرومی ہی ہاتھ آتی ہے۔

تقویٰ کی روح سے خالی حج پر سرسید کا قلم حرکت میں آتا ہے:

’’جولوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اس پتھر کے بنے ہوئے چوکھٹے گھر میں ایک ایسی متعدی برکت ہے کہ جہاں سات دفعہ اس کے گرد پھرے اور بہشت میں چلے گئے، یہ ان کی خام خیالی ہے، کوئی چیز سوائے خدا کے مقدس نہیں ہے۔ اسی کا نام مقدس ہے اور اسی کا نام مقدس رہے گا۔ اس چوکھوٹے گھر

کے گرد پھرنے سے کیا ہوتا ہے۔اس کے گرد تو اونٹ اور گدھے بھی پھرتے ہیں وہ کبھی حاجی نہ ہوئے۔ پھر دو پاؤں کے جانور کو اس کے گرد پھر لینے سے ہم کیوں کر حاجی جانیں۔ ہاں جو حقیقتاً حج کرے وہ حاجی ہے۔''

وقت ، مال اور جان کی قربانیوں کا سنگم یہ عظیم الشان رکن اسلام خدائے بزرگ و برتر کی ان معزز اور برگزیدہ ہستیوں خلیل اللہ حضرت ابراہیم اور ذبیح اللہ حضرت اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام کی اہم ترین یادگار ہے۔ صاحب حیثیت ہونے کے باوجود اس فریضۂ دینی کا تارک قرآن وسنت کی تعلیمات کی روشنی میں کفر کا مرتکب ہے۔ خلوص وللّٰہیت ، تقویٰ و وفاشعاری ،ایثار وقربانی اور اتحاد واتفاق اس فریضۂ دینی کے وہ قیمتی اسباق ہیں جو حج بیت اللہ کے تربیتی کورس سے مستنبط ومستفاد ہوتے ہیں۔ اس رکن اسلام کے فریضۂ دینی ہونے، اس کی اہمیت اور اس کے فیوض وبرکات پر جن علماء ودانش وروں نے فکر وفن کا سرمایہ لٹایا ہے اور زبان وقلم کا زور صرف کیا ہے ان میں انیسویں صدی کے ہندوستان کی ایک مشہور وممتاز اصلاح قوم کی علم بردار شخصیت سرسید احمد خاں کی ہے جنہوں نے دوسرے موضوعات کے ساتھ ساتھ حالات وضروریات کے تقاضے سے مجبور ہوکر تفسیر قرآن پر بھی اپنی توجہات مرکوز کی اور حج سے متعلق آیات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔ دلائل وشواہد کی روشنی میں اس موقف پر اصرار کرتے ہیں کہ ایک حاجی دینی اور دنیوی دونوں قسم کے منافع حج حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ سرسید کو اس بات پر شرح صدر حاصل ہے کہ یہ عبادت در اصل ایک بے مثل تربیتی کورس ہے جو ایک حاجی کو ان اوصاف وکمالات کا متحمل بنادیتا ہے جو خدا پرستی اور اس کی شکر گذاری کے خاص مظاہر ہوتے ہیں ۔ سرسید اس بات کو علی رؤس الاشہاد عام کرنا چاہتے ہیں کہ یہ عبادت اگر تقویٰ کی روح سے خالی ہے تو اسے حج سے موسوم قطعاً نہیں کیا جاسکتا اور یہ محض اس جسد خاکی کی طرح متصور کی جانی چاہئے جس سے روح پرواز کرگئی ہو۔

حوالہ جات:

۱۔سورہ ابراہیم: ۳۷

۲۔سورہ الحج: ۲۶

۳۔سورہ الحج: ۲۷

۴۔سورہ آل عمران: ۹۷

۵۔سورہ مسلم بن حجاج القشیری: الصحیح المسلم، ج ا،ص ۴۳۲
۶۔سورہ البقرہ: ۲۸۲
۷۔سورہ ابوعیسیٰ الترمذی، الجامع للترمذی، ج ا،ص ۱۰۰
۸۔ابوالاعلیٰ مودودی: خطبات (انگریزی ترجمہ) ص ۲۱۸، ۱۹۷ء
۹۔ابوالاعلیٰ مودودی: خطابت،ص ۲۸۰-۲۸۱، مرکزی مکتبہ اسلامی، دہلی ۱۹۹۴
۱۰۔ملاحظہ ہو: مجموعۂ لکچرز سرسید،ص ۱۸۰، بحوالہ عشرت علی قریشی: سرسید اپنے اقوال وافکار کے آئینے میں،ص ۶۳۔رابطہ عامہ،علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔
۱۱۔الطاف حسین حالی، حیات جاوید،ص ۲۷۷،فروری ۱۹۵۷ء، لاہور
۱۲۔محمد اکرام ،موج کوثر،ص ۸۷۔۷۹، ۱۹۸۷ء، دہلی
۱۳۔پروفیسر خلیق احمد نظامی ،سرسید احمد خاں،ص ۱۲۹، جون ۱۹۷۱ء،دہلی
۱۴۔الطاف حسین حالی، حیات جاوید،ص ۱۷۷
۱۵۔سورہ الحج: ۲۶۔۲۸
۱۶۔سرسید احمد خاں: تفسیر القرآن، جلد اول،ص ۲۴۹، ۱۰۵۳،مطبع عام، آگرہ
۱۷۔تفسیر القرآن ، ج ا،ص ۲۵۰
۱۸۔تفسیر القرآن ، جلد ا،ص ۲۵۰-۲۵۱
۱۹۔سورہ البقرہ: ۱۹۷

حج بیت اللہ الحرام مظہر وحدت اسلامی

ڈاکٹر سید محسن رضا عابدی: ہوگلی امام باڑہ، بنگال غربی

دنیا اس حقیقت سے بخوبی واقف ہے کہ مذہب اسلام ابتدائی مرحلہ سے لیکر آج تک نہ صرف وحدت اسلامی بلکہ عظمت انسانی اور احترام آدمیت جیسے اہم اسلامی اصول کی پیروی کرتے ہوئے وحدت انسانی کا علمبردار رہا ہے، چنانچہ علمائے اسلام کی جانب سے تقریب بین المذاہب کی راہ میں کی جانے والی جدوجہد اور اس کے سودمند نتائج کی ایک طویل تاریخ ہمارے درمیان موجود ہے، لیکن مسلمانوں کے درمیان وحدت واتحاد کی تشکیل اور آپسی غلط فہمیوں کے ازالہ کے سلسلے میں انقلاب اسلامی ایران نے جو نمایاں کامیابی حاصل کی ہے وہ یقیناً عدیم المثال ہے اور اس کامیابی کی ایک اہم وجہ قائد انقلاب امام خمینیؒ کا خلوص اور اپنے عقائد کا برملا اظہار اور دیگر اسلامی فرقوں سے اپنے عقائد پر باقی رہنے کا مخلصانہ اصرار ہے۔ فاضل مقالہ نگار نے اس سلسلے میں بعض اہم حقائق کی نشاندہی کی ہے۔

ایران کے اسلامی انقلاب کی تاریخ ساز اور روح پرور کامیابی نے جہاں ایک طرف ایرانی عوام کے درمیان سیاسی ودینی بیداری کی فضا قائم کی وہیں باہر کی دنیا میں مسلم امہ کے درمیان سیاسی ومذہبی تفوق اور تفکر کو مہمیز کرتے ہوئے اقوام عالم میں ایک بلند مقام عطا کرنے کے لئے اہم کردار ادا کیا۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں نے ان دونوں میدانوں میں ایک واضح اور پائیدار استحکام حاصل کرلیا۔ دنیائے سیاست کے متعفن ماحول میں مسلمانوں کی کوئی بھی صدا پادر ہوا سمجھی جارہی تھی اور انہیں ہر طرح کے استحقاق سے محروم کردینا بازیچۂ کفار بن چکا تھا۔ جس کی بنیاد پر ہر مسلمان عالمی سیاست کا شکار ہوکر مظالم کی چکّی میں پیسا جارہا تھا اور اس طرح مسلمانوں میں احساس محرومیت بڑھتا جارہا تھا۔ اس لئے کہ اقوام عالم میں مسلمانوں کی وکالت کرنے والی کوئی بھی قوت موجود نہیں تھی، جو اپنے اثرات کا مظاہرہ کرتی۔

جی ہاں! جو مسلم قوتیں موجود بھی تھیں وہ عالمی استکبار کی مطیع وفرمانبردار بنی ہوئی تھیں اور ہر سطح پر مسلمانوں کا استحصال وقت کا تقاضا بن چکا تھا۔ عالمی سیاست کی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں تھی جو دنیا میں صرف اپنے منافع کا نظام قائم کرکے اپنی بالادستی قائم و رائج کرنا چاہتے تھے۔ علاوہ برایں غرور وتکبر کے سایہ میں بیٹھ کر سیاست کے علاوہ دین ومذہب میں رخنہ اندازی پیدا کرنا مذکورہ عناصر نے اپنے لئے ایک شغل بنالیا تھا۔ مسلمان کمزور سے کمزور اور ہر میدان میں ضعیف تر ہوتا جارہا تھا۔ اس لئے کہ اس کے پاس کوئی عالمی قیادت موجود نہیں تھی اور نہ ہی کوئی مضبوط پناہ گاہ رہ گئی تھی۔ ایران کی اسلامی قیادت کی مدبرانہ

سیاست نے مستضعفین عالم کے لئے صبح امید کی صورت میں نمودار ہوکر مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ اب ہر مسلمان سوچنے پر مجبور ہوگیا کہ اقوام عالم کی منڈی میں ان کے لئے بھی آواز اٹھانے والا اور پشت پناہی کرنے والا کوئی موجود ہے، جو ہر محاذ پر مسلم امہ کی قوتوں میں اضافہ کا بہترین وسیلہ ہے۔

خدائے واحد کی رحمت سے اسلامی انقلاب کی قیادت وسیادت ایک خدا رسیدہ عالم دین آیت اللہ العظمیٰ حضرت امام خمینیؒ کے ہاتھوں میں تھی جنہوں نے عالمی استکبار کی ریشہ دوانیوں کو بخوبی سمجھا بھی تھا اور اپنی نگاہوں سے دیکھا بھی تھا۔ امام راحل رضوان اللہ علیہ نے اپنی حکیمانہ قیادت، مدبرانہ سیاست اور عالمانہ سیادت کے ساتھ دین وسیاست کو ایک ساتھ جوڑتے ہوئے مسلمانوں کے سیاسی، ملی، دینی اور مذہبی حالات پر خاص توجہ رکھی، جس کی وجہ سے عالمی استکبار پر خوف کا سایہ منڈلانے لگا اور ناپسندیدہ وجود وقوت اپنے لئے ایک خطرۂ عظیم کا احساس کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اس کے برعکس مسلمانوں میں مذہبی و دینی جمود ٹوٹ کر دینداری کا سورج اور عبادت الٰہی کا نور ساطع ہوگیا۔

مسلمانوں کے درمیان خداوند واحد کی عبادت زندگی کا اصل مقصد اور ان کے وجود کا مرکزی ہدف ہے۔ اس لئے اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے میں ہر مسلمان اپنے تمام مادی وروحانی وسائل کو استعمال کرکے رضائے خدا کا طالب رہتا ہے اور اس مقصد عظیم کو حاصل کرنے کی کوشش میں مصروف رہتا ہے۔ اور وہ یہ جانتا ہے کہ اس میں کسی طرح کی کمزوری مقصد تک نہ پہونچنے کی پہچان ہے۔ عبادات کی شان اسی وقت باقی ہے جب یہ روحانی مقصد ہر طرح سکون اور آزادی کے ماحول میں انجام پائے۔ خالق مطلق کے سامنے جب حاضر ہو تو آزادی وسکون قلب کے ساتھ سجدہ ریز ہوکر شکر منعم ادا کرنے والوں کی صف میں داخل ہوجائے۔ خوف کے عالم میں عبادات میں وہ لطف ولذت نہیں ہوتی ہے اور غلامی کی زنجیروں میں جکڑ کر عبودیت کا وہ لطف حاصل نہیں ہوتا ہے جو بندگی کی شان کے لئے لازمی ہے۔ عالمی استکبار نے مسلمانوں کے درمیان خوف کی فضا کو قائم کرکے دین وسیاست میں نفوذ کے ذریعہ انتشار اور افتراق کی کیفیت کو اپنے منافع مادی کے لئے بہترین وسیلہ قرار دیدیا۔ جسکی وجہ سے مسلم امہ کے دینی معاملات بھی انتشار کا شکار ہوگئے اور مسلمان اپنے ہدف سے دور ہوتا چلا گیا۔ لیکن انقلاب اسلامی کی کامیابی نیز امام خمینیؒ کی نورانی قیادت نے باطل کے تمام حربوں کو تار عنکبوت کی طرح نابود بناکر مسلمانوں میں دینی ومذہبی ماحول اس طرح تیار کردیا جو تاریخ عالم میں ایک روحانی مثال کی حیثیت اختیار کرگیا۔

خداوند قدوس کی جانب سے روحانی فرائض اور پاکیزہ عبادات میں حج بیت اللہ کو بعض قرائن کی بنیاد پر ایک رتبہ ومرتبۂ عظیم حاصل ہے۔ یہ عبادت اسلام کے بنیادی رکن میں داخل ہے، جس میں ہر ملک اور ہر نسل ورنگ کا مسلمان شریک ہوکر اپنے اتحاد و اتفاق ویگانگت کا مرقع پیش کرتا ہے۔طواف کعبہ کے وقت وحدت کلمہ کا ایک دلکش نظارہ ہوتا ہے جو دوسرے موقع اور دوسرے مقام پر مفقود ہے۔ خدائے واحد نے بیت اللہ کو کائنات کا مرکز قرار دیکر مسلمانوں کو ایک جگہ جمع ہونے کی دعوت دی۔ اس گھر کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ پروردگار نے عرش پر بیت المعمور بنا کر فرشتوں سے طواف کروایا اور اس کے بالکل محاذ میں کعبہ قرار دیکر مسلمانوں کا مطاف قرار دیا۔ اور اگر ہم غور کریں تو معلوم ہوگا کہ نماز کا حکم بعد میں آیا ہے اور کعبہ کا وجود نماز سے بہت پہلے سے ہے، کیونکہ قرآن میں خدا کا حکم ہے: اے مسلمانوں! تم جہاں بھی رہو اور جہاں کہیں بھی جاؤ نماز میں اپنا رخ کعبہ کی طرف کرلیا کرو۔ واضح رہے کہ خدانے تمام مسلمانوں کو ایک ہی سمت میں رخ کرکے نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اس لئے یہ طے ہے کہ نماز اسی وقت واجب ہوگی جب کعبہ پہلے سے موجود ہو۔ ایک ہی سمت میں یعنی کعبہ محترم کی طرف منہ کرکے نماز پڑھنا کائنات کے تمام مسلمانوں کے لئے وحدت کلمہ اوروحدت ملت کی نمایاں علامت ہے۔ اور کعبہ کو پروردگار عالم نے وحدت مسلمین کی نمایاں آیت قرار دیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس اعلیٰ نشانی اور نورانی آیت سے خداوند عالم کی توحید کا بھی بخوبی اظہار ہوجاتا ہے اس لئے کہ کعبہ وحدت مسلمین کی نشانی ہے تو اس کا پروردگار بھی خدائے واحد ویکتا ہے۔ علاوہ برایں خانۂ کعبہ میں صرف امیر المومنین علی بن ابیطالب علیہ السلام متولد ہوئے۔ لہٰذا آنحضرتؑ کی معرفت توحید سے بڑھ کرکسی اورکو معرفت توحید حاصل نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ نہج البلاغہ پر نظر رکھنے والے رطب اللسان ومتفق اللسان ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام سے بڑھ کر توحید شناس کوئی بھی نہیں ہے۔

واضح ہوچکا ہے کہ کعبہ محترم وحدت مسلمین کی علامت کے طور پر پوری دنیا میں متعارف ہے، جہاں ہر علاقہ اور ہر ملک کے مسلمان ایک ساتھ ایک ہی وقت میں ایک جگہ کھڑے ہوکر خود کو حضور پروردگار میں پیش کرتے ہیں اور کوئی پانچ ہزار سال سے بھی زیادہ عرصہ سے یہ سلسلہ جاری ہے جس میں ہر سال اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ اور جس کے عبادت کے اختتام کے بعد مسلمان اپنے علاقوں میں تزکیہ نفوس میں مشغول ہوجاتے ہیں۔ ہر جگہ توحید کا ڈنکا بجتا ہے اور وحدت مسلمین کا سرورانگیز نغمہ زبانوں پر جاری ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بدیہیات میں سے ہے کہ یہ اتحاد وحدت مسلمین باطل کے لئے کمر توڑ دینے والا

ایک کوڑھ ہے جس کا برداشت کرنا کسی طور پر بھی ممکن نہیں ہے۔ اور ایسی صورت میں اس روح پرور روحانی عبادت الٰہیہ کو باطل عناصر کے دست برد سے محفوظ رکھنا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ یہ متحقق ہے کہ امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی دور رس و دور بین نگاہوں نے باطل کے ارادوں کو بہت اچھی طرح دیکھا پرکھا اور پہچان لیا تھا، یہی وجہ ہے کہ امام راحل رحمۃ اللہ علیہ نے حج کے موضوع کو ایک خاص موضوع قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اس خطرہ سے آگاہ فرمایا اور اپنے ارشادات، احکامات اور پیغامات کے ذریعہ سے تمام عازمین حج کو وحدت مسلمین کے لئے آمادہ فرمایا۔ امام خمینیؒ نے اپنے ایک پیغام میں ارشاد فرمایا ہے:

''اسلامی معاشرہ کا سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ وہ ابھی تک بہت سے الٰہی احکام کی حکمت اور اس کے فلسفہ سے نا آشنا ہے۔ حج اتنی عظمتوں کا حامل ہونے کے باوجود ابھی تک بے جان لاحاصل، بے ثمر اور خشک عبادت کی شکل میں انجام دیا جارہا ہے۔ مسلمانوں کی ایک عظیم ذمہ داری اس حقیقت کا ادراک ہے کہ حج کیا ہے۔ ہم ہمیشہ اپنے مادّی اور معنوی وسائل کا ایک حصہ اس کی بجا آوری پر کیوں خرچ کریں؟ حج صرف حرکات وسکنات اور اعمال والفاظ کا نام نہیں ہے۔ خشک و بے جان حرکتوں اور الفاظ وبیان کے ذریعہ انسان خدا تک نہیں پہونچ سکتا۔ حج الٰہی معارف کا وہ خزانہ ہے جہاں زندگی کے تمام زاویوں میں اسلامی سیاست کے مفہوم کی جستجو کی جانی چاہئے۔ حج مادّی ومعنوی رذائل سے پاک معاشرہ کی تشکیل کا پیغام بر ہے۔ حج دنیا میں ایک ترقی یافتہ سماج اور انسان کی زندگی کے عشق کے تمام مناظر کی تجلی اور اسکا اعادہ ہے۔ مناسک حج مناسک زندگی ہیں۔ امت محمدؐ میں شمولیت اور آپسی اتحاد واخوت کے استحکام کے ذریعہ یدواحدہ بننے کے لئے ہر نسل وقوم سے تعلق رکھنے والی اسلامی امت سے تشکیل پانے والے معاشرہ کا ابراہیمی بننا ضروری ہے اور حج اسی توحیدی زندگی اور اتحاد وتنظیم کی مشق وتمرین ہے''۔

اس ارشاد کی روشنی میں ہم سب مل کر غور کریں کہ کیا حج کا قصد و ارادہ اپنے ہدف کامل کی جانب گام زن ہے اور اگر نہیں ہے تو کیوں نہیں ہے اور وہ کون سی طاقت ہے جو ان منافع کے لئے مانع وحارج ہے۔ اسے جاننے کے لئے امام راحل کے ارشادات سے استفادہ ناگزیر ہے، ایک دوسرے پیغام میں امام خمینیؒ فرماتے ہیں:

''مناسک حج کی ادائیگی کے لئے سرزمین وحی پر جمع ہونے والے غیور اور عزت دار مسلمانو! تمہارا فریضہ ہے کہ موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے راہ چارہ تلاش کرو مسلمانوں کے مشکل مسائل کے حل کے لئے تبادلۂ خیال کرو اور انہیں سمجھو۔ قابل توجہ بات یہ ہے کہ یہ بڑا اجتماع ہر سال حکم خدا سے اس

مقدس سرزمین پر فراہم ہوکر مسلمان قوموں پر فرض عائد کرتا ہے کہ اسلام کے مقدس اہداف، شریعت مطہرہ کے عالمی مقاصد اور مسلمانوں کی ترقی وبزرگی اور اسلامی معاشرہ کے اتحاد و یگانگت کی کوشش اور آزادی کے لئے نیز استعماری کینسر کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے ہم فکری پیدا کرو اور عہد کرو کہ ہر ملک کی مسلم قوموں کے مسائل اور ان کی مشکلات خود ان ہی کی زبانی سن کر ان کے حل میں کوئی امکانی دقیقہ اٹھا نہ رکھوگے۔"

غور کی جگہ ہے حج ہر سال ہورہا ہے حاجیوں کی تعداد میں اضافہ بھی ہے لیکن اسی کے ساتھ مسلمانوں کی مشکلات میں اضافہ بھی اسی کثرت کے ساتھ ہوتا جارہا ہے، ایسا کیوں ہے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا ہاتھ کیوں نہیں پکڑتا ہے، خود مسلمان مسلمان کا مخالف کیوں ہے، ایک مسلمان ملک دوسرے مسلمان ملک پر حملہ کیوں کرتا ہے؟ وجہ صاف ظاہر ہے کہ لوگ حج کے فلسفہ سے آگاہ نہیں ہیں۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ امام خمینیؒ کے افکار کو پھیلایا جائے اور آپ کی روایت کو جاری رکھا جائے۔

عالمی استکبار واستعمار کی ریشہ دوانیوں کے پیش نظر امام خمینیؒ کے دور میں اکثر وبیشتر حج سے متعلق سمینار، اجلاس اور کانفرنسیں منعقد ہوتی رہی ہیں۔ اور یہ سلسلہ ایران اور ایران سے باہر کی دنیا میں جاری تھا کچھ عرصہ سے یہ سلسلہ منقطع ہوگیا تھا۔ جس کا خاتمہ کرتے ہوئے اس سال حجۃ الاسلام والمسلمین آقائی ڈاکٹر کریم نجفی کلچرل کاؤنسلر خانۂ فرہنگ ایران نئی دہلی نے حج سمینار کی نشاۃ ثانیہ قائم کی ہے۔ میری دعا ہے کہ خداوند عالم موصوف کو مزید توفیقات سے آراستہ وپیراستہ فرمائے اور حج کی یہ سبیل فی سبیل اللہ کی صورت میں مسلم امہ کے استفادہ کا باعث ہو کیونکہ استعمار کا خطرہ باقی ہے اور ختم نہیں ہوا ہے۔ امام خمینی رضوان اللہ علیہ کی پیروی کرتے ہوئے رہبر معظم آیت اللہ سید علی خامنہ ای فرماتے ہیں:

"آج شیاطین یعنی سامراج کے سیاسی محاذ کی سب سے زیادہ کوشش اس بات پر مرکوز ہے کہ وہ مسلمانوں کو ان کے مستقبل سے ناامید کردے اور انہیں اپنی عظیم ثقافت اور علمی میراث سے بے اعتناء بنادے اور انہیں ہراس چیز سے الگ کردے جو مسلمانوں کو امید دلاتی ہے اور امت کو اپنے مستقبل کو استوار کرنے کی سوچ عطا کرتی ہے"

آیئے ہم سب مل کر سوچیں کہ پوری پاکیزگی اور خلوص کی ادائیگی کے ساتھ اور ارکان حج میں اپنے نفس امارہ کو کچلنے کے بعد واپس آنے والے حاجی سے کیا کسی کو کوئی خطرہ ہوسکتا ہے؟ نہیں! ہرگز نہیں۔ حج کی مکمل سعادت حاصل کرکے آنے والا مخرب معاشرہ نہیں ہوگا بلکہ وہ معاشرہ کا حق ادا کرنے

والا ہوگا، اس طرح کہ دوسرے مذاہب کے لوگ بھی امن وچین سے زندگی بسر کرسکیں گے۔ آج دہشت گردی کے ذمہ دار وہ افراد ہیں جن کی نگاہیں صرف مادی منافع پر مرتکز ہیں اورروحانیت سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اگر یہ افراد روحانی منافع کو اپنا ہدف قرار دیں تو دنیا سے دہشت گردی کا خاتمہ ہوجائے۔

امام خمینیؒ مسلمانوں کے درمیان وحدت کے تصور کو ناگزیر سمجھتے تھے اور اس کے لئے اپنے تمام افکار کو بروئے کارلانے میں کسی بھی تردد کا شکار نہیں تھے۔ایک جگہ فرماتے ہیں: ''اغیار کے ناپاک ہاتھوں نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے دورکردیا۔مسلمانوں کے درمیان تفرقہ پیدا کیا تاکہ خود بڑے پیمانوں پر فائدہ اٹھائیں اور ہمارے قومی ومعنوی ذخیروں کو تباہ وبرباد کردیں''۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: ''اغیار کے ناپاک ہاتھوں نے مسلمانوں کے درمیان جدائی اور تفرقہ پیدا کردیا تاکہ اس طرح وہ اپنے اہداف ومقاصد کو حاصل کرلیں اور ان کے قومی ومعنوی ذخیروں کو غارت وتاراج کردیں''

امام خمینیؒ کی نظر میں وحدت مسلمین کا بہترین موقع حج کی عبادت ہے۔ فریضۂ حج میں مسلمانوں کا ایک ہی جگہ ایک ہی لباس میں قیام ہے۔ اس بہترین مرکز سے مسلمانوں کو فائدہ اٹھانا چاہئے اور آپسی میل جول سے استعمار کے ناپاک ارادوں کوتاراج کردینا چاہئے۔ خدا کا شکر ہے کہ مسلمان امام خمینیؒ کے ارشادات کی بدولت وحدت کے سرور آگیں تصور سے آشنا ہوچکے ہیں اور یہ سلسلہ ابھی بھی جاری ہے اور انشاء اللہ حضرت امام مہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہ کے ظہور تک جاری رہے گا۔

مناسک حج یعنی اسلامی اتحاد و ہمدلی کا مظاہرہ

سید مختار حسین جعفری، پونچھ، کشمیر

حج ایک ایسی عبادت ہے جس کو اسلامی عبادت میں نمایاں اور منفرد مقام حاصل ہے۔ لفظ عبادت سے جو مفہوم انسانی ذہن میں متجلی ہوتا ہے اور اس کی جو تصویر صفحۂ ذہن پر ابھرتی ہے اس میں ایسا لگتا ہے کہ کہیں انسان قیام کی حالت میں ہے تو کہیں رکوع کر رہا ہے۔ کہیں پیشانی کو خاک پر رکھے ہوئے سجدہ ریز ہے تو کہیں ذکر و تلاوت میں مشغول ہے۔ کہیں محراب عبادت میں محو راز و نیاز ہے تو کہیں کسی کنج خلوت میں ذکر وفکر کے ساتھ جذب معبود حقیقی بن چکا ہے۔

عبادت کرنے والے کی پوری کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام نہ کر بیٹھے کہ جو فعل کثیر کا مصداق بن کر اس کی عبادت کو اکارت کردے۔ وہ نہ صرف ظاہری طور پر دائیں بائیں نہیں دیکھتا بلکہ اس جدوجہد میں رہتا ہے کہ اس کا دل بھی ادھر ادھر بھٹکنے نہ پائے، اس کی نگاہوں میں صرف معبود کا جلوہ ہو اور اس کی زبان پر صرف رب حقیقی کا ذکر ہو۔

عام طور پر انسان کی نظر میں کپڑے بدلنا، چکر کاٹنا، آگے پیچھے دوڑنا، سفر پر نکل جانا، کھانا پینا، سنگریزے چننا اور پھر انہیں کسی چیز پر مارنا، کسی مقام پر جاکر سوجانا، ناخن کٹوانا، بال کٹوانا یا سر منڈوانا، وغیرہ ایسے امور ہیں جنہیں عام طور پر عبادت کا درجہ حاصل نہیں ہے بلکہ یہ اس کی زندگی کے روز مرہ کے کام کہلاتے ہیں اور کچھ کام تو ایسے ہیں کہ جنہیں وہ کرنا پسند ہی نہیں کرتا، جیسے سنگریزے اکٹھے کرنا اور پھر انہیں کسی چیز پر مارنا جو بے جان ہے، بے حرکت ہے یا ایک جگہ سے دوڑ کر دوسری جگہ جانا اور پھر وہاں سے دوڑ کر اسی جگہ پر واپس آجانا اور پھر انہیں سنگریزوں کو کسی چیز پر مارنا جو بے جان ہے، بے حرکت ہے۔ عام حالات میں ان کاموں کو انسان اپنے لئے مناسب نہیں سمجھتا۔

مگر یہ خدا کی شان بے نیازی ہے کہ وہ جس کام اور جس حرکت میں چاہے حکمت پیدا کردے۔ اور جس میں سے چاہے حکمت کے عنصر کو غائب کردے۔ کہیں پر نماز حکمت ہی حکمت ہوتی ہے تو کہیں ایسا ہوتا ہے کہ اب نماز میں کوئی حکمت نہیں۔ کبھی روزہ حکمت سے مالامال ہوتا ہے تو کبھی وہی روزہ گمراہی اور نافرمانی کا مظہر بن جاتا ہے۔ کبھی دعا کرنا حکمت وعبادت ہے تو کبھی

دعا کچھ نہیں بلکہ تدبیر سب کچھ ہے اس کے راز کو سمجھنے کا راز مولا کی مولائیت کو تسلیم کرنے میں مضمر ہے مرضی معبود کی خاطر خلوص نیت اور احکام الٰہی کی پیروی میں انجام دی جانے والی یہ تمام عبادتیں عظمت اور واہمیت سے خالی نہیں ہوسکتیں۔ یہ صرف مولا کی مرضی ہے کہ کہیں چلنا پھرنا، چکر کاٹنا، سنگریزے جمع کرنا، کپڑے بدلنا، سائے میں نہ جانا وغیرہ جیسے بظاہر دنیاوی کام عظیم ترین عبادت بن جاتے ہیں۔ یہی اس کی حکمت ہے اور یہی اس کی مصلحت ہے، کہ مولا نے فرمایا ہے کہ اس لئے عبادت ہے۔ اور اسی سے حج کی انفرادیت سمجھ میں آتی ہے۔ اس کا راز امت اسلامی میں اور خدا والوں میں اور مولا کو مولا ماننے والوں میں، رحمت حق کا کلمہ پڑھنے والوں میں اور کملی والے پر اپنی جان نچھاور کردینے کا جذبہ رکھنے والوں میں، مدینے کی گلیوں کی دھول کو اپنی آنکھوں کا سرمہ سمجھنے والوں میں، کعبہ کو اپنا گھر سمجھنے والوں میں، ایک قرآن کو ماننے والوں میں، ایک خدا کو ماننے والوں میں ایک قبلہ کو تسلیم کرنے والوں میں ایک ہی طرح سے سجدہ ریز ہونے والوں میں، ایک ہی لحن اور زبان میں قرآن کریم کی تلاوت کرنے والوں میں اور ایک ہی سمت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے والوں میں اور ان سب کے ظاہر وباطن میں، اتحاد، یکجہتی، یکسوئی، یکرنگی، یگانگت اور وحدت پیدا کرنا ہے۔

تمام مناسک حج جو کل ملا کر بیس ہیں، بظاہر مختلف ہیں لیکن امت اسلام ان تمام مناسک کو مل جل کر انجام دیتی ہے۔ تمام مراسم کی انجام دہی میں اس کے اندر یکسوئی پائی جاتی ہے اور سب جگہ ایک ہی رنگ میں نظر آتے ہیں، جس کا مقصد عبادت کے ساتھ ساتھ وحدت اور اتحاد مسلمین کی مشق اور تمرین کرانا ہے۔ مثلاً جب حج کا بلاوا آیا تو اس انداز میں آیا کہ ارشاد ہوا'' **وللّٰہ علی النّاس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلاً** ''ان لوگوں پر جو استطاعت رکھتے ہیں اس گھر کا حج بجالانا واجب ہے۔ یہ وہی گھر ہے جسے اللہ نے سب سے پہلے تمام لوگوں کے لئے بنوایا۔ اور پھر اس کو پاک کیا اور فرمایا، ان طھرا بیتی لطائفین والعاکفین والرکع السجود **میرے گھر کو پاک کرو، طواف کرنے والوں** کے لئے، اعتکاف میں بیٹھنے والوں کے لئے اور رکوع وسجدے کرنے والوں کے لئے معلوم تھا کہ جب بلایا ہے تو لوگ آئیں گے، اور ہر جہت سے آئیں گے۔ ہر رنگ ونسل کے لوگ آئیں گے، مختلف پہناوے پہنے ہوئے آئیں گے، مختلف طبقات کے لوگ آئیں گے۔ مالا مال بھی ہوں گے، غریب بھی ہوں گے، صاحبان جاہ وحشم بھی ہوں گے اور تخت وتاج کے مالک بھی ہوں گے۔ اس نے گوارہ نہیں کیا کہ اس کے گھر میں جس کو اس نے سب کے لئے بنایا ہے کسی

کے ساتھ کسی طرح کا کوئی امتیازی سلوک ہو، لہٰذا اس نے ہر سمت میں کچھ جگہیں مقرر کروائیں اور ان کو میقات کا نام دیا اور حکم ہوا کہ وہاں پہونچ کر سب اپنے اپنے لباس اتار کر سفید پوش ہوجائیں اور اس بے نیاز کے گھر میں فقیر بن کر حاضر ہوں۔ چونکہ اب تک جو کچھ بھی کسی کے پاس تھا وہ اس کا اپنا نہیں تھا بلکہ اسی خدائے وحدہ لاشریک کا تھا۔تم سب اس کے بندے ہو، وہ غنی ہےتم محتاج ہو۔تم اس کی بات مانو، اپنے اپنے لباس اتارو اور اس کا لباس پہنو، اس کے رنگ میں رنگ جاؤ ''صبغة اللّٰه ومن احسن من اللّٰه صبغة'' اس کے رنگ سے اچھا بھلا کس کا رنگ ہوسکتا ہے۔ یہ ایسا لگتا ہے کہ ''ادخلوا فی السلم کافة'' کا مصداق بننے کی سب کو مشق کرائی جارہی ہے۔

اور جب حاجی احرام سے مزین ہوجاتا ہے تو کچھ کام اس پر حرام ہو جاتے ہیں جن کی تعداد جو کتابوں میں بیان کی گئی ہے وہ چوبیس ہے۔ اس کا مقصد حاجی کے اندر''انقطاع الی اللّٰه'' کی کیفیت پیدا کرنا ہے۔ اب تک تم لباس پہن کر اکڑتے تھے، ایک دوسرے کو دکھاتے تھے، ایک دوسرے پر فخر ومباہات کرتے تھے، جو خدا کو پسند نہیں، بلکہ وہ چاہتا ہے کہ تم لباس پہنو تو صرف اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے۔ یہ مت سمجھو کہ جس کا ظاہری لباس اچھا ہے وہ بڑا ہے اور جس کا لباس اچھا نہیں وہ چھوٹا ہے۔ اب جبکہ تم نے لباس تقویٰ پہن لیا ہے تو اب تم دنیا داری کا کوئی کام نہیں کروگے۔ کوٹھیوں کا رخ کرنا تو دور کی بات ہے تم سائے میں بھی نہیں جاسکتے، آدمی کو مارنے کا تو سوال ہی نہیں اٹھتا کہ جب تمہیں جوں اور مچھر تک مارنے کی اجازت نہیں۔تمہیں ''پر یاورن'' اور ماحولیات کا بھی لحاظ رکھنا ہے۔ خوشبو نہیں لگانا ہے۔ مجادلہ نہیں کرنا ہے، جب محرم سے رابطہ کرنے کی اجازت نہیں تو بدکاری کا تو خیال بھی دل میں نہیں لاسکتے، تمہاری عادتیں ٹھیک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تمہیں شوق بھی پورا کرنے دیا جائے اور ان ساری چیزوں پر پابندی اس لیے لگائی گئی ہے کہ تاکہ تم اللہ کا حکم ماننے کے عادی ہوجاؤ اور وہ بھی انفرادی طور پر نہیں بلکہ سب مل کر اللہ کا حکم مانو تاکہ اتحاد کا جذبہ پیدا ہوجانے کے ساتھ ساتھ اسلامی قوت اور شان وشوکت کا مظاہرہ بھی ہوجائے۔

وحدت نیت وعمل

حدیث میں ہے کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ نیت میں اگر خلوص ہے تو عمل کو خالص عمل کے خانہ میں رکھا جائے گا، لیکن اگر نیت میں خلوص نہیں ہے تو عمل

چاہے جتنا خوبصورت اور بڑا کیوں نہ ہو وہ خالص عمل کے زمرے میں شامل نہیں ہوسکتا۔ رب کریم کے نزدیک معیار خلوص ہے عمل کی مقدار یا کیفیت نہیں ہے۔ حج کے اعمال کی ابتدا بھی ایک رنگ کا لباس پہن کر قربۃ الی اللہ کی نیت سے ہوتی ہے۔ اگر نیت نہیں ہوگی تو عمل بے کار ہوجائے گا۔ اور ہر رنگ ونسل اور ملک وقبیلے والے اور ہر مسلک ومذہب رکھنے والے کو یہی نیت کرنا ہے تا کہ تمام دنیا کے انسان وحدت کی ڈور میں بندھ جائیں۔ اور اگر اس سے پہلے ان کے دل میں کوئی اختلاف یا تفرقہ کی بات تھی، رنگ ونسل کی برتری کا خیال تھا، ملک وقوم کی پرستش کا کوئی جذبہ تھا تو اس نیت کی وحدت کے آب زلال سے وہ صاف ہوجائے اور سارے مسلمان اللہ کی رسی سے بندھ جائیں اور ان سب کی توجہ صرف ایک مرکز کی طرف ہوجائے اور وہ ''انتم الاعلون ان کنتم مومنین ''کا حقیقی مصداق بن کر دنیا میں سربلندی کا طمغہ اپنے نام کرلیں۔

نیت بھی ایک ہی رکھی گئی ہے اور عمل بھی ایک جیسا کرنے کو کہا گیا ہے تا کہ وحدت ویگانگت کا جذبہ دلوں میں پختہ ہوجائے اور پھر ایک بار حج کرنے کے بعد کسی کے اندر نسلی اور قومی وملکی تعصب خاص طور سے مسلمانوں کے حوالے سے باقی نہ رہ جائے۔

حج کے اعمال کے اندر وحدت کا درس اتنا واضح ہے کہ جس کو سمجھنا ہرگز مشکل نہیں۔ کسی بھی عمل میں دنیا بھر کے مسلمانوں میں کہیں بھی اختلاف نظر نہیں آتا۔ میقات سے خانہ کعبہ اور وہاں سے صفاومروہ، پھر عرفات ومشعر اور اس کے بعد منیٰ اور اس کے بعد ایک بار پھر طواف ونماز۔ جہاں بھی دیکھو سارے حاجی ایک ہی سمت میں چلتے ہوئے نظر آتے ہیں، یہ اتحاد کی ایک ایسی پریڈ ہے جسے خداوند عالم مسلمانوں سے ہر سال کرواکر انہیں یہ سمجھانا چاہتا ہے کہ جس طرح تم جسمانی طور پر اور حج کے دوران عملی طور پر متحد ہواسی طرح اگر تمہارے دل بھی متحد ہوجائیں کہ جن کو ہونا چاہیئے۔ تمہارے عقاید ونظریات میں بھی اتحاد پیدا ہوجائے کہ جسے ہونا چاہیے اور تم سب مل کر'' واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعاًوّلاتفرقوا'' کے مصداق بن جاؤتو دنیا کی بڑی سے بڑی طاقت بھی روئے زمین پر خدائی حکومت کے قیام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتی اور پھر بیت المقدس کی آزادی تو کوئی بڑا مسئلہ نہیں۔ دنیا کا ہر خطہ ناپاک صہیونیوں اور استعماری واستکباری طاقتوں کے وجودنحس سے پاک ہوسکتا ہے اور روئے زمین کا ہر خطہ'' من دخلہ کان امنا '' کا جلوہ پیش کرسکتا ہے۔ مگر آج تک ایسا ہوا نہیں۔ اس کی وجہ اگر جاننا ہے تو امام زین العابدینؑ سے ابوبصیر بن کر پوچھنا پڑے گا اور تب نظر آئے گا کہ اتنی

بڑی بھیڑ میں حاجی کتنے ہیں !!!

اتحاد طواف کی صورت میں

مناسک حج میں سے ایک اہم عمل طواف ہے۔ حجر اسود سے شروع کر کے واپس حجر اسود تک خانہ کعبہ کے گرد سات چکر لگانے کو طواف کہا جاتا ہے۔ بلا تفریق مذہب وملت رنگ ونسل اور ملک وکشور سب کو ایک ہی دائرے میں ایک ہی جہت میں گھومنا ہے اور ہر ایک کو اپنے دل ودماغ میں صرف بیت حق ، کعبۃ اللہ کا تصور رکھنا ہے جو مرکز توحید ہے اور محور وحدت ہے۔ یہ مشق کرانے کا مقصد تندرستی بنانے کے لئے پریڈ کرانا نہیں بلکہ اس باور کو دلوں میں بٹھانا ہے کہ تم سب کا مبدا ذات احدیت ہے اور تمہارا معاد بھی وہی ہے۔ پھر تمہارے منھ الگ الگ کیوں ہیں؟ تمہارے نظریات میں، تمہاری رفتار میں اور تمہارے سیاسی ، سماجی ، اقتصادی اور اجتماعی کردار میں بعد مشرقین کیوں ہے ؟ کیا دین اسلام تمہارے لئے اتحاد کا محور نہیں بن سکتا؟ اسلام جیسا جامع ومانع اور ہمہ جہت وہمہ گیر قانون ہوتے ہوئے تمہیں حکومت چلانے کے لئے خود سے قانون بنانے کی کیا ضرورت ہے ؟ تمہاری ہر ضرورت کو ہر دور میں اور ہر خطے میں بلکہ اقطار آسمان و زمین سے باہر بھی پورا کرنے کے لئے اور تمہارے ہر سوال کا جواب دینے کے لئے جب اللہ نے ایسے اہل ذکر کا انتظام پہلے ہی کردیا تھا کہ جن کے علم کا سرچشمہ خود ذات الٰہی ہے، جو معصوم ہیں، جن سے غلطی نہیں ہوتی، جو بھول چوک کا شکار نہیں ہوتے تو پھر تمہیں غیر معصوموں کے انتخاب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ کہ جن کی وجہ سے اختلاف ہوا اور تم فرقوں میں بٹ گئے اور دنیاوی سیاستمداروں نے تمہاری تقسیم سے فائدہ اٹھا کر تمہیں ایک دوسرے سے بہت دور کردیا۔

طواف کے ہر چکر میں تم یہی سوچو کہ اس گھر کا مالک قادر ہے ، عالم ہے، خالق ہے، رازق ہے، جو چاہے کرسکتا ہے، سب سے بڑا ہے، مہربان ہے، مدد مانگنے والوں کی مدد کرتا ہے۔ جو اس کی طرف چل کر جاتا ہے وہ اس کی طرف دوڑ کر آتا ہے، پھر پیدا کیا ہے، جان دی ہے، نعمتیں دی ہیں، اعضا وجوارح دیئے ہیں۔ خلاصہ یہ کہ زندگی دی ہے تو زندگی بسر کرنے کا طریقہ بھی بتایا ہے تو پھر کیوں ہم اِدھر اُدھر بھٹکیں ، دوسروں سے قانون کی بھیک کیوں مانگیں؟ کیوں نہ اس کے بنائے ہوئے قانون پر عمل کریں ۔اگر ایسا کریں گے تو اتحاد ہوجائے گا۔ جب اتحاد ہوگا تو شیطانی طاقتوں کا

مقابلہ کرنے کی طاقت وہمت پیدا ہوجائے گی، جس کے نتیجے میں کسی کی داداگیری نہیں چلے گی۔

طواف کے چکروں کے ذریعہ خداوند عالم تمہارے اندر یہ شعور پیدا کرنا چاہتا ہے کہ تمہاری حرکت ورفتار کا محور ایک ہونا چاہئے اور تمہیں اس ذات یکتا کو قدرت کا سرچشمہ ماننا چاہئے کہ جس کے قبضے میں پوری کائنات کی جان ہے۔ تم بڑی طاقتوں سے کیوں ڈرتے ہو؟ کیا خدا سے بھی بڑی کوئی طاقت ہے؟ تم ترقی حاصل کرنے کے لئے خدا کی دشمن طاقتوں کی بنائی ہوئی ڈگر پر کیوں چلتے ہو؟ جبکہ سبھی اہل شعور جانتے ہیں کہ ترقی کا راز علم ہے اور علم کا ماخذ اور سرچشمہ قرآن اور اہلبیتؑ ہیں، جن سے تمسک تمہارے لئے آسان ہے۔ اور یاد رکھو کہ اتنا بڑا علم کا سرچشمہ نہ کسی اور کے پاس تھا نہ اور نہ کبھی ہوگا۔ فأين تذهبون؟!!

صفاومروہ کے درمیان سعی اور درس اتحاد وہمدلی

اعمال حج میں سے ایک عمل صفاومروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سعی ہے۔ یہ ایک خاتون کی سعی وتلاش کی تاسی اور پیروی ہے جو اولوالعزم پیغمبر کی شریک حیات تھیں۔ حضرت ابراہیمؑ بحکم خدا انہیں ان کے بچے جناب اسماعیلؑ کے ہمراہ اس وادی غیر ذی زرع میں چھوڑ آئے تھے۔ بچے کو پیاس لگی مگر ماں کے پاس پلانے کے لئے پانی نہ تھا۔ ماں پانی کی تلاش میں بچے کو اکیلا چھوڑ کر نکل پڑی۔ اسی تلاش میں وہ کبھی صفا کی طرف جاتی تھیں تو کبھی مروہ کی طرف، ادھر ماں کی تگ ودو جاری تھی اور دوسری طرف بچہ ایڑیاں رگڑ رہا تھا۔ دونوں کو آب حیات کی تلاش تھی۔ خدا کو ان کی تلاش پسند آئی، تو اس نے جہاں اسماعیل ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں زم زم حیات پیدا کردیا۔ محنت رنگ لائی۔ بچے کی جان بچ گئی۔ جناب ہاجرہ نے خدا کا شکر ادا کیا۔ پروردگار عالم نے ان کے اس عمل کی تاسی کو مسلمانوں کے لیے واجب کردیا کہ جب تک وہ صفاومروہ کے درمیان حضرت ہاجرہ کے انداز روش کی پیروی کرتے ہوئے سات چکر نہیں لگالیتے، ان کا حج مکمل نہیں ہوتا۔

اس عمل کی تمرین ہر حاجی کو کرنی پڑتی ہے، جس سے مسلمانوں کے اندر یہ احساس پیدا کرنا مقصود ہے کہ اگر کہیں دنیا کے کسی ایک کونے میں حتیٰ مسلمانوں کے کسی ایک بچے کی جان کو اگر خطرہ لاحق ہوتو سب پر واجب کفائی ہے کہ یکسو اور یکجہت ہوکر اس کی جان بچانے کوشش کریں۔ اور جب تک اس کی جان کو درپیش خطرہ ٹل نہ جائے اپنی کوشش جاری رکھیں۔ اور یہ کام بلا تفریق مذہب

وملت اور رنگ ونسل سبھی کو کرنا چاہیے۔

صفا ومروہ تو اس بات کی علامت ہے کہ تمہارا ہدف بھی مشترک ہے اور تمہارا دشمن بھی مشترک ہے ۔لہٰذا تمہاری حرکت اور یکجہتی میں بھی اشتراک اور وحدت ہونا چاہئے ۔تم سب مل کر اس بچے کو بچاسکتے ہو جو اسلام کی شکل میں ، دین حیات بخش کی صورت میں آئین زندگی کے روپ میں اور قانون الٰہی کے بھیس میں تمہارے سامنے ایڑیاں رگڑ رہا ہے۔ اور تمہارا مشترکہ دشمن اس کی جان کے درپے ہے۔ اس کی تمام تر سازشیں اسلام کو مٹانے کے لئے ہیں۔ وہ طرح طرح کے حیلوں بہانوں اور ہتھکنڈوں کے ذریعہ تمہارے درمیان تفرقہ کا بیج بو رہا ہے ۔ دہشت گردی کو مٹانے کا بہانہ بنا کر وہ بے دریغ مسلمانوں کا خون بہا رہا ہے۔

اے صفا ومروہ کے درمیان اپنے بھاری بھرکم جسموں کے ساتھ چکر لگانے والو! کیا اسرائیل کے ہاتھوں ظلم کا شکار ہونے والے فلسطینیوں کے آوارہ، بے سروساماں، سسکتے بلکتے بچوں کی فریاد تمہارے دل نہیں دہلارہی ہے؟ کیا افغانستان کے مسلمانوں کو جس بیدردی سے جدید تر مہلک اور تباہ کن ہتھیاروں کا نشانہ بنایا جارہا ہے ، ان کے گھروں کو خاک کے ڈھیروں میں تبدیل کیا جارہا ہے، ان کے اقتصادیات پر کاری ضرب لگائی جارہی ہے، ان کے قدرتی ماحول کو آلودہ کیا جا رہا ہے عورتوں کو بیوہ اور بچوں کو یتیم بنایا جارہا ہے ،مردوں کو اسیر کرکے ''ابوغریب'' جیسے پردہشت واذیت اور وحشیت وبربریت کے اڈوں میں حیوانیت ودرندگی کا شکار بنایا جارہا ہے، دنیا میں کہیں بھی اگر اسلام کے نام پر کوئی آواز اٹھتی ہے تو اس کو بنیاد پرستی قرار دے کر سختی سے دبا دیا جاتا ہے ۔کیا یہ تمہارے لئے درس عبرت نہیں ہے ؟ !! صفاومروہ کے درمیان تمہاری یہ سعی آخر کب حقیقت کا روپ اختیار کرے گی اور کب تم متحد ہو کر دشمنوں کو اپنی سرحدوں سے دور بھگاؤ گے اور اپنے مسائل خود حل کرنے کی فکر وکروگے؟ دشمن کیوں تمہارے داخلی واندرونی مسائل میں مداخلت کرکے تمہاری آزادی کو تم سے چھین رہا ہے؟ اس کی وجہ تمہارے اندر اسلامی جذبے کا نہ ہونا ہے۔تمہاری اسلامی غیرت مرچکی ہے، تمہارے سروں پر عیش وعشرت اور اقتدار وحشمت اور بادشاہت وحکومت کا بھوت سوار ہوچکا ہے ۔تمہارا مشترکہ دشمن تمہارے اندر افتراق ونفاق کا بیج بوکر اور تم میں سے بعض کے لئے سامان عشرت فراہم کرکے کچھ کو گلے لگارہا ہے اور تمہارے ملکوں میں اڈے بنا کر کچھ مسلمانوں کے گلے کاٹ رہا ہے۔ یاد رکھو! آج اس کی باری ہے تو کل تمہاری باری آئے گی۔ جس طرح آج تم

افغانستان ،عراق اور فلسطین کی مدد نہیں کررہے ہو،کل جب تمہارا نمبر آئے گا تو وہ بھی تمہاری مدد نہیں کریں گے۔

مسلمان مراسم حج سے سبق حاصل کریں اور اپنے داخلی مسائل کو قرآن وسنت کی روشنی میں خود حل کریں ۔ اور اگر ان مسائل کے حل کو اللہ ورسولؐ اور اولی الامر کے اوپر چھوڑ دیں تو اس سے بہتر اور کوئی حل ہی نہیں ہے۔تمہاری سارے مسائل کا حل اتحاد وہمدلی میں ہے۔

تمہیں کیا ضرورت ہے امریکہ کے کٹھ پتلی ادارے، اقوام متحدہ کا دست نگر بننے کی اور اس سے اپنے مسائل کا حل کرنے کی اپیل کرنے کی؟ کیا وہ ادارے تمہارے بنیادی مذہبی شعائر یعنی قرآن وسنت کی روشنی میں مسائل کو حل کرتا ہے اگر نہیں تو پھر اس کی طرف رجوع کرنا، گناہ نہیں تو اور کیا ہے؟ تمہارا اپنا ایک بین الاقوامی ادارہ ہونا چاہئے جو قرآن وسنت کی روشنی میں مسلمانوں کے مشترکہ مفادات کو نظر میں رکھتے ہوئے ان کے مسائل کو حل کرے تمہارا اپنا ایک ''جنیوا'' ہونا چاہئے، بقول شاعر مشرق علامہ اقبال:

''تہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا''
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

عرفات تا مشعر،فکر اتحاد کا ایک سنہری موقع

۹رذی الحجہ روز عرفہ ہے ، دنیا بھر سے آئے ہوئے حاجی چاروں طرف سے عرفات کی طرف کوچ کرتے ہیں اور میدان عرفات میں زوال سے غروب آفتاب تک قیام کرنے کے لئے جمع ہوجاتے ہیں۔ یہاں دنیا بھر کے مسلمانوں کا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اور اس اجتماع کو عرفات میں وقوف کرنا ہوتا ہے۔ لیجئے ! پروردگار عالم نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے نمائندہ جتھوں کو لاکر ایک میدان میں جمع کردیا ہے۔ اب یہاں زوال سے لے کر غروب تک کچھ نہیں کرنا ہے۔صرف یہ سوچنا ہے کہ سب یہاں کیوں جمع ہوتے ہیں، اور خداوند متعال اس اجتماع سے مسلمانوں کے اس جم غفیر سے کس مقصد کے حصول کی توقع رکھتا ہے؟ آخر اتنا بڑا اجتماع منعقد کرانے سے اس کا مقصد کیا ہے؟ کیا رب قدوس یہ چاہتا ہے کہ حاجیوں کو میدان حشر کا منظر دکھایا جائے تاکہ قیامت کے بارے میں ان کا یقین پختہ ہوجائے یا اس کے علاوہ کوئی اور مقصد بھی ہے؟ شاید وہ مسلمانوں کو متحد ہوکر سوچنے

کا موقع دے رہا ہے کہ مسلمان اپنی حالت پر غور کریں۔ توحید پرستوں کا اتنا بڑا نمائندہ اجتماع ہے جس میں دنیا کے ہر خطے کے لوگ شریک ہیں اور اپنے اپنے خطوں میں ان کے پاس اقتدار بھی ہے، ثروت بھی ہے، جاہ و حشم بھی ہے اور قوت فکر و تعلق بھی ہے ناخن تدبیر بھی ہے اور تقدیر کی ہمراہی بھی ہے، وہ علم وہنر کی دولت سے مالا مال بھی ہیں۔ مادی ذخائر کی ان کے پاس کوئی کمی نہیں ہے، ثروت ودولت کے حیات خیز منابع ان کے پاس موجود ہیں، جن کا دنیا کے چرخ اقتصادیات کو گھمانے میں کلیدی کردار ہے۔ آفاق وانفس ان کے زیر نگیں ہیں۔ اور پھر ان سارے مادّی واقتصادی ذخائر ومنابع کے ساتھ اگر یہ چاہیں اور سب مل کر خود کو" ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم ویثبت اقدامکم" کے الٰہی سانچے میں ڈھال لیں تو تائید غیبی بھی ان کے شامل حال ہوسکتی ہے۔ جی ہاں! تائید الٰہی اس عظیم چیز کا نام ہے کہ جو چاند کے ٹکڑے کرسکتی ہے ڈوبے ہوئے سورج کو پھر سے افق مغرب سے طلوع ہونے پر مجبور کرسکتی ہے۔ سنگریزوں سے کلمہ پڑھواسکتی ہے اور ہاتھوں سے ٹپکنے والے پانی کے قطروں کو لعل وجواہر میں تبدیل کرسکتی ہے۔ دوانگلیوں پر باب خیبر کو اٹھاسکتی ہے اور احد میں ہاری ہوئی جنگ کو جیت میں بدل سکتی ہے، ڈھائی ہزار سالہ شہنشاہیت کا تختہ پلٹ سکتی ہے اور فرعون ونمرود عصر، صدام جیسوں کے غرور کو خاک میں ملاسکتی ہے۔ جس کے اشارے سے وہائٹ ہاؤس میں زلزلہ آسکتا ہے اور جس کی جنبش لب سے اور جنبش قلم سے روس کے ٹکڑے ٹکڑے ہوسکتے ہیں، تائید غیبی کے اسلامی پرچم کی بلندی سے بڑی بڑی طاقتیں لرزہ براندام ہوکر بوکھلاہٹ کا شکار ہوسکتی ہیں۔ عرفات قیامت کا منظر بھی پیش کرتا ہے مگر اس کا مقصد مسلمانوں کو خواب غفلت سے بیدار کرنا ہے تاکہ وہ اپنے مشترکہ دشمن کو پہچانیں اور اسلام کو، دین الٰہی کو، آئین حیات بخش کو اس بڑے شیطان کی سازشوں، چالبازیوں، ریشہ دوانیوں اور مکروہ چالوں سے بچانے کے لئے، اور اسلام اور آئین خداوندی کی حقانیت، صداقت، پختگی، پاکی، اور ہمہ گیریت اور دوام کا لوہا منوانے کے لئے اس دشمن پر کاری ضرب لگائیں۔

حج کے اعمال میں وقوف عرفات مسلمانوں کو فکر کا موقع فراہم کرتا ہے تاکہ وہ باہمی یکجہتی اور اتحاد کے محور ومرکز کو تلاش کریں اور جب ان کو مرکز کا پتہ چل جائے تو اس مرکز کے پرچم کے نیچے جمع ہوکر دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے جس طاقت کی ضرورت ہے وہ طاقت فراہم کریں اور سب یکجا ہوکر دشمن پر یلغار کریں اور اپنے کھوئے ہوئے وقار کو پھر سے حاصل کرلیں۔

اسی مقصد کے حصول کے لئے مسلمانوں کو جو حج کرنے کے لئے گئے ہیں یادرکھنا چاہئے کہ اگر عرفات میں تمہارے اندر ہمدلی پیدا ہوگئی ہے اور تم نے اتحاد قائم کرنے کا عزم بالجزم کرلیا ہے اور اب تم نے اپنے مشترکہ دشمن کو شکست دینے کی ٹھان لی ہے، تو اب تمہیں ہتھیاروں کی ضرورت ہے، اب تمہیں ''واعدولهم مااستطعتم من قوه ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم "کا مصداق بننا ہے اوراس الٰہی فرمان کو عملی جامہ پہنانا ہے۔ لہٰذا دن کے اجالے کا انتظار نہ کرو، بلکہ رات کی تاریکی میں خود کو مشعر پہونچاؤ، وہاں سے کنکریاں جمع کرو اور صبح ہوتے ہی اپنے آپ کو اس مقام پر پہونچاؤ جو تمہیں ایک عظیم قربانی کی یاد دلائے گی جو حضرت ابراہیمؑ نے اپنے فرزند کو بظاہر ذبح کرکے خدا کی راہ میں پیش کی تھی۔ وہاں تمہارا سامنا اس مردحق کو پریشان کرنے والے تین شیطانوں کے مجسموں سے ہوگا، تم صدق دل سے اگر ان پتھر کے بنے ہوئے شیطانوں کو مارنے میں کامیاب ہوگئے تو ہوسکتا ہے کہ خدا تمہیں توفیق دے اور تم خدا اور اسلام کے دشمن اور خود اپنے دشمن اصلی انسانی روپ میں پائے جانے والے شیطانوں کو بھی مارنے میں کامیاب ہوجاؤ۔ مگر شرط یہ ہے کہ جس طرح پتھر کے شیطانوں کو سب متحد ہو کر مارتے ہیں اور رنگ ونسل کی اونچ نیچ یا مذہب ومسلک کی کوئی دیوار ان کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی ،اسی طرح دور حاضر کے اسلام دشمن شیطانوں کو اگر سبھی مل کر مارنا چاہیں تو سنگر یزوں کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی مسلمانوں کے باہمی اتحاد وہمدلی سے ہی دشمن اپنی موت آپ مرجائے گا۔ لیکن شرط یہ ہے کہ سب مل کر ماریں اگر کچھ ماریں اور کچھ نہ ماریں تو جو نہیں ماریں گے ان کے اندر شیطان زندہ رہے گا اور نفاق کا بیج بوکر مسلمانوں کو اندر سے کمزور کرتا رہے گا۔ یہ ہے وہ درس اتحاد جو ہمیں اعمال ومناسک حج سے ملتا ہے ۔ خداوند عالم سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کو متحد ہوکر اسلام کا دفاع کرنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے ۔

وماعلینا الاّالبلاغ المبین۔

حج تربیت نفوس وتہذیب اخلاق کا بہترین ذریعہ

مولانا انیس احمد آزاد قاسمی بلگرامی

اردو زبان میں لفظ حج کا ترجمہ ’’قصد کرنا‘‘ ’’ارادہ کرنا‘‘ ہے یعنی حج کے جملہ اعمال میں حاجی کے دل کی گہرائیوں میں چھپے ہوئے ارادوں کا بنیادی دخل ہوتا ہے۔ اس لئے اس پورے سفر میں ارادوں کی تطہیر اور عزائم کا تزکیہ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

قرآن مجید میں فرضیت حج کی شرائط بیان کرتے ہوئے ارادوں کی تطہیر اور نفوس کی تربیت کے لئے نہایت بلیغ انداز میں ارشاد الٰہی ہے:

’’وللّٰہ علی النّاس حج البیت من الستطاع الیہ سبیلا ‘‘

’’جن لوگوں کے پاس بیت اللہ تک پہونچنے کی استطاعت، ہو ان کے ذمے خالص اللہ کی رضا کے لئے حج بیت اللہ کرنا فرض ہے۔‘‘

اس آیت میں وللہ کا جملہ بے پناہ اہمیت کا حامل ہے، نفوس کے تزکیہ اور ارادوں کی تطہیر کے لئے اس آیت میں رب کائنات نے جو نسخۂ کیمیا عطا کیا ہے، وہ وللہ کا جملہ ہے، یعنی حج بیت اللہ کے عنوان سے ادا کیا جانے والا ہر عمل ارادی طور پر خالص اللہ رب العلمین ہی کے لئے ہونا چاہئے اور نام ونمود کی طلب، شہرت کے جذبے اور عجب وتکبر جیسی کریمہ صفات اور مذموم احساسات سے خود کو پاک رکھنا ضروری ہے۔

جب کوئی شخص حج بیت اللہ کے ارادہ سے عازم سفر ہوتا ہے تو قانون الٰہی کی پاسداری اور طریقۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا بے پناہ جذبہ پیدا کرنے کے لئے اسلام نے اس کو کچھ ایسے اعمال اختیار کرنے کی ہدایت دی ہے جس سے اطاعت واتباع ایک جنون کی حد تک ظاہر ہوجائے۔

اہل دنیا کچھ بھی کہیں، ان کی سوچ کوئی بھی جہت اختیار کرے، مسلمان قصد حج میں ہر خوف لمومۃ لائم سے بے نیاز ہوکر احکام الٰہی کی پابندی اور طریقۂ رسولؐ کی پاسداری کے پختہ ارادوں کے ساتھ زیب وزینت کے لباس کو اتار کر صرف دو سفید چادروں میں خود کو لپیٹ لیتا ہے، ایک چادر تہہ بند کی جگہ اور دوسری چادر بدن کے اوپری حصہ پر ڈال لیتا ہے، سر کھلا ہوا، بال بکھرے ہوئے، زبان سے لبیک اللھم لبیک لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک۔

کی پر کیف صدائیں بلند کرتے ہوئے وہ بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوجاتا ہے۔ وہ بیت اللہ کے اطراف میں دیوانہ وار چکر لگالگا کر اپنا سوزدروں رب کعبہ کی بارگاہ کے اطراف میں پیش کرتا ہے۔ سابقہ زندگی کے جرائم کے احساس سے اس کی آنکھیں ہی نم نہیں ہوتیں بلکہ قلبی اعتراف کے نتیجہ میں اس کا رویاں رویاں معافی کا خواستگار بن جاتا ہے اور کبھی شدت احساس کے نتیجہ میں چیخیں تک نکل جاتی ہیں۔

جستجوئے کرم اور طلب عفو کے جذبہ سے سرشار حاجی کبھی طواف کرتا ہے تو کبھی مقام ابراہیم پر نمازیں ادا کرتا ہے، کبھی غذا وشفا کے حصول کے لئے آب زمزم پی کر اپنے جذبہ کی تسکین کا سامان حاصل کرتا ہے، کبھی صفاومروہ کے درمیان سعی کرتے کرتے میلین اخضرین کے درمیان کو کچھ تیز رفتاری سے عبور کرکے اب سے تقریباً پانچ ہزار سال پہلے حضرت ہاجرہؑ کے عمل کی یاد تازہ کرلیتا ہے، کبھی منیٰ میں، تو کبھی عرفات میں، کبھی مزدلفہ میں تو کبھی رمی جمرات میں مصروف، کبھی دم تمتع اور دم قرآن پیش کرنے کے لئے لن ينال الله لحو مها ولا دمئها ولكن يناله التقوىٰ منكم کی روشنی میں خصوص وللّٰہیت کے جذبوں سے سرشار ہوجاتا ہے۔

اس سفر کے دوران اگر حاجی سے کوئی الجھے تو وہ اپنی مسکراہٹوں سے مخاطب کے الجھاؤ کو ختم کردیتا ہے، اگر اسے کوئی تکلیف پہونچائے تو صبر اس کا شیوہ بن جاتا ہے، اگر اسے کوئی راحت پہونچائے تو وہ اس کے سامنے شکر کے گلدستے اس حسین انداز میں پیش کرتا ہے کہ محسن فرط مسرت سے جھوم اٹھتا ہے، شہوت انگیز گفتگو سے پرہیز، فسق وفجور سے اجتناب اور لڑائی جھگڑے سے احتراز کرتے ہوئے فمن فرض فيهن الحج فلا رفث ولافسوق ولاجدال فى الحج کی عملی تفسیر بن جاتا ہے۔

اس کے نتیجہ میں وہ حاجی بخاری شریف میں موجود اس حدیث مبارک کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے جو حضرت ابو ہریرہ کے حوالہ سے ان الفاظ میں منقول ہے عن ابى هريره قال سمعت النبى صلى الله عليه وسلم يقول من حج لله فلم يرفث ولم يفسق رجع كيوم ولدته امه، (بخاری)

حضرت ابو ہریرہ سے منقول ہے کہ میں نے نبیؐ سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کی رضا کے لئے حج کرے پھر اس میں فحش اور برائی کی باتیں نہ کرے اور کسی گناہ میں مبتلا نہ ہوتو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوکر واپس آئے گا، جس طرح پیدائش کے دن وہ گناہوں سے پاک تھا۔

حاجی اپنے سفر حج کے دوران تزکیہ نفوس اور تہذیب اخلاق کے مدارج طے کرتے ہوئے اس بام عروج تک پہونچ جاتا ہے کہ رسول صادق صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے اسے یہ بشارت مل جاتی ہے:

عن ابی هریره عن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وآله وسلم انه قال الحجاج والعمار وفد اللّٰه ان دعوه اجابهم وان استغفروه غفرلهم (ابن ماجه)

یعنی حج وعمرہ کرنے والے اللہ کے قافلے کے لوگ ہیں اگر وہ اللہ سے کوئی دعا کریں تو اللہ ان کی دعا قبول کرتا ہے اور اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کی مغفرت کر دیتا ہے۔

دنیا کے مختلف ممالک کے لوگ ایک لباس، ایک ورد کے ساتھ بغیر تفریق رنگ ونسل اور بلا امتیاز مراتب منیٰ، عرفات اور مزدلفہ میں حاضری دے کر اتحاد عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس کے نتیجہ میں آفاق گیری کا جذبہ ان کے دلوں میں کروٹیں لینے لگتا ہے۔ اسلامی نظام سے انس اور باطل اقتدار سے نفرت ہونے لگتی ہے۔، عدل کے قیام اور ظلم کے خاتمہ کے لئے ارادوں کو مہمیز لگ جاتی ہے، آنکھوں کو نور، دل کو سرور، اخلاق کی تہذیب اور نفوس کا تزکیہ اور نہ جانے کتنی صفات حسنہ حج مبرور کے نتیجہ میں حاصل ہوجاتی ہیں۔

مفسر فطرت حضرت اقبالؔ علیہ الرحمہ بڑے کام کی بات کہہ گئے:

دلوں میں ولولے آفاق گیری کے نہیں اٹھتے
نگاہوں میں اگر پیدا نہ ہو انداز آفاقی

حج: وحدت واتحاد وہمدلی کا مظہر

سید محمد علی رضوی
امام جمعہ میسور، ممبر حج کمیٹی، کرناٹک گورنمنٹ

۱۔ انّ اوّل بیت وضع للنّاس للذی ببکة مبارکاوھدی للعالمین فیه آیت " بینت " مقام ابراھیم ومن دخله کان امنا "وللّٰه علی النّاس حج البیت من الستطاع الیه سبیلا " (سورہ آل عمران آیت ۹۷)

ارشاد خداوندی ہوتا ہے کہ بیشک !لوگوں کی (عبادت) کے واسطے جو گھر سب سے پہلے تعمیر کیا گیا وہ یہی (کعبہ) ہے جو مکہ میں ہے اور بڑی (خیرو) برکت والا ہے۔ (بڑے اتحاد والا گھر ہے) اس کی تفسیر آگے کا جملہ کررہا ہے کہ عالمین کے لئے رہنما ہے، اگر اختلاف ہے تو اتحاد کہاں ہے یایوں کہاجائے کہ غیر منظّم لوگوں کو منظّم ہونے کی رہنمائی کرنے والا ہے یہ گھر Decipline سکھاتا ہے Unite کرتا ہے تفرقہ نہیں ڈالتا ہے، بلکہ تفرقہ ڈالنے والے اذہان کی بھی Brain Wash کرتا ہے اب اگر کسی کا Brain اس لائق ہی نہ ہوتو یہ اور بات ہے:

پھر آگے فرماتا ہے کہ اس میں بہت سی واضح وروشن نشانیاں ہیں منجملہ اس کے مقام ابراہیم ہے(جہاں آپ کے قدموں کا پتھر پرنشان ہے) اور جو اس گھر میں داخل ہوا امن کے گھر میں آگیا اور لوگوں پر واجب ہے کہ محض خدا کے لئے خانہ کعبہ کا حج کریں، جنہیں وہاں تک جانے کی استطاعت ہے (طاقت ہے) بس ان پر واجب ہے۔

۲۔ پھر سورۂ حج میں آیات ۲۴ تا ۲۹ اتحاد اور طرز عبادت پر روشنی ڈال رہی ہیں اور بتارہی ہیں کہ خانہ کعبہ پر کسی کا خاص حق نہیں ہے بلکہ تمام مسلمانوں کا حق اس میں عبادت کے لحاظ سے ہے اور کوئی بھی (حکومت) اس گھر میں عبادت کرنے سے روک نہیں سکتی جیسا کہ آیت ۲۴ میں ارشاد باری تعالیٰ ہورہا ہے۔'' بے شک جو لوگ کافر ہوگئے اور خدا کی راہ سے اور مسجد محترم (خانہ کعبہ) سے جسے ہم نے سب، لوگوں کے لئے (عبادت خانہ بنایا تھا)اور اس میں شہری اور بیرونی (تمام ممالک کے مسلمان) کا حق برابر ہے (یعنی چاہے وہ شیعہ ہوں چاہے سنی ہوں جس فرقے سے تعلق رکھتے

ہوں بس لا الہٰ الاّ اللہ اور محمد رسول اللہ کہتے ہوں خانہ کعبہ پر حق رکھتے ہیں)اور جو لوگ مسلمانوں کو حج (عبادت کرنے سے خانہ کعبہ میں) روکتے ہیں ان کے لئے ہم نے درد ناک عذاب اٹھا رکھا ہے۔تو معلوم ہوا کہ خداوند پوری امت مسلمہ کو عبادت میں اپنے سامنے سجدہ ریز بنا دینا چاہتا ہے یعنی سارے مسلمان متحد ہو کر میرے گھر میں آؤ یہ ہے خدا کی آواز۔

رنگ اور زبان حج میں حائل نہیں

قرآنی آیات اور روایات سے صاف ظاہر ہے کہ حج میں حاجی کی زبان اور رنگ حائل نہیں ہے۔ حاجی چاہے کالا ہو یا گورا ، لمبا ہو یا پستہ قد،عورت ہو یا مرد سب کو ایک ہی وقت میں خانہ کعبہ کا طواف کرنا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ لمبے لوگوں کے لئے الگ کعبہ ہو یا الگ وقت ہو اور ناٹے لوگوں کے لئے الگ، گورے لوگوں کے لئے الگ ہو اور کالے لوگوں کے لئے الگ ، امیروں کے لئے الگ کعبہ ہو اور الگ وقت اور غریبوں کے لئے الگ۔نہیں، چاہے وہ غریب ہو یا امیر، چاہے کا لا ہو یا گورا، سب کو ایک ہی وقت پر ایک مقام پر طواف کرنا ہے اور ایک دوسرے کا جسم ایک دوسرے کے ساتھ اژدھام میں مس ہونا ہے اور یہاں پر دیکھنا ہے کہ کون ہے جو مجھے دل سے یاد کررہا ہے، جو دل سے یادکرتا ہے اس کو آپ کی فکر نہیں ہوتی تو دوسروں کی کیا فکر ہوگی حالت طواف میں۔

اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ قدرت اتحاد فی انسان واحد زبان کا مظاہرہ پھر فرمار ہا ہے کہ چاہے وہ ہندی ہو یا ایرانی، امریکی ہو یا افریقائی سب کو عربی زبان میں ہی یہ کلمات ادا کرنے ہیں بولنا ہے لبیک اللھم لبیک۔یہ اتحادی جملہ ہے جو بڑی جان رکھتا ہے جو باطل کے کلیجے دہلا دیتا ہے ۔ اس جملہ سے اسلام دشمنوں کو بڑا خوف ہے اور خدا کو پیار ہے اس جملہ سے اور خداوند بھی جواب میں ضرور فرماتا ہوگا لبیک عبدی لبیک یہ جملہ دعائے عرفہ امام حسینؑ میں موجود ہے۔

مظاہرہ ہمدلی

حالت حج میں یعنی ایام حج میں طواف کے بعد جب لوگ تھک کر بیٹھ جاتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کی خیریت معلوم کرتے ہیں اور یہ وہ وقت ہے کہ ایک دوسرے کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے اور پتہ چلتا ہے کہ کہاں کے مسلمان کس حالت میں زندگی بسر کررہے ہیں اور چونکہ میں ۲۰۰۳ء میں میں بھی حج پر جاچکا ہوں تو مجھ کو معلوم ہے کہ اس وقت ہمارے ملک کے مسلمان ابھی کافی اچھے

ماحول میں زندگی گذار رہے ہیں اور حکومت ہماری مدد کررہی ہے اور ہم حکومت ہند کے شکر گذار ہیں اور امید کرتے ہیں اور اس سے بہتر انداز میں ہماری بالاخص شیعہ حضرات کی مدد کی جائے، کیونکہ یہ اقلیت در اقلیت ہیں۔

اور ہم اپنے ملک کے تمام مسلمانوں سے اتحاد کا نعرہ دل کی گہرائیوں سے لگانے کو کہتے ہیں۔ یہ درس ہم کو حج سے ملتا ہے۔

خانہ کعبہ امن اور صلح کا گھر ہے

جیسا کہ آیات میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ امن اور شانتی اور سکون کا گھر ہے۔ اور ظاہر سی بات ہے کہ اتحاد میں ہی سکون میسر ہے یا برعکس بھی کہہ سکتے ہیں کہ مطمئن دل ہی امن پسند ہوا کرتے ہیں۔ لہٰذا اطمینان ہے تو اتحاد ہے۔ انتشار ہے تو افتراق ہے، جنگ ہے تو جدال ہے ناراحتی ہے تو بے چینی ہے اور اضطراب نتیجہ میں آتنگ واد ہے۔

پس کہنے دیا جائے کہ خدا کا گھر آتنگ واد کا دشمن ہے اور اتحاد اور سکون اور مظلوم کا دوست ہے، البتہ ظرف ٹھیک ہونا چاہئے وگرنہ یہی کعبہ ہے جہاں نواسہ رسولؐ کو شہید کرنے کے لئے قاتل احرام باندھ کر آئے تھے لیکن اللہ کے سکون پزیر رسول کے سکون پزیر نواسہؑ نے حج کو چھوڑ دیا مگر خانہ کعبہ کے سکون کو ٹوٹنے نہیں دیا۔ اور یہ فیصلہ صرف امام حسینؑ کے علاوہ کسی اور کے لئے ممکن بھی نہیں تھا۔

حکومت مکہ کو آگاہ ہونا چاہئے کہ خانہ کعبہ کے اندر کیسے احکامات نافذ ہوں کہ حجاج سکون سے زندگی بسر کریں اور آسانی سے عبادتوں میں مشغول رہ سکیں۔ حکومت سعودی منتظم کعبہ ہے، مالک کعبہ نہیں ہے، مالک کعبہ خدا ہے یا وہ ہے جو اسکا رسولؐ ہو یعنی ختمی مرتب حجرت محمد مصطفیٰ یا وہ ہے جو کعبہ میں پیدا ہو یا پھر وہ سب ہیں جو اولاد رسولؐ ہیں اور ان کے بعد سارے مسلمان حق رکھتے ہیں کعبہ پر۔ پس مجموعاً مناسک حج امت اسلامیہ کے درمیان وحدت اور اتحاد اور ہمدلی کا مظہر ہیں۔

فضیلت حج (مع شرائط)

۱۔ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا جو شخص کعبہ کے حق کو پہچانتے ہوئے کعبہ کی طرف نظر کرے اور پھر ہم لوگوں کے حق اور ہماری حرمت (یعنی حق اہلبیتؑ) کو بھی اس طرح پہچانے جس طرح اس نے کعبہ کے حق وحرمت کو پہچانا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کردے گا اور دنیا اور آخرت میں

اس کے لئے یہ کافی ہوگا۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۲۴۲۴)

۲۔ حضرت امام صادقؑ نے فرمایا کہ جس نے (پہلا حج) کیا اس نے اپنی گردن کو جہنم کے پھندے سے چھڑا لیا اور جس نے دو حج کرلئے وہ مرتے دم تک خیر و نیکی میں رہے گا اور جس نے پے درپے تین حج کرلئے پھر وہ بعد میں خواہ حج کرے یا نہ کرے وہ اس شخص کے بمنزلہ ہوگا جو ہمیشہ حج کرنے کا عادی ہو۔

۳۔ ابوبصیر نے حضرت امام جعفرصادقؑ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے امام سے دریافت کیا کہ حج کے لئے پاپیادہ جانا افضل ہے یا سواری پر جانا۔ تو آپؑ نے فرمایا اگر آدمی دولتمند ہے اور اس نیت سے پیدل چل رہا ہے کہ خرچ کم ہوتو اس کے لئے سواری پر جانا افضل ہے (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱۳۲۲)

۴۔ حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ ایک آدمی کسی دوسرے شخص کی طرف سے حج (بدل) کررہا ہے کیا اس کو بھی اس میں سے اجروثواب ملے گا؟ آپؑ نے فرمایا ایسا شخص جو کسی دوسرے کی طرف سے حج کررہا ہے اسکو (۱۰) دس حج کا ثواب ملے گا اور اس کی، اس کے باپ کی، اس کی ماں کی، اس کے بیٹے کی، اس کی بیٹی کی، اس کے بھائی کی، اور اسکی بہن کی، اس کے چچا کی، اس کی پھوپی کی، اس کے ماموں کی، اس کی خالہ کی، مغفرت کردی جائے گی اور اللہ تعالیٰ کا کرم بہت وسیع ہے۔ (من لایحضرہ الفقیہ ج ۱۳۵۲)

اتحاد اسلامی کی تشکیل میں حج کا کردار

اُٹھ! کہ اب بزم جہاں کا اور ہی انداز ہے

مولانا محمد انور علی قاسمی
صدر آل انڈیا مسلم مشاورتی کونسل، دہلی

انسانیت کے نام خدا کا آخری پیغام (اسلام) آیا تو سمجھانے کے لئے تھا کہ ”انّ العباد کلھم اخوۃ او کما قال ﷺ“ تمام انسان ایک ہی قبیلہ اور خاندان کے مختلف افراد ہیں اور ایک ہی آدم کی اولاد ہیں، لیکن اس آخری خدائی پیغام کے وسیع تر دامن رحمت میں کتنے خوش نصیبوں کو پناہ ملی اور کتنے لوگ حرمان نصیبی کے شکار ہوئے۔ ابتدائے آفرینش سے انسانیت کی ایک طویل تاریخ ہے۔ سید نا حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت مبارکہ تک ہر خدائی پیغمبر نے اسی پیغام ربانی کو لوگوں تک پہونچایا اور انسانوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کے رشتوں کو قائم رکھنے کی مسلسل تلقین کی، لیکن شیطان، جس کے بارے میں خدا کے آخری پیغام (قرآن) میں کہا گیا ہے کہ وہ انسانوں کا بدترین اور کھلا دشمن ہے، اس نے ہمیشہ حضرت انسان کو دوست نما ہمدرد بن کر بہکانے اور خدائی مرضیات کے خلاف چلانے کی اثر انگیز کوشش کی ہے اور اس کے درمیان نت نئے فتنے، فسادات وتفرقات ڈالے جس سے پوری دنیا کے انسانوں کو بار بار شرمندہ ہونا پڑا اور جب جب بھی یہ شیطانی طلسم ٹوٹا انسانوں میں محبت ویگانگت اور اتحاد واتفاق کی فطری جوت جاگی۔ جس کے نتیجے میں انسانیت نے عروج وارتقاء کے ایسے ایسے حیرت انگیز مراحل طے کئے کہ جن پر یہ صرف انسان آج تک حیران وششدر ہے بلکہ وہ عہد انسانی تاریخ کا ایک سنہری دور اور تابناک تاریخ کی حیثیت سے آج بھی اس کی گراں قدر میراث ہے تاہم مذکورہ بالا اتحاد ویگانگت کی اساس تصور الوہیت پر مرکوز ہوتی تھی جو پیغام ربانی کے ہر علمبردار نے ہر دور میں معاشرۂ انسانی کو فراہم کی اور آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام نے اس تلقین کو جاری رکھا۔ معاشرۂ انسانی میں اتحاد واتفاق کا سنہری دور جب تک اس اساس پر قائم رہا انسانوں میں عہد پیمان ومروت کا چلن رہا اور پوری دنیا احکام الٰہی کی تعمیل میں امن وامان کا گہوارہ بنی رہی اور جب

جب یہ اساس تصور الوہیت وتصور وحدانیت خداوندی سے ہٹی، طرح طرح کی انار کی اور فتنے وفسادات اس دنیا میں برپا ہوئے۔

آقائے رحمت سرکار دوعالم ﷺ کی بعثت مبارکہ سے قبل کی جو منظر کشی تاریخ وتہذیب کے عالمی ماہرین نے کی ہے، وہ صرف عربوں تک محدود نہیں تھی بلکہ ساری دنیا ہی میں انسانی قدریں آخری ہچکیاں لے رہی تھیں۔ انسان میں وحشت ودرندگی عود کر آئی تھی اور عزت وشرف انسانی کا ہر پاکیزہ احساس اسکے اندر سے ختم ہو چکا تھا، مسیحی وموسوی نبوی مشن کا سحر ٹوٹ چکا تھا۔ ایسے حالات میں غیرت حق حرکت میں آئی اور انسانی صلاح وفلاح کا حتمی اور قطعی منصوبہ لے کر آخری نبیؐ برحق کا ظہور ہوا اور اس نے پھر انسانی عظمتوں اور اس کی رفعتوں پر مبنی خدا کا وہ پیغام انسانوں تک پہونچایا جو قیام قیامت تک ہر دور میں انسانی رہبری کا آخری حکم قرار پایا اور اعلان خداوندی ہوا کہ ہم نے اس آخری پیغام (اسلام) پر نسل آدم کے لئے آخری دستور حیات کی حیثیت سے اپنی مہر خوش نودی ورضا مندی ثبت کردی، اور یہی پیغام (دستور حیات) آخری پیغام ہے، جو تمام سابقہ پیغامات کو کالعدم کرتا ہے اور تمام انبیاء سابقین کی حقانیت کا اعلان کرتے ہوئے محمد عربی ﷺ کی نبوت برحق کا اعلان کرتا ہے۔

اسلام جو ایک مکمل نظام اور ضابطۂ حیات ہے، اس کے ایک ایک حکم میں اجتماعیت کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اسی کا ایک مہتم بالشان اور آخری رکن حج بیت اللہ ہے۔ جو فرض قرار دیا گیا ہے اور جس کی ادائیگی مرکز اسلام پر جا کر ہی فرض کی گئی ہے ۔ حج بیت اللہ جو بظاہر سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آپ کی رفیقۂ حیات حضرت ھاجرہ علیہا السلام اور لخت جگر سیدنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ان اداؤں کے اعادہ کا نام ہے، جنہیں حضرت حق تعالیٰ جل مجدہ کی بارگاہ ذوالجلال سے دائمی پسندیدگی کا پروانہ نصیب ہوا، جو تخلیق آدمؑ کے بعد صرف سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور ان کی خوش نصیب رفیقۂ حیات اور لخت جگر علیہم السلام کے حصے میں آیا۔ ان ہی اداؤں کے اعادہ کا نام حج بیت اللہ رکھا گیا، لیکن اس کی فرضیت مشروط کردی گئی۔ مرکز اسلام پر ان کی ادائیگی سے جو بظاہر غماز ہے حکمت الٰہی کے اس دائمی نظام اجتماعیت کا جو اس نے اپنے آخری پیغام (دستور حیات) کی ایک ایک شق میں مضمر فرمایا ہے۔ دراصل یہ عالم اسلام کے بین الاقوامی تال میل اور اس کے استحکام کے لئے بھی ناگزیر تھا تاکہ اسلام اور اسلامیان عالم کی آفاقیت کو قائم رکھا جاسکے اور اسلام کے عالمگیر پیغام کو

اثر انگیز رکھا جا سکے۔ عہد نبوت سے لیکر عہد خلافت راشدہ اور اس کے بعد صدیوں تک اسلام کے عہد زریں پر مبنی تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ اسلام، جس نے تمام انسانوں کو آدم کی اولاد قرار دیکر ایک ہی حلقے کی مختلف کڑیاں اور ایک ہی قبیلے کے مختلف افراد قرار دیکر ایک رشتۂ اتحاد میں منسلک کیا تھا اور امارت وسیادت کے نام پر وہ نظام عطا کیا تھا، اجتماعیت کے تحفظ میں بے حد اثر انگیز ثابت ہوا اور یہ سلسلہ صدیوں تک اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ قائم رہا۔ پوری دنیا میں اسلام اور اسلامیان عالم کے جاہ وجلال کے ڈنکے بجتے رہے اور عزم وشجاعت، دیانت و امانت، صداقت وحق پرستی کے ترانے دنیا میں بلند ہوتے رہے، لیکن ترکی کی خلافت عثمانیہ جو (تاریخ اسلامی میں آخری خلافت ثابت ہوئی) کے زوال کے بعد اسلام کا اجتماعی نظام درہم برہم ہوگیا اور پھر بڑی سے بڑی جدوجہد بھی اس کی اس دیرینہ روایت کو نہ لوٹا سکی جو دنیا بھر میں قیام قیامت تک آنے والی نسل آدم میں اس کے جاہ وجلال اور رعب ودبدبہ کی ضامن تھی۔

اسلامی فتوحات کے عہد زریں کی یادگار جو مملکتیں اور حکومتیں آج بھی ملت اسلامی کی متاع بے بہا اور گراں قدر میراث ہیں انہوں نے ہر چند کوشش کی کہ مسلم ممالک کا ایک ایسا موثر اور عالم گیر وآفاقی نظام تیار ہو، جسے خلافت الٰہیہ کا متبادل قرار دیا جاسکے تاہم اپنوں کی ریشہ دوانیوں، فتنہ پردازیوں اور بے گانوں کی سازشوں اور استعماری عزائم نے ملت واحدہ کی ان کوششوں کو کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیا، جس کے نتیجے میں بیسویں صدی کے نصف سے اسلام دشمن طاقتوں نے اپنی سازشوں کو کامیاب ہوتے دیکھ کر مسلمانان عالم کے خلاف ایک نئی حد بندی کی کوشش شروع کردی اور اپنے روایتی اور اصولی بدترین اختلافات کے باوجود امت اسلامی کے خلاف صف آرا ہوگئیں اور انہوں نے بیسویں صدی کے اختتام تک اعلان کرڈالا کہ اکیسویں صدی ہماری ہے اور ہمارا ہی جاہ وجلال دنیا کو تسلیم کرنا ہوگا چنانچہ امریکہ جیسی صیہونی طاقت جو (دنیا بھر میں اپنی سپریمیسی کے لئے سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے تھی) نے ایک سازش رچی جس کے تحت اپنے دفاعی مرکز پینٹاگن اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر منصوبہ بند طریقے پر حملے کرائے اور اپنے ہی گھر میں ایک بڑی تباہی مچا کر عالم اسلام کو تاراج کرڈالنے کا جواز دنیا بھر کے سامنے پیش کردیا اور ساری دنیا کو اپنے مکروہ اور ناپاک وروایتی مکروفریب سے اپنا ہم نوا بنانے اور دنیا بھر کی آنکھوں میں دھول جھونک کر ہمدردی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگیا اور اس کے نتیجے میں اس نے عالم اسلام کی کئی حکومتوں کو اپنے جال

میں پھنسایا اور دنیا بھر کے عسکری تعاون سے اس نے دو آزاد اور خود مختار مسلم حکومتوں کو تاخت وتاراج کرڈالا اور عالم اسلام میں عدم استحکام کی وہ کیفیت پیدا کردی کہ ممکنہ کوشش کے باوجودعالم اسلام اس سے جانبرنہیں ہو پارہا ہے اور عالمگیر سطح پر اپنی صفوں میں کسی بھی اتحاد سے محروم ہے اور امریکہ اپنے حلیف اور دنیا بھر کے معاونوں کی مدد سے یہ سازش مسلسل کررہا ہے کہ عالم اسلام میں کوئی اجتماعی قیادت پھر سے پروان نہ چڑھ سکے اور دنیا بھرکی اسلامی حکومتوں کو وہاں کی مقامی حکمراں لابی سے متنفر کرکے حکومتوں کے تختے پلٹ دیئے جائیں۔ دنیا بھر میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں جہاں امریکہ جیسے جارح ملک نے آزاد اورخودمختار حکومتوں کے معاملات میں زبردستی مداخلت کرکے وہاں کے نظام کو تہ وبالا کیا ہے۔ یہی کھیل اس کا آج بھی محبوب مشغلہ بن کر رہ گیا ہے۔

تاہم دنیا بھرمیں اب امریکی اور یوروپی طلسم ٹوٹ رہا ہے اور دنیا بھرمیں اب امریکی اور یوروپی جارحیت اور استعماریت پسندی کے چرچے بڑے پیمانے پرشروع ہوچکے ہیں اور دنیانے اب ان کے شکنجوں اور جارحانہ عزائم سے بچنے کے لئے سوچنا شروع کرچکی ہے اور دنیائے اسلام میں بھی اپنی دوآزاد اورخودمختارحکومتوں اور حکمرانوں کے تکلیف دہ اور دردناک زوال کولیکرتشویش بڑھ چکی ہے، جبکہ اقوام عالم میں امریکہ اورمغربی طاقتوں کے خلاف بڑھتے غیض وغضب کو دنیا بھرمیں ایک بڑے انقلاب کا پیش خیمہ تصور کیا جارہا ہے، اس لئے بھی کہ دنیا بھرمیں امریکی اورمغربی طاقتوں کا یہ نظام یہودی آئیڈیا لوجی کا مرہون منت رہا ہے، جس کے تباہ کن مضمرات نے پوری دنیا کو زبردست کساد بازاری، مندی اور معاشی بحران میں مبتلا کردیا ہے، جس سے نکلنے کے لئے اب پوری دنیا محو اضطراب ہے اور اس کے متبادل اسلامی نظام پرغوروفکر شروع کرکے ایک نئی پناہ گاہ تلاش کررہی ہے اور اسلامی بینکنگ نظام کو دنیا اپنے لئے ایک نجات دہندہ نظام تصور کرکے اسے اپنا رہی ہے اور معاشی کساد بازاری کے تلاطم خیز سیلاب سے راہ نجات حاصل کررہی ہیں۔ اب یہ نظام صرف معاشی بحران تک ہی محدودنہیں ہے بلکہ پینٹا گن اور ورلڈ ٹریڈ سینٹر پر حملے کے بعد جو بیداری عوام میں دیکھنے کومل رہی ہے اس میں بڑے پیمانے پر مذہبی تبدیلی کا مشاہدہ ہورہا ہے اورلگتا ہے کہ اب امریکہ اور یوروپ کے بیدارمغزعوام نے اسلام کے چودہ سوسال پرانے اس دعوے کو بلا تردد قبول کرلیا ہے کہ وہی دنیا اور انسانیت کی آخری پناہ گاہ اورتمام مسائل ومصائب کی آخری راہ نجات ہے، جس کی وجہ سے تبدیلئ مذہب کا رجحان مسلسل زور پکڑرہا ہے اور اسلامی نظام زندگی کو دنیا بھر میں

اپنائے جانے کے آثار وقرائن ظاہر کئے جارہے ہیں، جس سے امریکہ سمیت مغربی طاقتوں کے حکمراں اور وہاں کی انتظامی مشنری بری طرح سے بوکھلاہٹ کا شکار ہوگئی ہے۔

اکیسویں صدی میں ملت اسلامیہ کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ ہوچکا ہے اور یہ بشارت ہے پوری اسلامی طاقتوں کے لئے کہ وہ اسلام کی اس آفاقی حیثیت کو اجاگر کریں اور پوری انسانیت کو اس کے وسیع ترین دامن رحمت میں لائیں اور اپنے طرز فکر وعمل، نیز طرز معاشرت سے اسلامی بالادستی کا غلغلہ پھر سے بلند کریں اور پوری انسانیت کو ملت واحدہ کے وقیع تصور سے روشناس کراتے ہوئے آفاقیت کو اس کے فطری تصور سے ہمکنار کریں۔

عرب اسرائیل جنگ ۱۹۶۷ء کے بعد سقوط کابل وبغداد تک جو حوصلہ شکن ماحول پوری اسلامی دنیا پر طاری رہا، اس نے کبھی بھی یہ سوچنے کا موقع نہیں دیا کہ سقوط کابل وبغداد کے بعد دنیا بھر میں ہونے والی غیر متوقع اور اسلام پسند تبدیلیاں اس کے ردعمل میں اتنے بڑے پیمانے پر رونما ہوں گی! لیکن مشیت ایزدی نے دنیا بھر میں اسلام پسندی اور اسلام کی جانب راغب ہوجانے کا جو رجحان عام کیا ہے وہ مسلمانان عالم پر ایک احسان عظیم ہے، جسے عالمی ملت اسلامی کی نشاۃ ثانیہ کا شاندار آغاز ہی تصور کیا جائے گا۔

اس پورے تناظر میں انقلاب اسلامی ایران کی بھی زبردست اہمیت ہے، جس نے ڈھائی ہزار سالہ جشن شہنشاہیت کے بعد ایران کو ایک ایسے تعمیری، مثبت اور غیر معمولی انقلاب سے روشناس کرایا، جس کی دہل پوری دنیا میں سنائی دے رہی ہے اور بانئ انقلاب اسلامی ایران علامہ آیت اللہ خمینیؒ جو اس وقت کی ایک منفرد اور عبقری شخصیت کے حامل تھے، انہوں نے انقلاب اسلامی ایران کے ساتھ پوری دنیا کو اتحاد اسلامی کے دیرینہ رشتوں کی پھر سے بحالی کی والہانہ دعوت دی اور امارت اسلامی کے طرز پر ایک نئے وفاقی طرز حکومت کی طرف توجہ دلائی اور پوری دنیا میں ایسا رابطہ گروپ تشکیل دینے کا منصوبہ پیش کیا جو اس وفاق کی نگرانی کرتا اور اس کے اعلیٰ انتظامی سربراہ کا کردار ادا کرتا لیکن امتداد زمانہ کے ساتھ دنیا بھر میں مغربی طاقتوں کی زیر قیادت اسلام دشمن سازشوں اور سرگرمیوں کا آغاز ہوا اور وہ سارا منصوبہ اور مجوزہ رابطہ گروپ منصوبہ سبوتاژ ہوگیا، جس کے نتیجے میں دنیا کی موجودہ تباہ وبرباد صورت حال ہمارے سامنے ہے جو اپنے آپ میں ایک عبرت ناک حادثہ ہے اور جس سے ساری دنیا کو سبق لینا چاہئے، اسلامی طاقتوں کو اپنی روایتی قیادت کے ساتھ پوری

دنیا کی قیادت کی ذمہ داری قبول کرنی چاہئے اور اقوام متحدہ جیسے عالمی امن وسلامتی کے ضامن ادارے کی مجبوریوں پر قدغن لگا کر ایک ایسا آزاد اور خودمختار نظام دینا چاہئے جہاں وہ ہمارے مجوزہ رابطہ گروپ کے متوازی ادارے کی حیثیت سے دنیا بھر میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھا سکے اور کسی بھی ناپسندیدہ مداخلت اور جارحیت سے آزاد ہو۔

❧♦❧

امام خمینی کے افکار وعقائد کی روشنی میں ابراہیمی حج کی تلاش

سید عدیل رضا عابدی

ہر سال ماہ ذی الحجہ کی آمد سے قبل دنیا کے کونے کونے میں ہزاروں فرزندان توحید''لبیک اللھم لبیک'' کا نعرہ بلند کرتے ہوئے خانۂ خدا کی طرف بڑھنے لگتے ہیں۔ ان خدا پرستوں کے لب ولہجہ سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ان کے خالق ومالک نے انہیں اپنی بارگاہ عالیہ میں طلب کیا ہے۔ ہر شخص ایک ہی لباس زیب تن کئے ہوئے نظر آتا ہے۔ کسی کو ذاتی برتری وفضیلت کی فکر نہیں ہے، بلکہ خداوند عالم کی رضا وخوشنودی ہی ہر ایک کا مقصد حیات ہے اور ہر شخص حج ابراہیمی ادا کرنا چاہتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ آج زمانہ اپنے ابراہیم کی تلاش میں سرگرم ہے۔

حج ابراہیمی کا مطلب وہی ہے، جس کا اعلان خداوند متعال نے حضرت ابراہیمؑ کے ذریعہ کروایا''واذّن فی النّاس بالحجّ ''اور جسے حضرت محمد مصطفیؐ نے زندہ کیا۔

حج ابراہیمی میں صرف ظاہری مناسک اور اعمال ہی کو انجام نہیں دیا جاتا بلکہ اس کے فلسفہ اور مقصد کی جانب بھی توجہ کی جاتی ہے۔

جیسا کہ امام خمینیؒ نے فرمایا کہ خدا کے گھر کا طواف درحقیقت غیر خدا سے دوری اور شیاطین پر پتھر مارنے کا مقصد اسلامی ممالک پر قابض استکباری قوتوں کو نکال باہر کرنا ہے....آج اسلام امریکہ کے ہاتھوں مصائب والام میں گرفتار ہے۔ تمام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ ہر سال حج سے ایک پیغام ضرور لے جائیں ،وہ پیغام حج پیغام حریت وآزادی۔ امام خمینیؒ کی نظر میں کعبہ مظہر قیام ہے اور حج ایک انسان ساز حقیقت ہے ۔ آپ نے حاجیوں کے نام ایک پیغام میں فرمایا: یہ جو اسلام میں حج کا اجتماع ہے دنیا کی کوئی بھی طاقت اتنے لوگوں کو اکٹھا نہیں کرسکتی ۔ ساری اسلامی مملکتیں اور ان کے لیڈران مل کر بھی پانچ لاکھ لوگوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع نہیں سکتے ہیں۔ یہ اجتماع محض نمائش نہیں، بلکہ ایک عبادی وسیاسی اجتماع ہے۔ اس اجتماع میں اسلامی ممالک کے خطباء اور مصنفین کی ذمہ داری ہے کہ اسلامی ممالک اور مسلمانوں کے مسائل کو پیش کریں اور ان کو یہ سمجھائیں کہ ساری پریشانیوں

کے پیچھے کونسی طاقت کارفرماہے اور اس شعبہ میں ہماری کیا کیا ذمہ داری ہے؟اسلامی سوسائٹی کا سب سے بڑاالمیہ یہ ہے کہ ان کو احکام الٰہی مخصوصاً حج کے فلسفہ کا علم نہیں ہے۔

امام خمینیؒ کے انہیں افکار کی روشنی میں حج ابراہیمی کے تین اہم پہلوؤں اس مضمون میں روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے :

۱۔ابراہیمی حج کا معنوی پہلو

۲۔ابراہیمی حج کا اجتماعی پہلو

۳۔ابراہیمی حج کا سیاسی پہلو

۱۔ابراہیمی حج کا معنوی پہلو:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمان متوجہ رہیں کہ حج کا سفر تجارت اور حصول دنیا کا سفر نہیں ہے، بلکہ یہ سفر اللہ کی جانب اس کے گھر کی زیارت سے شروع ہوتا ہے۔

محترم حاجیو!

''کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے اعمال میں غیر خدا بھی شامل ہوجائے۔سب سے اہم بات یہ ہے کہ حاجی یہ جان لے کہ وہ کہاں جارہا ہے اور کس کی آواز پر لبیک کہہ رہا ہے، کس کا مہمان ہے اور یہ بھی جان لے کہ خدا خواہی ہر خودخواہی اور خود بینی کی ضد ہے۔خدا کی طرف سفر ہر دوسرے سفر سے انسان کو روک دیتا ہے۔''

اور دوسری جگہ ارشاد فرماتے ہیں کہ :

''حج کے معنوی مرتبے جو انسان کی جاودانہ زندگی کا سرمایہ ہیں، اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتے، جب تک اس عبادت کو اس کے تمام پہلوؤں کے ساتھ انجام نہ دیا جائے۔معنوی اثرات حاصل ہونے کے بعد ہی سیاسی اور اجتماعی اثرات نصیب ہوں گے۔..........اگر حج کے معنوی رخ کو بھلا دیا جائے اور نفس شیطان کا اسیر بن جائے تو انسان (حاجی) یہ گمان بھی نہ کرے کہ وہ خدا کی راہ میں اس کے قوانین کی حفاظت کے لئے جہاد بھی کرسکے گا۔خلاصہ یہ ہے کہ امام خمینیؒ کی نظر میں ایک کامیاب حج کے لئے سب سے پہلے اعمال ، افعال اور مناسک حج کو بطور کامل انجام دے۔حج کے معنوی مراتب اور اس کے اسرار کی طرف توجہ دے ۔حصول معنویت کے بعد اجتماعی اور سیاسی

پہلوؤں پر بھی غور کرے۔ مطلوب یہ ہے کہ جو انسان یعنی حاجی خود شیطان کا اسیر ہو وہ دوسروں کو آزادی کا پیغام کیا دے گا؟''

۲۔ ابراہیمی حج کا اجتماعی پہلو:

امام راحلؒ فرماتے ہیں کہ: حج مختلف قوموں کی پہچان کا مرکز ہے، جہاں مسلمان دوسرے مسلمانوں کی تہذیب سے آشنا ہوسکتا ہے........صرف شناخت نہیں بلکہ ان کے مسائل اور پریشانیوں کا حل بھی حج ہی سے ممکن ہے۔

حج ابراہیمی کے اس اجتماعی پہلو کے کئی اثرات ہیں جن میں سے کچھ کی طرف ہم اشارہ کررہے ہیں:

ا۔ مسلمانوں کے درمیان وحدت کا استحکام:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں: '' مسلمانوں کے درمیان اتحادایک قرآنی شعار ہے، جس کی تبلیغ کا مرکز مکہ مکرمہ اور موسم موسم حج ہے۔ جس کی ابتداء حضرت ابراہیمؑ سے ہوئی اور امام زمانہ عج کے ظہور کے ساتھ پایہ تکمیل کو پہونچے گی۔ منافع کا لفظ جو قرآن مجید میں آیا ہے، اس کا مفہوم عام ہے، جس میں سیاسی ، اجتماعی ، اقتصادی اورثقافتی فائدے بھی شامل ہیں۔ ان میں سب سے اہم فائدہ مسلمانوں کے درمیان اتحاد ہے۔

خطباء اور مصنفین اس عظیم امر کے لئے تلاش کریں اور شعار لاالہ الا اللہ کو سیاسی استثمار سے نجات دلائیں اور مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ کے ذریعہ مشکلات پر قابو لائیں۔

۲۔ مسلمانوں کے امور کا اہتمام:

امام راحل فرماتے ہیں:

''حج کے عظیم اجتماع میں جہاں ساری دنیا کے مسلمان اکٹھا ہوتے ہیں، ضروری ہے کہ حج کے اعمال بجالانے کے ساتھ ساتھ حج کا ایک عظیم فلسفہ اسلامی ممالک میں زندگی بسرکرنے کے حالات سے آگہی پر بھی توجہ سے جڑا ہوا ہے۔ اپنے مومن بھائیوں کے احوال سے مطلع ہوں اور ان کی پریشانیوں کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کے امور کا اہتمام اسلام کے اہم فرائض میں

سے ہے جس طرح رسول اکرمؐ نے فرمایا ہے: "من اصبح لایھتم بأمور المسلمین فلیس بمسلم"

یعنی جو صبح اٹھے اور مسلمانوں کے امور ومسائل کے حل کا اہتمام نہ کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔....آج مسلمانوں کا قبلۂ اوّل غاصب اسرائیل کے ہاتھوں میں ہے۔ آج ہمارے فلسطینی اور لبنانی بھائیوں کا خون بہایا جارہا ہے۔ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اسرائیل کے خلاف اپنے آپ کو تیار کرے اور حج میں لبیک کہنے کا فلسفہ یہ ہے کہ ان مظلوموں کی فریاد کا جواب دے سکیں۔''

۳۔مشورے اور اجتماعی امور میں تبادلۂ خیال :

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ: محترم حاجیو! اس مقدس اجتماع میں سے سب سے پہلے اسلام کے سیاسی مسائل اور پھر اسلامی ممالک میں مسلمانوں کے خصوصی مسائل پر تبادلہ خیال کریں، ان کی پریشانیوں کو سنیں اور مشوروں کے ساتھ ان کا حل بھی ڈھونڈیں اور کس طرح مختلف مذاہب اور گروہوں کے درمیان اتحاد قائم ہوسکتا ہے، غور کریں۔ ....تمام مسلمان متوجہ رہیں کہ حج کا ایک عظیم مقصد مسلمانوں کے درمیان تفاہم اور بھائی چارہ کو مضبوط کرنا ہے۔ اور یہ عبادت فتنوں کے شعلوں کو بجھانے کے لئے ہے ۔ جہاں مذہب کا سہارا لیکر مسلمانوں کے درمیان اختلاف کا بیج بویا جارہا ہے ۔ اگر حج جیسی عبادت نہ ہوتی تو دشمن اپنے مقاصد میں کامیاب ہوجاتا ۔ حج جماعت ، جمعہ اور عید کا تتمہ ہے، جو اختلاف سے بچنے اور بچانے کے لئے بہترین عامل ہے اور دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ :

اس اجتماع میں شرکت کرنے والے علماء کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ملتوں کی بیداری کے لئے مفید مشورے تیار کرکے حاجیوں کے درمیان تقسیم کریں تاکہ وہ لوگ اپنے ممالک کو لوٹنے کے بعد اس امر پر غور کریں اور اپنے ممالک کے سربراہوں سے یہ چاہیں کہ وہ اہداف اسلام کو نصب العین قرار دیں۔ آپسی اختلافات کو چھوڑ کر استعمار سے نجات کے لئے کوشش کریں۔

۴۔ ابراہیمی حج کا سیاسی پہلو:

امام راحل فرماتے ہیں: ''حج کے عظیم اجتماع میں جس بات کو سب سے زیادہ چھپایا گیا ہے، وہ حج کا سیاسی پہلو ہے ۔ یہاں تک کہ سیاسی امور میں گفتگو کو بھی ایک گناہ سمجھا گیا ، جبکہ ابتداء ہی سے حج کے سیاسی پہلو پر غور کیا گیا ہے اور اسے اہمیت بھی دی گئی ہے۔ اسکا سیاسی پہلو اجتماعی اور

عبادی پہلو سے کم نہ رہا ہے اور اس کا سیاسی پہلو سیاست کے علاوہ خود عبادت بھی ہے۔''

دوسری جگہ فرماتے ہیں کہ:

''کیا کیا جائے؟ اس کی شکایت کس سے کی جائے کہ حج قرآن کی طرح مہجور ہے۔ جس طرح قرآن کی معرفت اور اس کی شناخت ہماری نفسانی خواہشات کے تلے دب چکی ہے، حج کی حالت بھی کچھ اسی طرح ہے۔ لاکھوں مسلمان ہر سال کعبہ کی زیارت کے لئے جاتے ہیں اور اپنا پیر وہاں رکھتے ہیں، جہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت ہاجرہ نے رکھا تھا،لیکن کوئی نہیں ہے جو یہ پوچھے کہ حضرت ابراہیمؑ اور حضرت محمدؐ کون تھے؟ انہوں نے کیا کیا اور ان کا ہدف کیا تھا؟اور ان کا ہم سے مطالبہ کیا ہے؟

یاد رہے وہ حج جس میں برائت کا اعلان نہ ہو، وحدت کا پیغام نہ ہو اور جس سے زندگی میں تحرک پیدا نہ ہو، وہ حج ہے ہی نہیں۔

............حج کی سیاست ایسی سیاست نہیں ہے کہ جسے ہم نے بنایا ہو۔حج کی سیاست اسلام کی سیاست ہے۔ جس طرح پیغمبر اسلامؐ نے بتوں کو توڑا تھا، ہماری ذمہ داری بھی یہی ہے کہ ہم بھی بتوں کو توڑیں۔ آج کے بت کل کے بتوں سے زیادہ خطرناک ہیں''۔

حج کے سیاسی پہلو میں مندرجہ ذیل امور پر غور کیا جاسکتا ہے۔

ا۔مشرکین سے برائت:

امام خمینیؒ فرماتے ہیں کہ: مومنین سے محبت، مشرکین و منافقین سے نفرت اور ان سے برائت کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی، اور اس بات کے لئے کونسا گھر اللہ کے گھر سے بہتر اورمناسب تر ہے...........

ہمارا برائت کا اعلان ایسی امت کا اعلان ہے کہ جس کی طرف کفر واستکبار کمانوں میں تیر جوڑے ہوئے چلانے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ ہیہات! ہائے افسوس! یہ کیسے ممکن ہے کہ عاشورا کے کوثر سے سیراب ہونے والے تشنگان معرفت اور صالحین کی وراثت کا انتظار کرنے والے ذلت آمیز موت کے لئے تیار ہوجائیں۔

ہیہات! ہائے افسوس یہ کیسے ممکن ہے کہ خمینی، شیطان صفت کفار اور مشرکین کے قرآن

وعترت پر حملوں کو دیکھتا رہے اور خاموش رہے!.......

مشرکین سے برائت کا اعلان سنت نبوی ہے اور یہ اعلان کہنہ اور پرانا ہونے والا نہیں ہے۔

۲۔ اسلامی طاقت کا مظاہرہ:

حج میں لاکھوں مسلمانوں کا ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونا اور ایک آواز میں لبیک کہنا خود ایک عظیم طاقت اور قوت ہے۔

امام راحل کہتے ہیں کہ: یہ امر اسی وقت محقق ہوگا جب امت اسلام کے درمیان اتحاد قائم ہو اور وہ اتحاد عملی طور پر ساری دنیا کو دکھلایا جائے۔ روایات کے اعتبار سے یہ بھی جہاد کی ایک قسم ہے اور جو فائدہ جہاد میں ہے، وہی فائدہ حج میں بھی ہوگا۔

...........اگر اسلامی ممالک مسلمانوں کے ساتھ مل کر ایک کروڑ کی فوج تیار کریں اور لاکھوں کی فوج ایک ہی پرچم تلے جمع ہوجائے تو دنیا کی سب سے بڑی طاقت بن سکتے ہیں۔

واعتصموا بحبل اللّٰہ جمیعا وّلا تفرقوا۔

حج: قیام امن کی سب سے بڑی تحریک

محمد اعجاز عرفی قاسمی
قومی صدر، آل انڈیا تنظیم علماء حق، نئی دہلی

امن وسلامتی، صلح وانسان دوستی دنیائے بشریت کی اہم ترین ضرورت کا نام ہے اور ازل سے لیکر ابد تک انسان اس ضرورت سے نجات نہیں حاصل کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خداوند عالم نے اپنے پسندیدہ دین کو اسلام سے موسوم کیا ہے، جس کا امن وسلامتی سے گہرا تعلق ہے، جس کا خدا رب العالمین جس کا پیغمبر رحمت اللعالمینؐ، جس کی کتاب ہدایت للناس کی ضمانت اور جس کا کعبہ تمام انسانوں کی پناہ گاہ ہے۔ اس دین مبین کی ہر عبادت امن وسلامتی کا پیغام دیتی ہے۔ حج اس عظیم الٰہی پیغام تک رسائی حاصل کرنے کی عظیم تحریک کا نام ہے۔(ادارہ)

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کا شکر گزار ہوں کہ مجھے دو روزہ بین الاقوامی حج کانفرنس میں شرکت کی سعادت سے محروم نہیں رکھا۔ ایک ایسے وقت میں جب کہ مسلکی سطح پر تنازعات اور اختلافات کا سلسلہ دراز ہوتا جارہا ہے، پوری ملت اسلامیہ کو وحدت کی ایک لڑی میں پیرونے اور ایک متحدہ پلیٹ فارم پر جمع کرنے کی یہ قابل ستائش کوشش ہے، کیونکہ یہ وقت کی ایک اہم ضرورت ہے کہ تمام تر تنازعات اور اختلافات کو بھلا کر امت اسلامیہ ایک ہوجائے۔ بہت پہلے ایک شاعر نے کہا تھا کہ:

ایک ہوجائیں تو بن سکتے ہیں خورشید مبین

خانہ فرہنگ جمہوری اسلامی ایران کی یہ حج انٹرنیشنل سیمنار کانفرنس بھی دراصل اسی سمت بڑھنے کی کوشش ہے۔ حج کا پیغام بھی یہی ہے۔ جس میں خانہ فرہنگ ایران نے حج کی روح کو سمجھتے ہوئے پوری ملت کو بلا اختلافات مسالک مدعو کرکے یہ پیغام دیا ہے کہ حج کی روح کو سمجھنا اور اس کی روشنی میں حیات وکائنات کی تفہیم آج کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ اگر اسے سمجھ لیا جائے تو تمام تر مسلکی اختلافات اور تنازعات ختم ہوسکتے ہیں، اور اگر اس کی روح سے نا آشنا رہا گیا تو پھر مسائل کے گرداب سے ملت اسلامیہ کو کوئی بھی نہیں بچا سکتا۔ پوری ملت کا علاج اس کی اسلامی تعلیمات اور ارکان میں موجود ہے۔ ضرورت ہے کہ ان تعلیمات کو صحیح تناظر میں سمجھا جائے اور اسے روبعمل لانے کی کوشش کی جائے۔

در اصل ہمارا المیہ یہ ہے کہ ہم نے اسلام کی روح کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی اور اس کے فروعات میں ہی الجھ کر رہ گئے۔ آج پوری دنیا کے سامنے تشدد اور دہشت گردی سب سے خطرناک مسئلہ ہے دنیا کو امن کی تلاش ہے مگر سوائے دہشت گردی کے دنیا کو دوسری کوئی چیز مل نہیں پا رہی ہے۔آج پوری دنیا اس دہشت گردی کے مسئلے سے پریشان ہے اور عالمی سطح پر اس کی زد پر ایک خاص مذہب کے افراد ہیں جب کہ اس قوم کا تعلق ایک ایسے مذہب سے ہے جس کے یہاں سب سے زیادہ امن کا تصور ہے جس مذہب نے قیام امن کی عملی صورتوں کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے اپنی ایک شفاف امیج رکھی ہو اس قوم کی شبیہ کو داغدار کرنے کے پیچھے بہت سی سازشیں کارفرما ہیں۔ اگر یہ سازشی ذہن کے افراد، مسلمانوں کو دہشت گرد کہنے والے، اگر صرف ایک رکن اسلام حج پر ہی غور کر لیتے تو شاید انہیں پتہ چلتا کہ امن کا سب سے بڑا پیغام مذہب اسلام نے دیا ہے اور اس کا مظہر حج ہے۔ اسے آپ قیام امن کی سب سے بڑی تحریک کا نام بھی دے سکتے ہیں۔ دنیا کی تاریخ میں حج سے بڑی امن کی کوئی تحریک نہیں ہے۔ جدید دور کے مفکر و دانشور مولانا ابو الاعلیٰ مودودی نے لکھا ہے کہ حج دنیا میں امن قائم رکھنے کی سب سے بڑی دوامی تحریک ہے...'' اس نے دنیا کو ایسا حرم دیا ہے کہ جو قیامت تک کے لئے امن کا شہر ہے، جس میں آدمی تو کیا جانور تک کا شکار نہیں کیا جاسکتا جس میں گھاس کاٹنے کی اجازت نہیں، جس کی زمین کا کانٹا تک نہیں توڑا جاسکتا۔ جس میں حکم ہے کہ کسی کی کوئی چیز گری پڑی ہو تو اس کو ہاتھ تک نہ لگاؤ۔ اس نے دنیا کو ایک ایسا شہر دیا ہے جس میں ہتھیار لانے کی ممانعت ہے۔''

موجودہ دور کو دہشت گردی کے تناظر میں دیکھا جائے تو حج کی معنویت اور بڑھ جاتی ہے۔ حج سے بہتر امن کا نسخہ دنیا کی کسی قوم کے پاس نہیں ہے۔ حج نہ صرف مختلف ملکوں اور نسلوں کے لوگوں کو ایک پلیٹ پر متحد کر دیتا ہے بلکہ ایک ایسا منظر پیش کرتا ہے کہ جو مساوات کا حقیقی منظر ہے۔ جہاں امیر وغریب، عربی وعجمی کی کوئی تفریق نہیں، تمام دنیا کے مسلمان ایک ہی راستے کی طرف گامزن ہوتے ہیں، ایک ہی طرح کا لباس اور ایک ہی طرح کا جذبہ لیے ہوئے، ساری دشمنیاں، عداوتیں ختم ہوجاتی ہیں اور سب ایک دوسرے کی دھڑکنوں میں شامل ہوجاتے ہیں۔ اپنے وطن سے دور اعزاء واقارب سے دور رہ کر ایک ہی مرکز کا طواف کرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اس کے اندر وحدت کا ایک بڑا فلسفہ مضمر ہے کہ یہ محض ایک مظہریاتی رسم نہیں ہے، بلکہ اس کے پیچھے بہت

بڑی حکمت عملی ہے اور وہ یہ ہے کہ چاہے کسی بھی خطے سے انسان کا تعلق ہومگر اس کا مرکز ایک ہے۔ کچھ مرکز ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں انسان ایک اکائی میں تبدیل ہوجاتا ہے اور دیگر تمام اکائیاں تحلیل ہوجاتی ہیں۔ حج کا پیغام بھی یہی ہے کہ تمام جغرایائی وحدتیں ختم کرکے ایک جغرافیہ سے جڑ جاؤ اور وہ ہے انسانی جغرافیہ جہاں نہ کوئی سرحد ہے نہ لکیر ہے، بس ایک خط مستقیم ہے جس کا نام ہے انسانی اور اسلامی اتحاد۔

حج نے انسانوں کو انسانوں سے قریب لانے کا ایک بڑا ذریعہ فراہم کیا ہے۔ جہاں مختلف شکلیں، صورتیں، رنگ، زبانیں اور سارے امتیاز ختم ہوجاتے ہیں اور صرف ایک رنگ برقرار رہتا ہے انسانیت ہے۔ جس مذہب میں وحدت انسانی کا ایسا عظیم تصور اور عملی مظاہرہ ہو ایسے مذہب پر دہشت گردی کا الزام لگانا ایسا ہی ہے جیسے سورج کی کرنوں کو قتل کرنا۔ سورج کی کرنیں روشنی پھیلاتی ہیں۔ کوئی یہ کہے کہ ان سے اندھیرے اترتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ایک معمولی عقل وشعور کا انسان بھی ایسے شخص کو پاگل کہے گا۔ شاید کچھ ایسی ہی جنونی کیفیت آج کچھ طاقت کے نشہ میں چور ملکوں میں پیدا ہوگئی ہے جو ایک بین حقیقت کو جھٹلاتے ہوئے کسی طرح کی عار یا شرم محسوس نہیں کرتے اور بانگ دہل ایک ایسے مذہب پر دہشت گردی کا الزام لگاتے ہیں، جس نے عملی سطح پر بھی یہ ثابت کردیا ہے کہ امن ان کی روح ضمیر ذہن میں شامل ہے اور ان کے مذہب کا ایک حصہ ہے۔ تشدد تو اس مذہب کی روح کے منافی ہے۔ اسلام میں تشدد اور دہشت گردی کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔ یہ حج کا ایک پیغام ہے۔

یہ حج ہے جو ایثار اور قربانی کی ایک عظیم مثال قائم کرتا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے رضائے خداوندی کے لئے اپنے تمام جذبات وخیالات کو قربان کردیا یعنی خدا کی محبت کے سامنے کسی اور محبت کے لئے جگہ نہیں ہے۔ اس بات کا احساس دلا کر یہ ثابت کردیا ہے کہ انسان خدا کے لئے کسی طرح کی بھی قربانی دے سکتا ہے اور اسی ایثار وقربانی کی عظیم روایت آج بھی برقرار ہے گوکہ حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسمٰعیلؑ کو قربان کردیا تھا مگر حضرت اسمٰعیلؑ زندہ رہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت ابراہیمؑ کے جذبۂ ایمانی کا امتحان لینا چاہتا تھا اور حضرت ابراہیمؑ نے اس امتحان میں سرخ روئی حاصل کی۔ اس طرح ان کی یادگار حج کی یہ روایت پوری ملت اسلامیہ کو ایثار اور قربانی کے اس جذبہ سے جوڑ دیتی ہے، جو حضرت ابراہیمؑ کے اندر تھا۔ جس مذہب اور جس قوم میں ایثار اور قربانی کا

یہ جذبہ ہو اس کے تعلق سے یہ کہنا کہ وہ رواداز نہیں یا متشدد ہے اسے بہتان عظیم کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے۔ اسلام کی روح امن بہ ایثار اور قربانی ہے۔ اسلام کے سارے ارکان اسی کی عملی تعبیر ہیں۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور اس کے تمام ارکان کی روح کو سمجھا جائے تو یہ حقیقت واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام ہی انسانیت کا واحد مذہب ہے جس نے ہر سطح پر فلاح انسانیت کا خیال رکھا ہے اور بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے سب سے بڑا تصور اسی مذہب میں موجود ہے۔ نماز میں جہاں انسان کو صرف ایک خدا کے سامنے سر جھکانا پڑتا ہے، وہیں روزہ دنیا بھر کے بھوکے اور غریبوں کے درد کو سمجھنے کی کوشش ہے اور زکوٰۃ غریبوں کے دکھ کے مداوے کا ایک بہترین طریقہ ہے، اور حج تمام دنیا میں بکھرے ہوئے انسانوں کو ایک مرکز پر جمع کرنے کی ایک مستحسن کوشش ہے۔ کیا یہ تمام سلسلے غیر انسانی ہیں؟ نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہے، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سلسلے انسانیت کو نئی راہ دکھاتے ہیں اور نئی منزلوں سے روشناس کراتے ہیں۔ یہ انسانیت کے عظیم تصورات سے ذہنوں کو روشن کرتے ہیں۔ اسلام کے سارے ارکان کی بنیادیں انسانی ہیں اور یہی وجہ ہے کہ مذہب اسلام کو امن اور انسانیت کا مذہب کہا جاتا ہے۔ جس مذہب میں انسانیت کا ہر سطح پر احترام ہو اس پر غیر انسانی سرگرمی یا دہشت گردی کا الزام لگانا اسلام کی روح کو مجروح کرنے کی ایک عالمی سازش کے سوا اور کیا ہے؟ معاندین اور مخالفین اسلام کو اگر اسلام کی حقیقی تصویر دیکھنی ہو اور اس کو سمجھنا ہو تو اس کے ارکان پر غور کریں تو انہیں یہ احساس ہوجائے گا کہ اسلام غیر انسانی نہیں ہوسکتا۔ احترام آدمیت اور عظمت انسانیت کا سب سے بڑا تصور اسلام نے ہی دیا ہے اور حج وحدت، عظمت اور احترام انسانیت کا سب سے بڑا عملی مظہر ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ آج دنیا بھر کی قومیں صلح کانفرنس کرتی ہیں مجلس اقوام متحدہ میں جمع ہوکر اپنے مسائل حل کرتی ہیں مگر ان لوگوں کے دلوں میں سازش اور فریب کا ایک جال بچھا ہوتا ہے۔ حج ہی ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جہاں مختلف ملکوں کے لوگ محبت اور خلوص کے ساتھ ایک دوسرے سے ملتے ہیں۔ ایسی ہم آہنگی اور ہم خیالی کی دوسری کوئی مثال نظر نہیں آتی۔ قافلوں کے قافلے ایک ہی رنگ ولباس میں لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک کے نعرے کے ساتھ صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہیں، عرفات جاتے ہیں، مزدلفہ میں ٹھہرتے ہیں اور پھر منیٰ کی طرف پلٹتے ہیں اور جمرہ عقبی پر کنکڑیاں مارتے ہیں۔ یہ سارے اعمال سب ایک ساتھ بجالاتے ہیں تو وحدت کی عجب سحر

انگیز فضا ہوتی ہے اور ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے پوری دنیا ایک نقطہ پر سمٹ گئی ہو۔ یا ایک مرکز پر ٹھہر گئی ہو ایسی نظیریں دنیا میں ناپید ہیں جب شاہ وگدا، امیر وغریب ایک ہی قطار میں، ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہو یہی وہ منظر ہے جو پورے انسانی ذہن کو اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اسلام کے اس رکن میں یہ بہت بڑا پیغام پوشیدہ ہے کہ انسانوں کی منزل صرف اور صرف ایک ہے اور ان کے راستے بھی ایک ہیں۔ اسلام نے ایک ہی منزل ایک ہی راستے کا پیغام دے کر پوری دنیائے انسانیت کو روشنی دکھائی ہے۔ پوری دنیا میں بکھرے ہوئے لوگوں کے لئے حج میں ایک بہت بڑا پیغام مخفی ہے اگر اس مخفی پیغام کو سمجھ لیا جائے تو پوری انسانیت کی منزل اور راستہ ایک ہوجائے اور اسلام کا مطلوب اور مقصود بھی یہی ہے۔ جس مذہب میں ایک منزل اور ایک راستے کا تصور ہو وہ مذہب کیسے انسانوں کو مختلف خانوں میں بانٹ کر دیکھ سکتا ہے، وہ تو چاہتا ہے کہ سب ہی ایک ہی منزل کی طرف رواں دواں ہوں اور حج اس فلسفے اور حکمت عملی کی سب سے روشن تعبیر کا ایک خوبصورت عنوان ہے۔

❧♦❧

حج اتحاد مسلمین کا مرکز

محمد اسلم رضوی، پونا

حج اس عظیم عبادت الٰہیہ کا نام ہے جو نہ صرف عبادت گزار کے تقویٰ وپرہیزگاری کے ضمانت ہے، بلکہ نص قرآنی اور ارشادات ائمہ معصومینؑ کی روشنی میں اس عبادت میں تمام لوگوں کا فائدہ اور دین کی تقویت مضمر ہے۔ واضح رہے کہ دین کی تقویت کا مطلب دیندار کی تقویت ہے اور یہ تقویت اسی وقت ممکن ہے جب لوگوں میں آپسی میل جول، باہمی اتحاد اور یکجہتی پائی جاتی ہو۔ اسلامی اتحاد و بھائی چارہ کا جو ماحول سفر حج میں پیدا ہوتا ہے وہ کسی دوسرے عبادتی عمل میں ہے۔ درحقیقت حج فقط اسلامی اتحاد کا ہی نہیں بلکہ انسانی اتحاد کا مظہر ہے، جس میں ایک جیسے سادہ لباس میں ملبوس افراد باہمی اتحاد وہم آہنگی اور ہمرنگی کے ساتھ محو ذکر الٰہی نظر آتے ہیں اور یہ الٰہی وعرفانی منظر حج کے علاوہ کسی دوسری عبادت میں نظر نہیں آتا ہے۔(ادارہ)

اللہ نے جن کاموں کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جن کاموں کے بجالانے کو منع کیا ہے اس میں کوئی نہ کوئی حکمت ضرور ہے۔" فعل الحکیم لایخلو عن الحکمة "۔ ہر واجب یا ہر حرام میں کوئی راز ضرور نہفتہ ہے۔خواہ وہ نماز ہو یا روزہ حج ہو یا زکوٰۃ۔

نماز ایک ایسا وسیع موضوع اور ایک ایسا بحرنا پیدا کنار ہے جس پر اتنی کتابیں مختلف مذاہب کی جانب سے لکھی گئی ہیں کہ اگر ان کتابوں کے صرف نام کو بیان کیا جائے تو ایک کتاب تیار ہوجائے گی۔ اسی طرح روزہ ایک ایسا موضوع ہے جس کے اخلاقی، سماجی اور عبادی پہلوؤں پر جو مضامین یا کتابیں لکھی گئی ہیں اگر انہیں جمع کیا جائے تو یہ خود ایک بڑا عظیم کام ہوگا اور ایک چھوٹی سی لائبریری تیار ہوجائے گی۔

لیکن حج ایک ایسا موضوع ہے جس پر گفتگو یا تو ہوتی ہی نہیں ہے یا بہت کم ہوتی ہے۔ اللہ امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کے درجات کو اور بلند فرمائے کہ انقلابِ اسلامی کے بعد آپ کے کارہای نمایاں میں ایک عظیم الشان کام یہ بھی تھا کہ آپ نے حج اسلامی کی حقیقت ،فوائد اور پیغام سے عالم اسلام کو روشناس کرایا، چاہئے ان مسلمانوں کا تعلق کسی بھی مکتب ومسلک سے ہو وہ امام خمینی کی اس ناقابل فراموش خدمت کو سراہتے ہیں۔

حج کی عظمت وفضیلت فقط یہ نہیں ہے کہ وہ ایک عبادت ہے اور بس، بلکہ قرآن نے لفظ

"منافع" استعمال کیا ہے جو واحد نہیں ہے بلکہ جمع ہے جیسا کہ سورہ حج کی آیت ۲۷ میں ارشاد ہوا ہے:

" واذّن فی النّاس بالحجّ یاتوک رجالاوعلی کلّ ضامریّاتین من کل فجّ عمیق۔ لیشھدوا منافع لھم ویذکروا اسم اللّٰہ فی ایّام معلومات۔" اس آیۂ کریمہ میں لفظ منافع ہے جس کا مفہوم ہرگز محدود نہیں ہوسکتا کیونکہ جب آیت مطلق ہے تو اسے قید کرنے والے ہم کون ہوتے ہیں؟

پروردگار عالم چاہتا ہے کہ یہ فائدہ اللہ کے تمام بندوں کو پہنچے جو ایک خدا، ایک رسولؐ، ایک قرآن اور ایک قبلہ کے ماننے والے ہیں۔ لیکن المیہ یہ ہے کہ ہم ایک قبلہ کو تو مانتے ہیں لیکن ایک قبلہ وکعبہ کو نہیں مانتے یا یہی قبلہ وکعبہ ہیں جو ہمیں ایک نہیں ہونے دیتے اور ان ہی کی وجہ سے ہم حج کے اہم پیغامات میں سے ایک پیغام وحدت واتحاد ہے، اسے بھول گئے ہیں یا اہمیت نہیں دیتے۔

حج ایک ایسا پاکیزہ اجتماع ہے، جس میں مشرق ومغرب، گورے کالے، عرب عجم کا فرق مٹا کر سارے بندگان خدا سرزمین وحی مکہ مکرمہ میں جمع ہوتے ہیں اور یہ ایک ایسا اجتماع ہے کہ ہم اسے طواف وسعی، وقوف ورمی جمرات میں محدود کردیتے ہیں۔ اِن تمام ارکان کی اپنی جگہ پر اہمیت ہے اور ان کی بجا آوری پر ذرہ برابر بھی اگر کوئی شک کرے تو دائرہ اسلام سے فوراً خارج ہوجائے گا۔

مگر اہم سوال یہ ہے کہ کیا حج ان ہی ارکان مخصوصہ میں محدود ہوگیا ہے اور اگر ہم ان ارکان کو بجالائیں تو ہم نے اپنی ذمہ داریاں پوری کرلی یا پھر اس کے ساتھ ساتھ دوسرے مقاصد بھی ہیں جن کی ہمیں خبر نہیں ہے۔

خداوند متعال سورہ مائدہ کی آیت ۹۷ میں ارشاد فرمارہا ہے: "جعل اللّٰہ الکعبة البیت الحرام قیاما للنّاس" خدا نے کعبے کو لوگوں کے قیام کا ذریعہ بنایا ہے۔ کیا قیام کا مطلب اعمال حج کی بجا آوری ہے اور بس یا ارض حرم کو عالمی مسائل حل کرنے کا مرکز قرار دیا جائے، جس سے مظلوم مسلمانوں کی پریشانیاں ختم ہوسکیں، جس میں مسلمان ایک نقطے پر جمع ہوکر اپنے صلاح وفلاح کے بارے میں گفت وشنید کرسکیں اور مسائل کو حل کرسکیں۔ حج ایک بہترین عبادت ہے، جس میں اسلامی عبادت اور سیاست کا امتزاج نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔

اسی لئے مومنین کے دل بیت اللہ کی جانب کھچے چلے آتے ہیں تاکہ ایک زبردست اجتماع ہو اور اس کا فائدہ مسلمانوں کے ہر طبقے کو حاصل ہو۔ حضرت علی علیہ السلام نے حج کے فائدے کو اس طرح بیان کیا آپؑ فرماتے ہیں" والحج تقویة للدین" دین کی تقویت سے مراد اہل دین کی تقویت

ہے، ورنہ دین تو پہلے ہی سے قوی ہے، اس میں کوئی ضعف ہے، نہ کوئی کمزوری۔ جیسے نماز سے نماز پڑھنے والوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے نہ کہ نماز کو۔ مولائے کائنات کے اس فصیح وبلیغ کلام میں جو امام الکلام کا درجہ رکھتا ہے غور وفکر کی ضرورت ہے۔

اس عالمی کانفرنس کے ذریعہ ہم دنیا کے تمام مسلمانوں تک یہ پیغام پہنچانا چاہتے ہیں کہ وہ حج کے فلسفے کو اپنی قوم کے درمیان بیان کریں۔ یادرکھیں حج ہمیں سب سے پہلے جس چیز کی دعوت دیتا ہے وہ اتحاد بین المسلمین ہے۔ ہم جب نماز کے لئے مسجد حرام میں داخل ہوتے ہیں تو یہ نہیں پوچھتے کہ امام جماعت شافعی ہے یا مالکی ،حنفی ہے یا حنبلی، بوہری ہے یا جعفری، بلکہ سب شانہ سے شانہ ملاکر اتحاد واخوت کا مظاہرہ کرتے ہیں اور المومن اخوالمومن کی عملی تصویر پیش کرتے ہیں۔لیکن جیسے ہی اس مقدس سرزمین سے باہر نکلتے ہیں پھر مسلکی جھگڑوں میں الجھ جاتے ہیں۔

اس لئے ہم ضروری سمجھتے ہیں کہ امام خمینیؒ کے اس بیان کا خلاصہ پیش کریں جس میں آپ نے حج کے اغراض ومقاصد کو بیان فرمایا تھا:

’’حج ایک عبادت ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ ظالم وسامراجی طاقتوں کے خلاف آواز بلند کرنے اور دبے کچلے مظلوم ومستضعفین مسلمانوں کی حمایت کااعلان کرنے اور ان کے مسائل وپریشانیوں کے حل کرنے کا ایک بہترین وسیلہ بھی ہے۔‘‘

اسی طرح رہبر انقلاب اسلامی آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای نے ایک پیغام میں یہ فرمایا:

’’حج کے ذریعہ ہم لوگوں کو چاہئے اسلام کے دشمنوں سے اپنی بیزاری ظاہر کریں جسے حج کے موقع پر اسلام نے مقرر کیا ہے۔ برائت یا بیزاری کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسے ہم اسلام کے باہر سے لائے ہوں اور حج میں شامل کرلیاہو۔ برائت حج کا ایک حصہ اور روح رواں ہے اور اس عظیم اجتماع کا معنیٰ ومفہوم ہے۔ کچھ لوگ اپنے جرائد اور تبلیغاتی وسائل کے ذریعہ یہ بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ جناب آپ نے تو حج کو سیاسی بنادیا ہے۔ ہم نے حج کوسیاسی بنادیا ہے اس کا کیا مطلب ہوا اگر مقصد یہ ہے کہ ہم نے سیاسی مفاہیم کو حج میں داخل کردیا ہے تو جواب میں ہم یہ کہنا چاہیں گے اگر کوئی اس مسئلے کو حج میں سیاست کے داخل کرنے کا مفہوم لیتا ہے تو ہمیں خدا سے یہ دعا کرنی چاہئے کہ خدا اسکو شفادے تاکہ وہ سمجھ سکے۔ یہ کیونکر ممکن ہوسکتا ہے کہ کوئی اسلام اور قرآن میں حج کی آیات اور اتحاد ووحدت کی اہمیت سے آگاہ ہوتے ہوئے بھی یہ نہ سمجھے کہ یہ عظیم اجتماع

اعلیٰ وبرتر مفاہیم و مقاصد کے لئے ہے جو کہ الٰہی وسیاسی ہے۔ اس کا تعلق سب ہی مسلمانوں سے ہے یہ اتحاد اور عالم اسلام کی مشکل کے حل کے لئے ہے۔ عالم اسلام کے مسائل بہت اہم ہیں۔ اب ان مسائل کو کہاں پیش کیا جائے اور مسلمان اپنی آواز کو جب کہ دنیا میں مسلمانوں کے خلاف اس قدر مظالم ہورہے ہیں، باہم آواز اٹھا کر خیانت پر مبنی پالیسیوں کو وضع کرنے والوں کے کانوں تک کہاں سے پہنچائیں؟ حج کے سوا کہاں یہ کام انجام دے سکتے ہیں؟ آپ دیکھ رہے ہیں کہ آج یورپ اور دیگر ملکوں میں مسلمانوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جارہا ہے۔ ان بھیانک مظالم کو لفظوں میں بیان کرنا بھی مشکل ہے۔ بوسنیا کی مثال آپ سب کے سامنے ہے۔''

یہ تھے آیت اللہ العظمیٰ خامنہ ای کے ارشادات وفرامین جس میں آپ نے کھلے لفظوں میں یہ بیان کیا کہ حج ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے اسلام دشمن طاقتوں کی مکاریوں کو واضح کیا جاسکتا ہے اور اس کے سدباب کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

آج عالمی سامراج اس حج سے لرزہ براندام ہے، جو حج ابراہیمی ہے، جس میں ظالموں سے نفرت اور مظلوموں سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔ بڑی طاقتیں قطعاً یہ نہیں چاہتی ہیں کہ حج عالم اسلام کی بیداری کا ذریعہ بن سکے۔ اس لئے نام نہاد مسلم ملکوں کو جوان ظالم طاقتوں کے ذریعہ اپنی حکومتوں کو مستحکم کئے ہوئے ہیں آگاہ کررہی ہیں کہ خبردار دیکھو اگر حج عبادت کے ساتھ عالم اسلام کے مسائل کے حل کا ذریعہ بن جائے تو اس کا سب سے پہلے براا ثر تمہارے تخت وتاج پر پڑے گا۔ لہٰذا حج ویسا ہی ہو جیسا ہم چاہتے ہیں، نہ کہ یہ چند مٹھی بھر متشدد وہارڈ لائنز مسلمان کا۔

آج امت اسلامیہ کی سب سے بڑی بدنصیبی یہ ہے کہ ان کی حکومتوں کی باگ ڈور بظاہر کلمہ پڑھنے والے مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں لیکن درحقیقت ان ہاتھوں کے پیچھے بھی خونی پنجہ ہے جو مظلوم مسلمانوں کے خون سے لت پت ہے۔

اس لئے آیئے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم سب کو حج کے صحیح مفہوم کو سمجھنے کی توفیق مرحمت فرمائے اور اسلام وانسان دشمن طاقتوں کا قلع قمع کرے۔ اور ہمارے جسمانی ملک ہندوستان اور روحانی وطن ایران کو دشمنوں کے شر سے بچائے۔ آمین۔

☙♦❧

حج: اجتماعیت اور مساوات کا سب سے بڑا علمبردار

مفتی افروز عالم قاسمی، نئی دہلی

اسلام ایک آفاقی مذہب ہے، وہ اپنے ماننے والوں کو آفاقی افکار وخیالات سے آشنا کرانا چاہتا ہے اور اپنے متبعین کے اندر وحدت واجتماعیت کی روح پیدا کرنا اس کا نصب العین ہے۔ اس کے تمام ارکان یہ پیغام دیتے ہیں کہ انسانیت وحدت واجتماعیت کی فضا میں سانس لے۔ سب سے پہلے وحدانیت کے اعتراف اور رسالت کے اقرار کے بعد اپنے متبعین کو وارکعو مع الراکعین (رکوع کرو رکوع کرنے والوں کے ساتھ) نماز کی تلقین فرمائی، یعنی نماز جیسی اہم عبادت کہ بندہ اپنے آقا کے سامنے سربسجود ہوتا ہے، انفرادی طریقہ سے نہ کرا کر اجتماعی طریقہ پر ادا کرنے کی تلقین کی ہے اور اسلام کی اجتماعیت پسندی کا مزاج یہیں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اپنے ماننے والوں کو ہفتہ میں ایک دن کسی بڑے مقام پر جمع ہوکر جمعہ کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے، پھر آگے چل کر مسلمانوں میں اجتماعیت کی برقراری کے لئے پوری دنیا کے مسلمانوں کو عرفات کے میدان میں جمع کر دیتا ہے، جہاں اس کی تعلیمات اور احکامات کی ادائیگی کے لئے پوری دنیا کے مسلمان ایک ہی لباس، ایک ہی جذبہ، ایک ہی آواز، ایک ہی انداز اور ایک ہی ادا کے ساتھ جمع ہوکر جملہ اعمال وافعال انجام دیتے ہیں سب کی زبان پر ''لبیک اللھم لبیک ...کا ورد جاری رہتا ہے اور سارے عربی وعجمی، گورے وکالے رنگ ولباس تہذیب وثقافت کے تمام امتیازات سے اوپر اٹھ کر صرف اور صرف اپنے تمام جذبات وخیالات کو قربان کرکے ایک مرکز پر جمع ہوجاتے ہیں اور عرفات کے میدان میں پیرو ابراہیم نظر آتا ہے۔ یہ ہے اسلام کا وہ آفاقی اجتماعیت کا پیغام جس کی نظیر دنیا کے کسی مذہب، کسی دین اور کسی تحریک میں نظر نہیں آتی۔ حج کو اگر اجتماعی رنگ میں دیکھا جائے تو حج مظاہر قدرت کا ایک عظیم سنگم نظر آئے گا اور قدرت کے اس قدر حیرت انگیز نظارے سامنے آئیں گے کہ انسان بے ساختہ پکار اٹھے گا سبحانک ما خلقت ھذا باطلا" کہیں مختلف الخیال' متفرق الالوان' ذات برادری کا فرق تو کچھ قد وقامت اور مزاجوں میں الگ الگ، رنگ ونسل کے اعتبار سے جدا مگر سب ایک ہی تاریخ، وقت اور مقام پر دیوانہ وار اکٹھے نظر آتے ہیں۔ روم، شام، الجزائر، فلسطین، جاپان، امریکہ، برطانیہ چین،

پاکستان، ہند، عرب وعجم کے لاکھوں انسانوں کا سمندر اور اسی میں رنگ برنگے موتی انتہائی حسین وخوبصورت دلکش دیدہ زیب مگر ایک دوسرے سے الگ الگ تمام پیکر نظر آئیں گے، جو قدرت الٰہی کا عظیم شاہکار ہوں گے جنہیں دیکھ کر بے اختیار زبان پر آتا ہے فتبارک اللّٰہ احسن الخالقین ۔ اللہ کی رحمت کا یہ دل کش نظارہ تحریک مساوات کی عظیم مثال بن کر سارے انسانوں کے دلوں میں ایک ہی لگن، درد وفکر ،سوز وگداز کی کیفیت پیدا کرتا ہے۔ یگانگت اور یکسانیت کے جذبات میں تازگی پیدا کرتا ہے، اسی طرح حج کا اسلامی معاشرہ میں ایک نمایاں رول یہ بھی ہے کہ یہ مسلمانوں کی صفوں میں اتحاد وارتباط کی عملی دعوت دیتا ہے۔ فروعی اور مسلکی اختلافات کا کوئی تصور حج کے مبارک فریضہ میں دیکھنے کو نہیں ملتا۔

حج دراصل سید نا ابراہیم علیہ اسلام اور ان کے لخت جگر حضرت اسمٰعیل علیہ اسلام کی چند اداؤں، وفاؤں کی تعمیل وتکمیل کا نام ہے۔ اسی لئے امیر وغریب، شاہ وگدا، عالم وجاہل سب کو یکساں یونیفارم بلاسلا کپڑا احرام کی نیت سے زیب تن کرنے کا حکم ہے اور یہ کوئی معمولی بات نہیں کہ حرم پاک میں سب کو اسی پر عمل کرنا ہوتا ہے۔ نفس وشیطان کی کوئی چال اس عمل میں حائل نہیں ہوتی۔ اس سے ہر مسلمان کے دل میں یہ بھی راسخ کیا جاتا ہے کہ یہی زندگی کا تمہارا آخری لباس ہوگا جس کو پہن کر تمہیں برزخی زندگی میں فرشتوں کے سوال وجواب سے گزرنا ہوگا۔

اس کے بعد سب کی زبان پر ایک ہی ترانہ، سب کے دل پر ایک ہی ذات کی وحدت وربوبیت کا نقش ۔ تلبیہ اور اس کی وحدانیت کا اعلان بآواز بلند توحید کا یہ نعرہ بلاتفریق وامتیاز سارے حاجیوں کی زبان پر جاری وساری رہتا ہے۔

لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمه لک والملک لاشریک لک حاجی یہ صدا لگا تا رہتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ کسی کو اس کا ساجھیدار شریک بھی ٹھہرانے کی بار بار نفی کرتا ہے اور تمام تعریف ، حکومت وسلطنت کو منسوب بھی اسی ذات واحد کی طرف کرتا ہے جو ساری کائنات کا خالق ومالک ہے۔ یہ لبیک لبیک (حاضر ہوں، حاضر ہوں) کیا ہے؟ یہ حضرت اسماعیل علیہ اسلام کے اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قربانی کے لئے آواز لگانے پر حاضر ہوتے ہوئے سر جھکانے کا اعتراف عبودیت ہے۔ نماز ، طواف، سعی، کاندھے سے کاندھا ملا کر ایک ساتھ چلنا ، دوڑنا آہستہ اور جلدی عرفات ، مزدلفہ میں ان سب مقامات پر حاضری

ایک ساتھ استلام حجراسود، رمی، قربانی حلق یا قصر کرانے کا اجتماعی عمل ان سب میں یہی ایک راز اور حکمت پوشیدہ ہے کہ مسلمانوں کے درمیان کسی بھی طرح کے گلے شکوے تشنت واختلاف کی اسلامی سماج میں کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ باہم شیروشکر اتفاق ویکجہتی سے تمام دنیائے انسانیت کے لئے ایک قابل رشک مثال بنکر پیش ہوں۔ دراصل حج بھی عالم اسلام میں وحدت اسلامی کی لہر پیدا کرنے کا ایک اجتماعی نظام ہے تاکہ اسلامی معاشرہ اجتماعی شیرازہ بندی کے ساتھ اپنے خالق کے بتائے ہوئے دستور وقوانین کے مطابق زندگی گزارے اور اپنی زندگیوں میں تمام افراد واشخاص مساوات و بھائی چارگی کو جگہ دیں اور وحدت کے خوبصورت خیالات اور حسین جذبات سے اپنی حیات کو مزین کرنااور ان پر عمل پیرا ہونا ہی حج کا اجتماعی پیغام ہے۔

❧♦❧

نقش حج در وحدت اسلامی

شیر محمد جعفری، روحانی دربار امام حسینؑ ممبئی

ہر عمل کا بامقصد ہونا لازمی ہے اور اگر کوئی عمل مقصد کا حامل نہیں ہوتا تو اسے فعل عبث کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ پس فریضہ حج کے سلسلے میں اگر لوگوں کے ذہن میں طرح طرح کے سوالات پیدا ہوں تو یقیناً یہ ایک طبیعی اور فطری امر ہوگا۔ چنانچہ فریضہ حج کی اہمیت وافادیت کے سلسلے میں ہشام نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں اپنا سوال پیش کیا کیونکہ عظیم راز کی واقفیت انہیں لوگوں کو ہوا کرتی ہے جو خداوند عالم کی نمائندگی کا حوصلہ رکھتے ہیں اور ''ومن عندہ علم الکتاب'' کے مصداق ہیں۔ادارہ

امام سے سوال: اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو حج اور طواف خانہ خدا کا حکم کیوں دیا ہے؟

امام نے فرمایا: اللہ نے مخلوقات کو پیدا کیا، امرونہی کیا ہے کہ جس میں دین کی اطاعت کا راز اور ان کے دنیاوی امور میں مصلحت کارفرما ہے۔ حج میں اللہ نے مشرق اور مغرب والوں کا اجتماع قرار دیا ہے تاکہ وہ ایک دوسرے سے واقفیت حاصل کریں اور ہر گروہ ایک شہر سے دوسرے شہر اپنی تجارت کے سامان لے جاکے منفعت حاصل کرے اور کرایہ پر کام کرنے والے اور اونٹوں کو سواری کے لئے دینے والے اس کے ذریعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ اس کے علاوہ آثار رسولؐ کی زیارت ومعرفت حاصل ہو اور ان کے اخبار (سنت وسیرت) کی شناخت پیدا ہو، ان کی یاد تازہ ہو اور انہیں فراموش نہ کردیا جائے۔ اور اگر ہر گروہ اپنے ہی شہر ودیار پر بھروسہ کرتا اور وہیں کے مال تک محدود ہوتا تو سب ہلاک ہوجاتے اور شہر تباہ وبرباد ہوجاتے۔ مال وسامان تجارت کی نقل وحرکت اور اس سے منفعت کا سلسلہ ختم ہوجاتا اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ نہ ہو پاتے۔ یہ ہے فلسفہ حج۔

اور اسی طرح امام نے خلاصہ کے طور پر ایک پیغام اور دیا: جب تک خانہ کعبہ قائم ہے دین اسلام بھی قائم رہے گا جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے فرمایا کہ ایمان کو شرک سے پاک وصاف ہونے کے لئے اور حج کو دین کی جلوہ نمائی اور تقویت کے لئے لوگوں پر فرض کیا ہے۔

بعض لوگوں کے دل میں خیال آتا ہوگا کہ اللہ کو اپنا گھر بنوانا تھا تو کسی فرحت افزا مقام پر کسی سرسبز وادی میں بنایا ہوتا کہ حج کا حج ہوجاتا اور تفریح بھی ہوجاتی۔ لوگوں کے اس سوال کا جواب

امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے یہ کہکر دیا ہے: کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ کو اولین اور آخرین کا جناب آدمؑ سے قیامت تک امتحان لیناہے ایسے پتھروں کے ذریعہ جو نہ کسی کو نقصان پہنچاسکتے ہیں اور نہ فائدہ، دیکھتے ہیں اور نہ سنتے ہیں، تو اس کو اپنا محترم گھر قرار دیا۔ امام کا ارشاد ہے کہ مکان ایسی جگہ قرار دیا گیا جہاں اطاعت خدا کے علاوہ اور کوئی ذاتی فائدہ پیش نگاہ نہ ہو، دل پاک ہو، نیت پاک ہو، عمل خالص ہو، پیش نظر صرف اللہ کی خوشنودی اور مرضی ہو۔

قدرے غور وفکر کرنے کی ضرورت ہے۔ کتنا اتحاد ہے پیغام عبادت میں۔ مسجدوں کو مرکز عبادت قرار دینا، نماز جماعت کی تعلیم، ایک مہینہ میں روزوں کا فرض کیا جانا تاکہ بھوکے رہیں تو سب اور کھائیں تو سب، ایک ہی دن سب مسلمانوں کے لئے عیدین کا معین کرنا تاکہ خوش رہیں تو سب ایک ساتھ آیئے دیکھیں حج بیت اللہ میں خداوند عالم کس طرح دعوت اتحاد دیتا ہے۔ یہ حکمت خداوندی کا نتیجہ ہے کہ جب تمام دنیا سے آئے ہوئے مختلف عقائد وخیال اور مکاتب نظر کے افراد ایک دوسرے سے نزدیک ہوں گے، مل کر بیٹھیں گے، آپس میں گفتگو ہوگی، قریب سے سمجھنے کا موقع ملے گا تو بہت سی غلط فہمیاں دور ہوجائیں گی اور تفرقہ اندازوں کی غلط بیانیوں کا پردہ فاش ہوجائے گا۔

اسلام دین حکمت ہے، اس کا ہر قانون حکمت ومصلحت کا آئینہ دار ہے، اس کی عبادتوں میں اطاعت خالق کے ساتھ ساتھ ایسے ایسے راز پوشیدہ ہیں جو کہ بندوں کے لئے نہایت ہی فائدہ مند ہیں۔ یہ عبادت کا ایسا ایک فلسفہ اور راز ہے کہ اس کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے۔ مگر حج ایک ایسی عبادت ہے جو تمام عبادتوں سے ممتاز ہے۔ حج ہی ایک ایسی عبادت جسے بقائے دین کا ذریعہ، مسلمانوں کے اتحاد کا ذریعہ، امت مسلمہ کے عروج وارتقاء کا راز، اسلام کی اعلیٰ ثقافت کا آئینہ داراور دشمنان اسلام و طاغوتی طاقتوں کی تباہیوں کا پیغام قرار دیا گیا ہے یایوں کہئے کہ حج وحدت مسلمین کا عظیم الشان شاہکار ہے۔ اسلام نے حج کے فریضہ کو اس لئے واجب قرار دیا ہے کہ سال میں ایک مرتبہ دنیا بھر کے تمام مسلمان تمام تر امتیازات کو بالائے طاق رکھتے ہوئے مکہ مکرمہ کی سرزمین پر جمع ہوں، اور ایک دوسرے سے ملیں، روشناس ہوں، ایک دوسرے کی طرف اتحاد واتفاق کا ہاتھ بڑھائیں اور ایک دوسرے کے مسائل پر غور وفکر کریں۔ جب تک انسان کا زمین پر وجود ہے نقل مکان اور سفر کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ ابوبشر جناب آدمؑ کا نزول روایات کی بناپر سرندیپ میں ہوا لیکن وہ سفر

کرتے ہوئے حجاز تک تشریف لے گئے۔ کبھی آبادی کے اضافے سے اور کبھی حصہ زمین کے مادی وسائل کم نظر آئے تو لوگ گروہ درگروہ ضروریات زندگی کی تلاش میں وطن کو چھوڑ کر نئے وطن کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے۔ کبھی طاقتور قبائل نے حملہ آور ہو کر کمزور قبیلوں کو ترک وطن پر مجبور کر دیا، کبھی سامان تجارت سے مالا مال قافلے کسب معاش کے لئے کارواں درکارواں رواں دواں ملے۔ کبھی سفر کا مقصد سیر وتفریح قرار پایا۔ کبھی لوگ تحقیق وجستجو کے فطری جذبے کی تسکین کے لئے سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے دکھائی دئے۔ مگر مذکورہ بالا تمام مقاصد سے بے نیاز گروہ در گروہ اور کارواں درکارواں سفر کی صعوبت برداشت کرنے والوں کا ایک سلسلہ اور بھی ملتا ہے جو ہزاروں برس سے اطراف واکناف کے پیش نظر نہ سیاحت نہ جستجو وتحقیق، نہ ان کو کسی نے وطن سے نکالا ہے، ان کا مقصد سفر اور منزل مقصود ایک بے آب وگیاہ صحرا، ایک چٹیل میدان، ایک سنگلاخ زمین ہے، جہاں نہ مادی منافع کے امکانات ہیں اور نہ قابل دید عمارت وقصور، نہ فرحت افزا مرغزار، بلکہ ایک اولو العزم پیغمبرؑ کا اعلان ہے۔ یہ صدا اصلاب وارحام میں بسنے والوں تک پہونچی تھی اور ان کی ارواح نے لبیک کہی تھی۔ یہ وہی لوگ ہیں جو روحانی جذبہ وکشش کے ماتحت کچھ پیادہ پا اور کچھ سواریوں پر اس وعدے کی تکمیل کے لئے ہر طرح کی زحمتیں برداشت کرتے ہوئے بیابانوں، پہاڑوں اور جنگلوں کی مسافتیں طے کرتے ہوئے خلیل وذبیح کے ساختہ گھر کی طرف لبّیک اللّھم لبّیک کہتے ہوئے پہونچتے ہیں۔ فرمان خدا تھا: اے میرے خلیل ابراہیمؑ! لوگوں میں حج کا اعلان بھی کر دیجئے تو دیکھئے گا کہ لوگ کیونکر آپ کے اعلان پر پاپیادہ اور لاغراندام تیز قدموں سے آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے دور دراز مقامات سے دوڑتے ہوئے آئیں گے۔

آج جب کہ ہر طرح کی سفری سہولتیں حاصل ہیں۔ قیام کے لئے بہترین ہوٹل موجود ہیں پیسہ ہو تو آرام کا ہر سامان مہیا ہوسکتا ہے پھر بھی حج کرنے والوں سے یہ پوچھئے کہ لاکھوں کے اژدھام میں ان پر کیا گزرتی ہے ایک مرتبہ حج کر کے سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ نے نمازیں پانچ وقت، روزے ہر سال میں ایک ماہ زکوٰۃ بقدر نصاب ہر پیداوار پر قرار دی لیکن حج زندگی میں صرف ایک مرتبہ کیوں واجب کیا۔ اور پھر تصور کیجئے پہاڑوں، ریگ زاروں، بیابانوں، خطرناک درندوں اور وادیوں کا پاپیادہ اونٹوں گھوڑوں اور خچروں پر سفر کر کے سرد وگرم حالات سے مقابلہ کرتے ہوئے جب کسی طرح زندہ بچ کر چند.....عمارات اور ایک ناتراشیدہ پتھروں سے بنائے ہوئے مربع مکان کی زیارت کے لئے

آنے والے آتے ہوں گے تو ان کے دل میں سوائے اللہ کی خوشنودی ، فرمان رسولؐ کی اطاعت، آخرت کے فائدوں اور اسلام و مسلمانوں کے لئے نیک خواہشات اور خیر خواہی کے جذبات کے علاوہ اور کیا جذبہ ہوتا ہوگا؟ ایسے فداکار جو ایک فریضہ کو بجالانے کے لئے کسی خطرہ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے یوں جان کو جوکھم میں ڈال دیں اگر اسلام پر کوئی سخت وقت پڑجائے اور پورا اسلام خطرے میں ہوتو اپنی جان مال غرض سب کچھ نثار کرکے اسلام کی حفاظت کے لئے کیوں نہ آمادہ ہوجائیں گے۔

آیئے دیکھیں حج بیت اللہ کس طرح دعوت اتحاد دیتا ہے۔ اگر صرف خانہ خدا میں جانا کافی ہوتا تو وقت معین نہ ہوتا۔ جوں جوں وقت گذرتا جارہا ہے یہ حقیقت واضح ہوتی جارہی ہے کہ چھوٹی اور تنہا چیزیں طوفان وحوادث کے سامنے اپنا وجود کھوبیٹھتی ہیں۔ اس کے برعکس جو متحد ہوتی ہیں وہ ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرتی ہیں۔ قرآن واحادیث میں انہیں باربار وحدت قائم رکھنے کی تلقین دی گئی ہے، ہدایت دی گئی ہے کیونکہ اگر مسلمانوں کی صفیں منتشر ہوں تو باطل اپنی پوری قوتوں کے ساتھ انہیں اور منتشر کرنے کی سعی کرے گا۔ اسی بنیادی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسلام نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو وحدت برقرار رکھنے پر زور دیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے ایک ہی قبلہ قرار دینا، مسلمانوں کے لئے ایک ہی آسمانی کتاب کا حامل ہونا، ایک ہی زبان میں مذہبی فرائض انجام دینا، اپنے درمیان سے جغرافیائی ونسلی اختلاف کو مٹاکر پرچم توحید کے سایہ میں اکھٹا ہونا وغیرہ سب اسی وحدت کی نشان دہی کرتے ہیں اور اس لئے تائید تکمیل تک پہنچانے کے لئے دنیا کے تمام مسلمانوں کو حج کے پرشکوہ مراسم اداکرنے کے احکام دئے تاکہ امت مسلمہ وحدت کے ذریعہ ایک دوسرے کے ساتھ اپنے اجتماعی سلسلے کو اور زیادہ مستحکم بناسکے۔

مذکورہ بالا کلمات سے یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ہر سال کئی لاکھ مسلمان پاک سرزمین پر اکٹھا ہوتے ہیں۔ یہ عظیم الشان اجتماع وحدت مسلمین کے لئے بہترین راہ عمل ہے لہٰذا تمام مسلمان اس اجتماع میں باہم متحد ومتفق ہوکر عالم اسلام کو درپیش مسائل کا حل تلاش کریں۔

دشمنان اسلام اورطاغوتی طاقتوں کے خلاف ایک ایسی حکمت عملی تیارکریں کہ جس پر عمل پیرا ہوکر مسلمان ان کے خلاف ایک عالمی پیمانہ پر اپنا ایک باعزت مقام حاصل کرسکتے ہیں۔

مختلف ملکوں کے مسلمان ایک دوسرے سے ربط پیدا کریں اور باہم روابط وتعلقات کو فروغ دینے کی کوشش کریں تا کہ وہ اپنے ثقافتی اور اجتماعی امور میں ایک انقلاب پیدا کرسکیں جوان کی ترقی کے ساتھ ساتھ تمام دنیا میں اسلام اور اسلامی تعلیمات کی حاکمیت کا موجب وضامن بنے گا۔

غرضیکہ حج وحدت مسلمین کا نام ہے مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اس کے عبادی پہلو کے ساتھ ساتھ اجتماعی اور سیاسی پہلو کو بھی مدنظر رکھیں۔

اب آخر میں کچھ پیغام امام خمینیؒ کے حج کے عنوان پر رقم کرنا چاہتا ہوں۔ جس میں انہوں نے دنیا کے تمام مسلمانوں کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

۱۔ اس فرزند توحید وبت شکن جہاں حضرت ابراہیمؑ نے ہمیں اور تمام انسانوں کو یہ سبق دیا ہے کہ اللہ کی راہ میں قربانی پیش کرنا توحیدی اور عبادی پہلو سے زیادہ سیاسی اور اجتماعی اقدار کے پہلوؤں کا حامل ہے۔

۲۔ توحید کی ہر ندا اور آواز مکہ ہی سے بلند ہوئی ہے اس لئے ہم کو بھی ان کی پیروی کرنی چاہئے اور ہم کو بھی توحید کا ملہ اور کلمہ توحید کی صدا اسی مقام سے بلند کرنی چاہئے۔ ہمیں سخت افسوس ہے کہ اسلام اپنے مختلف پہلوؤں کے ساتھ ابھی تک پوری طرح پہچانا نہیں گیا ہے اور اپنی پوری تاریخ میں استحصالی اور استعماری پردوں کے اندر چھپا کر رکھا گیا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ ان سیاہ پردوں کو دور ہٹا دے اور مسلمانوں کی آنکھوں کو اسلام کے حقیقی نور سے منور کردے۔ آمین۔

میں حج کے عنوان پر چند الٰہی ارشادات اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ معصومین علیہم السلام کے آئینہ اقوال وارشادات کو لکھ کر اس مضمون کو تمام کرنا چاہوں گا۔

واتمّوا الحج والعمرة للّٰه (سورہ بقرہ ۱۹۶)

اور صرف خدا ہی کے واسطے حج اور عمرہ کو مکمل کرو:

جعل اللّٰه الكعبة البيت الحرام قياما للنّاس (سورہ مائدہ ۹۷)

خدا نے کعبہ کو (جو اس کا) محترم گھر ہے لوگوں کے درمیان امن قائم رکھنے کا سبب قرار دیا ہے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وآله وسلم حجوا تستغنوا

حج کرو تو تونگر بن جاؤ گے۔

قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه عليه وآله وسلم الحج ينفی الفقر

حج فقر کو دور کرتا ہے۔

قال امام محمد باقر علیہ السلام الحج تسکین القلوب

حج دلوں کی تسکین کا باعث ہے۔

قال امام علی علیہ السّلام الحج جهاد كل ضعيف

حج ہر کمزور کا جہاد ہے۔

قال امام محمد باقر علیہ السلام تمام الحج لقاء الامام

حج کی تکمیل امام کی ملاقات ہے۔

حج بیت اللہ روحانی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ

ریحان اختر، ریسرچ اسکالر
شعبۂ دینیات ،علی گڑھ مسلم یونیورسٹی،علی گڑھ

اسلام میں عبادتیں دوطرح کی ہوتی ہیں ایک عبادت جس کاتعلق انسان کےجسم سے ہوتا ہے مثلاً نماز، روزہ وغیرہ اورعبادت کی دوسری قسم کاتعلق انسان کے مال سے ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ صاحبان ثروت کی ذاتی کمائی میں معذور اور مجبور بندگان خدا کا بھی حصہ ہوتا ہے جوزکوۃ وصدقات کی شکل میں حقداروں کا پہنچایا جاتا ہے۔ان دوعبادتوں کے مجموعے کو حج کہاجاتا ہے جس میں جسمانی عبادت کے ساتھ مالی عبادت بھی انجام پائی جاتی ہے۔شاید اسی حقیقت کونگاہ میں رکھتے ہوئے خداوند عالم نے صرف صاحب استطاعت مسلمانوں پر ہی اس عبادت کوفرض قرار دیا ہے۔جس کی انجام دہی کے لئے جسمانی مشقت ، مالی اخراجات کے ساتھ اپنے اہل وعیال اور وطن عزیز کی جدائی کاغم بھی اٹھانا پڑتا ہے۔

جس طرح نماز ، روزہ اور زکوۃ پر تمام عبادتیں سابقہ شریعتوں میں فرض تھیں، اسی طرح حج بھی۔کسی مقدس ومحترم مقام کی زیارت کے لئے جانا بھی کسی نہ کسی صورت تمام شریعتوں میں تھا۔مگر حقیقتاً فریضۂ حج ملت ابراہیمی کی یادگار ہے جوتاقیامت زندہ وتابندہ رہے گی۔قرآن پاک میں متعدد آیات میں حج بیت اللہ کی زیارت کا ذکرآیا ہے۔ اورآیات میں حج کے تمام ضروری احکام وہدایات واضح کردی گئی ہیں۔فریضۂ حج صرف صاحب استطاعت لوگوں پر ہے۔ اس کو صاحب استطاعت افراد پرفرض قرار دیتے ہوئے اللہ پاک کا ارشاد ہے:

وللّٰه على النّاس حجّ البيت من استطاع اليه سبيلا۔ (آل عمران آیت ۹۷)

ترجمہ: لوگوں پر اللہ کا یہ حق ہے کہ جو اس گھر تک پہنچنے کی استطاعت رکھتاہو وہ اس کا حج کرے۔

حج تو درحقیقت خدا کی اس مقدس سرزمین پر حاضری کانام ہے جہاں نبیوں، رسولوں اور برگزیدہ بندوں نے اپنی حاضری کے ذریعہ اطاعت وبندگی معبود کافریضہ انجام دیا ہے۔اوراپنی بندگی

وطاعت کا عہد و پیمان کیا ہے۔ درحقیقت اس فریضہ کی ادائیگی کے ذریعہ خدا کی بارگاہ میں اپنی غلطیوں وسیہ کاریوں سے توبہ کرنا اور اپنے انتہائی محسن ومنعم مولیٰ ومالک کو منانا ہے تاکہ وہ ہم پر نظر رحمت کردے اور ہمارے ساتھ عفوو درگذر کیونکہ وہ رحم وکرم لطف وہ عنایات کا بحر بیکراں ہے۔

حج انسان کو کس طرح سے اللہ رب العزت کی نگاہ میں معزز وموقر ومحترم بنادیتا ہے اور حج کی ادائیگی کے بعد اس کی زندگی میں کیسی زبردست تبدیلی پیدا ہوجاتی ہے اور کس طرح سے اس کی تربیت ہوجاتی ہے ہمیں پیغمبر اکرمؐ کا ارشاد گرامی ہے کہ

عن ابی مسعود قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم تابعوا بین الحج والعمرة فانهما ینفیان الفقرو الذنوب کما ینفی الکسیر خبت الحدید والذهب والفضة (مشکوٰة، المصابیح کتاب المناسک ،صفحه ۲۲۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حج اور عمرہ یکے بعد دیگرے ادا کرو، اس لئے کہ یہ دونوں افلاس اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے، چاندی اور سونے کے میل کو دور کردیتی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے:

عن ام سلمة قالت سمعت رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم یقول عن اهل بجحة اوعمرة من المسجد الاقصیٰ الی المسجد الحرام غفرلة ماتقدم عن ذنبه وماتأ خرا ووجبت لة الخیة ـ(مشکوة المصابیح ،کتاب المناسک، صفحه ۲۲۲")

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص احرام باندھے حج اور عمرہ کا مسجد اقصیٰ سے مسجد حرام تک اس کے تمام اگلے اور پچھلے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں اور جنت اس کے لئے واجب ہوجاتی ہے۔

ایک تیسری روایت میں منقول ہے:

عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم انه قال الحاج والعمار وفد اللّٰہ ان دعوة اجابهم وان مستغفروه عفی لهم۔ (مشکوٰة المصابیح ، کتاب ـ المناسک، ص ۲۲۰)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حجاج اور عمرہ بجانے والے خدا کے مہمان ہیں۔ اگر دعا مانگتے ہیں، تو اسے قبول کرتا ہے اگر مغفرت چاہتے ہیں، تو بخش دیتا ہے۔

حج بیت اللہ تو مؤمنین کے لئے توبہ وانابت ، روحانی تربیت ، اور رجوع الی اللہ کا بہترین ذریعہ ہے اور بندگی وطاقت اور خودسپردگی کا مظہر ہے۔ ایک مومن کی سب سے بڑی سعادت یہ ہے کہ وہ عشق خداوندی اور محبت الٰہی سے اپنے قلوب واذہان کو مسحور رکھے۔ حاجی جب احرام باندھتے وقت تلبیہ لبیک اللّٰھم لبیک کا ورد کرتا ہے تو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بارگاہ الٰہی سے بندہ کو اطاعت وفرمانبرداری کے لئے بلایا جارہا ہے۔ اس پکار سے آدمی کے اندر عبدیت وبندگی کا احساس تازہ ہوتا ہے اور خواہش نفس پرقابو جو پانے کا جذبہ نشوونما پاتا ہے۔ اس عمل سے ہر ہر قدم پرتواضع وانکساری، روحانی کیف وسرور، خوف وخشیت ، اخلاص وللّٰہیت پیدا ہوجاتی ہے ۔صبروتحمل اور بردباری کی عادت پڑجاتی ہے ۔ وہ مومن فریضۂ حج کی ادائیگی سے ایسا پاک وصاف ہوجاتا ہے کہ حدیث نبویؐ التائب عف الذنب عف ذنب له کا حقیقی مصداق بن جاتا ہے۔

اس فریضہ کے بحسن وخوبی ادائیگی کے بعد آدمی کی پوری ذات اطاعت وبندگی ، خوف وخشیت ربانی اور فنافی اللہ کا ترجمان بن جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ ہر برے عمل سے اجتناب کرنے لگتا ہے۔ اس کے اندر اعمال صالحہ کی طرف سبقت کا ذوق وشوق بڑی تیزی سے بڑھ جاتا ہے۔اس کی زندگی میں انقلاب آجاتا ہے۔ اب اس کی زندگی میں ایک نئی روح ، ایک نئی حیات اور اس کا ایک نیا دور شروع ہوجاتا ہے۔جس میں دین ودنیا کی بھلائیاں جمع اور دونوں کی کامیابیاں شامل ہوتی ہیں۔

فی الحقیقت حج بیت اللہ وہ عظیم الشان فریضہ ہے جس میں ایک حاجی کو وقت کی قربانی دینا پڑتی ہے ، مال خرچ کرنا ہوتا ہے اور جسمانی مشقتیں جھیلنا پڑتی ہیں۔ مزید برآں اعزہ واقرباء اور احباب ورفقاء سے دور ہوکر اور ان کی یادوں کو بالائے طاق رکھ کر اللہ رب العزت اور اس کے حبیب محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یادوں کے ورد کو اس تربیتی کورس میں اپنی زندگی کا شیوہ بناتا ہے۔ اس طرح اس کے اندر اخلاص وللّٰہیت واخوت ومحبت ،ایثار وقربانی اور دوسرے ان تمام اوصاف حسنہ کونشوونما دینے کا ملکہ پیدا ہوتا ہے جس کے دوربیں اثرات ونتائج اس کی عملی زندگی میں سامنے آتے ہیں اور پھر بلاشبہ اس کی زندگی قوم وملت بلکہ پوری دنیا کے لئے موجب سعادت ورحمت ثابت ہوتی ہے۔

❧♦❧

'حج' حق کی پیام رسانی کا اہم ترین ذریعہ

مولانا سید اطہر عباس رضوی، امام جمعہ، کلکتہ

اسلام کی اجتماعی عبادتوں میں حج ایک ایسے عظیم الشان 'اجتماع' کا نام ہے، جہاں کائنات کے گوشے گوشے سے اہل توحید اکٹھا ہوتے ہیں اور اللّٰھم لبیک کے فلک شگاف نعروں سے خدا کی قربت کا اعلان کرتے ہیں۔ قرآن اس اجتماع میں لوگوں کو حکم دیتا ہے:

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم واذّن فی النّاس...

خداوند عالم نے پیغمبر اکرمؐ سے لوگوں کے درمیان اعلان حج کی تاکید فرمائی اور حکم خداوندی سے اس عبادت کے وسیع المفاد ہونے پر مختلف جہات سے روشنی ڈالی۔ ان فوائد میں ایک اہم فائدہ الٰہی پیغام کو عام کرنا بھی ہے اور اس جگہ سے بہتر کوئی اور جگہ نہیں ہے، جہاں اسلام اور مسلمانوں سے وابستہ حقائق کو عام کیا جائے۔ اس کو دور دراز سے آنے والے لوگوں کے درمیان اس انداز میں پیش کیا جائے کہ اس کے اثرات کبھی زائل نہ ہونے پائیں۔

اعلان حق کے سلسلہ میں اہم ترین اعلان برأت من المشرکین بھی ہے۔ دور حاضر میں امام راحل حضرت ایت اللہ العظمیٰ روح اللہ الموسوی الخمینیؒ نے اسی اسوۂ ابراہیمی اور سنت نبوی کو عام کرنے پر زور دیا، اس لئے کہ دور حاضر کے طاغوتوں امریکہ، اسرائیل، برطانیہ وغیرہ نے اسلام کو یرغمال بنالیا ہے اور ان سے سختی سے برات کے بغیر نہ ہم اسلام کی صحیح خدوخال سے واقفیت حاصل کرسکتے ہیں اور نہ اسلامی تعلیمات کو دوسروں تک پہنچا سکتے ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ

آیۂ کریمہ "**اذّن فی النّاس**" اور سورہ برأت کی آیہ کریمہ **واذان من اللّٰہ ورسولہ ان اللّٰہ بری من المشرکین ورسولہ**" میں غیر معمولی مماثلت نظر آتی ہے۔

سورۂ برائت کی ابتدائی آیات کی تبلیغ کا مرکز من جانب اللہ خانۂ خدا قرار پایا۔ اہتمام کی شان یہ ہے کہ اگر رسولؐ نے اس کام کے لئے دوسرے صحابی کو بھیجا تو بحکم خدا اسے راستے سے پلٹا کر یہ کام اس صحابی کے سپرد ہوا جسے عالم اسلام "کرم اللہ وجہہٗ" کے لقب سے یاد کرتا ہے اور یہ شرف اس عظیم صحابی کے سوا کسی اور کو حاصل نہیں ہوا۔ اس لقب کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی پیشانی کبھی غیر اللہ کے سامنے نہیں جھکی پس خداوند کریم یہ نہیں چاہتا کہ "برأت من المشرکین" کا اعلان کوئی ایسا شخص کرے جس کا ماضی شرک

سے آلودہ رہا ہو اور وہ فی الوقت موحد ہو۔

ماضی کا یہ واقعہ کیا ہمیں متوجہ نہیں کرتا کہ اللہ کو کسی بھی صورت میں مشرکین سے خلاملا پسند نہیں آج جو اہل اسلام مرعوب ہو کر مشرکین کے حاشیہ نشین ہیں یا مشرکین کی مہربانیوں کو اپنے لئے باعث فخر سمجھ رہے ہیں کیا یہ سنت سے کھلی بغاوت نہیں ہے؟ لہٰذا اگر ہم میں سے کوئی فرد یا ملک کسی مصلحت وسیاست کی وجہ سے ان مشرکین سے یارانہ گانٹھے تو صرف حج جیسے عالمی اجتماع کے دوران جمع ہوتے ہوئے اس روش کے خلاف آواز اٹھائے اور مشرکین سے برأت کا فریضہ ادا کر سکتے ہیں۔

طبقہ عوام وہ طبقہ ہے جو بڑے سے بڑا کارنامہ انجام دے سکتا ہے اگر اس کی صحیح رہنمائی کی جائے ورنہ جس طرح خواص بھکتے ہیں انہیں کی روش پر چل کر عوام بھی بہک سکتے ہیں اور جب ایسا خطرناک ماحول پیدا ہو جائے تو یہ امت مسلمہ کے مستقبل کے لئے بہت تشویناک ہے۔

بحمد للہ آج بھی عوام کی اکثریت ولو عمل وکردار میں مثالی نہ رہ گئی ہو لیکن عشق حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصدق میں آج بھی امت مسلمہ باہم متحد ہو کر ان طاغوتی عوامل اور مشرکین کے خلاف آواز بلند کرتی ہے جنہوں نے عراق وافغانستان ،فلسطین اور لبنان میں اپنی ریشہ دوانیوں سے کلمہ گویوں کا جینا دوبھر کر دیا۔ اب انکی نگاہیں ایران وشام پر ہیں۔ ان سے ان کے ناپاک عزائم کا پتہ چلتا ہے۔

ان ظالم طاقتوں کے خلاف دنیا کے تمام گوشوں میں مسلمانوں کی آوازیں اٹھتی ہیں اور دب جاتی ہیں یا علاقائی حکمرانوں کے ذریعہ دبادی جاتی ہیں اور یہ بڑی طاقتوں کے پجاری حکمراں ان کے اس اسلامی جذبہ کو کچل کر رکھ دیتے ہیں، لہٰذا اس عمل کے لئے بہترین ذریعہ اور موقع موسم ''حج'' ہی ہے جہاں عالم اسلام سے کھچ کھچ کر اہل توحید پیروان محمدؐ فریضہ حج ادا کرنے والے حاجی جمع ہو جاتے ہیں۔ حاجیوں کی تعداد اتنی ہوتی ہے کہ اگر وہ متفقہ طور پر کوئی آواز بلند کریں تو اس آواز کو نہ دبایا جاسکتا ہے اور نہ ہی اسے نظر انداز کیا جاسکتا ہے۔

اور چونکہ اللہ اور رسولؐ کی سنت واضح موجود ہے لہٰذا جوار خانہ کعبہ، مرکز عبادت مسلمین جہاں کعبۃ اللہ سے اگر ''برائت مشرکین'' کا فریضہ انجام دیا جائے تو یہ عمل منافی دین وشریعت اسلامیہ نہ ہوگا بلکہ عین دین اور عین عبادت ہوگا۔

اس موقع پر اس بات کی وضاحت لازمی ہے کہ حج جیسی عظیم عالمی اسلامی کانگریس کے دوران

اسلام مخالف طاقتیں یا ان کی آلہ کار بعض مسلم ریاستیں مسلکی اختلاف کو ہوا دیتی ہیں تاکہ اس امت مسلمہ کی کوئی متحدہ آواز بلند نہ ہوسکے اور طاغوتی طاقتیں اپنا کام بحسن وخوبی انجام دیتی رہیں۔

اسلامی انقلاب کے قائدعظیم الشان امام خمینیؒ نے اپنی غیر معمولی ذہانت اور سیاسی بیداری سے کام لیتے ہوئے برائت مشرکین کی اہمیت پر تاکید فرمائی اور امت اسلامیہ عالم کو اتحاد بین المسلمین جیسی گرانقدر نعمت کی طرف بھی متوجہ کیااورایّها المسلمون اتحدوا اتحدوا ۔ لاشرقیه لاغربیه جمهوریه اسلامیه جیسے فلک شگاف نعروں کے ذریعہ اسلام دشمن طاقتوں کی نیندحرام کردی۔

ہم سب کا فریضہ ہے کہ ہم ان دونوں باتوں پر پوری توجہ سے عمل کریں یعنی آپس میں متحد رہیں اورمشرکین سے برائت میں ذرہ برابرسستی اور کاہلی کا مظاہرہ نہ کریں۔

کل جب حضرت عبد المطلبؑ تنہا تھے اور عالم اسلام کے مرکز خانۂ کعبہ کے تحفظ کی بات کہی تھی تو ابابیلوں کا لشکر اللہ نے ان کی حمایت میں بھیجا لیکن آج پوری دنیا میں ایک ارب سے زیادہ مسلمان پھیلے ہوئے ہیں۔آج ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی قوت کا مظاہرہ مسلمان خود کریں۔آج کعبۃ اللہ کی حفاظت اور اسلام دشمن بڑی طاقت سے اظہار ناراضگی ان کا فریضہ ہے۔اے کاش! امت اسلامیہ عالم اس حقیقت کی طرف ہمہ تن متوجہ ہوجائے:

اپنے کعبہ کی حفاظت تمہیں خود کرنی ہے
اب ابابیل کا لشکر نہیں آنے والا

❀♦❀

حج

حجۃ الاسلام سید حسین مہدی حسینی

اسلام دشمن دنیا نے کبھی یہ باور کرایا تھا کہ دین دنیاوی ترقی اور فکری ارتقاء کی راہ میں گامزن افراد کے لئے افیون ہے۔ لہٰذا دنیاوی تحقیق کی راہ میں مصروف عمل افراد دین سے بیزاری کو اپنے لئے طرۂ امتیاز تصور کررہے تھے، لیکن اب حقیقت بالکل برعکس ہے، کل تک جو دین کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے آج وہی لوگ مذہب کی گھنی چھاؤں میں مضطرب زندگی کے لئے امان ڈھونڈ رہے ہیں۔

کل کے شوروی کی شکست وریخت اور آج کے عالمی اقتصاد کی بگڑتی صورت حال سے رہائی کے لئے چارہ گروں کا اسلامی اقتصاد کے اصولوں کی تلاش وتحقیق کرنا اس کی زندہ مثال ہے۔

عصر حاضر میں ہزاروں اسلامی احکام کے عقلی وفلسفی رخ ہمارے سامنے آچکے ہیں اور اگر انسانی تلاش وجستجو یوں ہی مائل بہ پرواز رہی تو وہ دن دور نہیں کہ کرۂ ارض پر بسنے والے اسلام کے اصولوں کو رمز بقاء تصور کرتے ہوئے گلے سے لگانے کے لئے آمادہ ہوجائیں گے۔

حج بھی اسلامی احکام کی ایک معنی خیز عبادت ہے جسے بدنصیبی سے ایک بے روح وبے جان فریضہ کی طرح سے انجام دیا جارہا ہے، اس کے مادی ومعنوی فوائد کے چھپانے میں بھی استعمار کی کوشش اور ہماری خودفراموشی کا خاصا دخل ہے۔

ادھر چند برسوں سے انقلاب اسلامی کے پیہم تذکرات نے لوگوں میں کسی حد تک حج کی اہمیت کو اجاگر کردیا ہے لہٰذا باشعور مذہبی دنیا بھی قدرے اس عالمی ''پلیٹ فارم'' کو درک کرنے لگی ہے۔

اگر حج کو اس کے حقیقی اسرار کی روشنی میں انجام دیا جاتا تو آج یہ ایک بے روح عبادت نہیں ہوتا بلکہ اس کے زیر سایہ نہ جانے کتنے معاشی، تجارتی، سیاسی، جغرافیائی اور عالمی مشکل مسائل حل کئے جاسکتے تھے۔

مگر...اے بسا آرزو کے خاک شدہ، حج مسیحائی کیا کرے گا۔ خود اپنے وجود حقیقی کے اظہار کے لئے کسی چارہ ساز کا منتظر ہے: ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایسی سہولت فراہم کی جائے جس سے ہر طبقہ کے افراد اس سعادت سے ہمکنار ہوسکیں۔ لیکن اس کے برخلاف آج حج کی ادائیگی گراں ترین

عبادت قرار پاچکی ہے، حجاج کرام کو سہولت فراہم کرنے کے بجائے طرح طرح کی مشکلات میں مبتلا کیا جارہا ہے ۔مثلاً:

حج ویزہ پر جانے والوں کا ہوائی ٹکٹ عام ویزوں پر جانے والوں کے ٹکٹ سے دگنا ہوا کرتا ہے۔

حج کے زمانہ میں حرمین شریفین میں سامان خوردونوش ،ضروریات زندگی اور وسائل حمل ونقل گراں کردئے جاتے ہیں۔

حجاج کرام کے لئے مکانات ہوں یا ہوٹل ان کے کرائے آسمان سے بات کرتے ہیں۔

درانحالیکہ سرزمین مکہ قرآنی نقطہ نظر سے کسی خاص فرد و جماعت کی ملکیت نہیں ہے، اس زمین پر سب کا حق برابر کا ہے۔

ارشاد باری ہے:

ان الّذین کفروا ویصدون عن سبیل اللّٰہ والمسجد الحرام الذی جعلنا ہ للنّاس سواء العاکف فیہ والباد۔

جن لوگوں نے کفر اختیار کیا اور لوگوں کو راہ خدا اور مسجد الحرام سے روک رہے ہیں جسے ہم نے تمام انسانوں کیلئے بنایا ہے جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں۔[۱]

جب سرزمین مکہ وقف عام ہے تو حجاج کرام کی خدمت کا شرف بھی کسی خاص جماعت وگروہ سے مخصوص نہیں ہونا چاہیئے بلکہ سارے اسلامی ملکوں کو باری باری خانہ خدا کے مہمانوں کی میز بانی کا شرف ملنا چاہیئے ۔ بلکہ ہم ہندوستانیوں کو بھی اس میزبانی کے لئے کوشش کرنا چاہیئے چونکہ ہندوستان میں ہماری تعداد دنیا کے بڑے سے بڑے پر جمعیت ملک کی آبادی سے اگر زاید نہیں ہے تو شاید کم بھی نہیں ہے۔

آیۂ مبارک ''سواء'' کی تفسیر بیان کرتے ہوئے کبار مفسرین کا متفقہ بیان ہے:

۱۔ علقمہ بن نضلہ کی روایت ہے کہ حضرت پیغمبر اسلام ﷺ اور خلیفہ اول ودوم کے زمانے میں مکہ مکرمہ کی زمین افتادہ تھی (کوئی مالک نہیں تھا) اگر کوئی چاہے تو خود رہے یا کسی دوسرے کو آباد کرے۔[۲]

اسی آیۂ کریمہ کے ذیل میں عبد اللہ بن عمر کی روایت ہے کہ مکہ کے مکانوں کو نہ بیچا جاسکتا ہے اور نہ کرائے پر اٹھایا جاسکتا ہے۔[۳]

۳۔دوسری حدیث میں عبد اللہ بن عمر کا بیان ہے:

جس نے مکہ کے گھروں کا کرایہ استعمال کیا اس نے اپنے پیٹ میں آگ بھری ۔ ۴

۴۔مجاہد کی روایت ہے کہ

خلیفہ ثانی نے اہل مکہ کو اپنے گھروں کے دروازے کھلے رکھنے کا حکم دیا تھا اور دروازے لگانے سے منع کیا تھا تاکہ حجاج کرام جہاں چاہیں ٹھہر سکیں۔۵

۵۔امام فخر الدین رازی نے لکھا: قتادہ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ مکہ کے مکانات کا کرایہ لینا یا اس کو بیچنا حرام ہے۔

ابن عمر، عمر بن عبد العزیز، امام ابو حنیفہ اور اسحاق حنظلی کا بھی یہی نظریہ ہے۔امام احمد حنبل بھی فرماتے ہیں کہ کرایہ پر نہیں دیا جاسکتا ہے۔۶

۶۔امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہما السلام نے اپنے گورنر قثم بن عباس کو لکھا:

اہل مکہ سے کہو کہ مکانات کا کرایہ نہ لیں چونکہ پروردگار عالم نے مکہ کو مقیم اور باہر والوں کے لئے برابر قرار دیا ہے ۔ پھر حضرت نے اسی آیۂ کریمہ ’’سواء العاکف فیه والباد‘‘ کی تلاوت فرمائی۔۷

اطلاع کے مطابق اس سال حاجیوں کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچ گئی تھی ۔ اتنی بڑی تعداد ہر سال بے شمار مسلمانوں کے مسائل کو حل کرسکتی ہے۔

اگر منصوبہ کے تحت ہر حاجی سے تیس ریال سعودی مسلمانوں کی فلاح و بہبود کی خاطر جمع کئے جائیں تو صرف زمانہ حج میں چھ کروڑ ریال سعودی تقریباً ۸۷ کروڑ روپے کے مساوی رقم جمع ہوسکتی ہے اور اگر اس رقم سے مسلم آبادی کے تناسب کا جائزہ لیکر چھوٹے بڑے، تعلیمی مراکز قائم کئے جائیں تو دیکھتے دیکھتے اسلام دنیا کی غنی ترین تہذیب کا آئینہ دار بن کر ابھر جائے گا۔ ڈیڑھ ارب مسلمانوں کے لئے شاید پانچ سو معیاری دانشگاہیں نہیں ہیں۔

حج کے مادی فوائد نہ روح حج کو متاثر کرتے ہیں اور نہ شرعاً معیوب ہیں۔

چونکہ قرآن حکیم نے جس وقت حضرت ابراہیمؑ خلیل الرحمٰن کو اس آفاقی بندگی کا حکم دیا تو فرمایا تھا:

واذّن فی النّاس بالحج یاتوک رجالاًوعلی کل ضامریاتین من کل فجٍ عمیق۔ لیشهدوا منافع لهم....

آپ لوگوں کو حج کے لئے دعوت دیں تا کہ لوگ آپ کی طرف دور ودراز مقامات سے پیدل اور ناقوں پر سوار ہوکر آئیں اور ان فائدوں کو دیکھیں جو ان کے لئے یہاں رکھے گئے ہیں۔

آیۂ مبارکہ کے اس انداز نے حج کے معنوی پہلو کے ساتھ ساتھ مادی پہلو کو بھی اجاگر کردیا، سرزمین مکہ کو اللہ نے صرف مناسک کے لئے محدود نہیں کیا ہے بلکہ حجاج کرام کے لئے ہر طرف کے فائدے، خواہ اقتصادی ہوں یا سماجی، ملکی ہوں یا عالمی، فردی ہوں یا اجتماعی مہیا کرر کھے ہیں۔

عالمی سازش ہی کا نتیجہ ہے کہ حج کے تمام فائدے کھل کر سامنے نہیں آرہے ہیں جب کہ روایات میں حج کے اقتصادی پہلوؤں کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔

لہٰذا جس وقت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہشام بن حکم نے لیس علیکم جناح ان تبتغو فضلا من ربکم کی تفسیر معلوم کی تو حضرتؑ نے فرمایا:

جب حاجی احرام اتاردے اور مناسک پورا کرلے تو اسی زمانہ حج میں سامان تجارت کی خرید وفروخت کرے۔ ۸

امام بخاری اپنی صحیح میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں حج کے زمانہ میں لوگ بازار عکاظ اور ذوالمجاز میں خرید وفروخت کیا کرتے تھے۔ لیکن جب اسلام آیا تو لوگوں نے اسے ترک کردیا لیکن قرآن کی آیت لیس علیکم جناح ان تبتغو فضلا من ربکم نے نازل ہوکر اس عمل کو ہمیشہ کی طرح جاری رکھا۔ ۹

ہر حاجی اس حقیقت کا شاہد ہے کہ حرم خدا اور رسول ﷺ میں فروخت ہونے والے سامان غیر اسلامی ملکوں کی مصنوعات ہیں اور اس سے بھی کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ خرید وفروخت کے اعتبار سے حرمین دنیا کی ایک بڑی منڈی ہے۔ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ ایک ایسا کارخانہ تاسیس کیا جائے جس کی مصنوعات سے حرمین کی دکانوں کو آراستہ کیا جاسکے، اور سامان فروخت میں ایسی چیزیں بھی ہونا چاہئیں جو حج کی واپسی پر حاجی کے پورے خاندان کو دین سے قریب کرنے کا ذریعہ ہوں؟

ایسے کارخانوں کی تاسیس سے پڑھے لکھے اہل فن اور مزدور پیشہ عوام دونوں ہی کی بے روزگاری کا سدباب ہوجائے گا اور اسلام کی صولت رفتہ رفتہ بحال ہونا شروع ہوجائے گی۔ یہ خیال غلط ہے کہ حج صرف عبادی رخ رکھتا ہے اس لئے اس زمانہ حج میں سماجی، فلاحی، تجارتی امور پر بحث کرنا روح حج کے منافی ہے۔

دنیا نے دیکھا چند ماہ قبل G-20 کانفرنس میں سوا کھرب کی رقم اکٹھا کر کے عالمی معیشت کو زبوں حالی سے بچانے کی کوشش کی گئی۔

کیا خانہ خدا میں بھی اسلامی سربراہان مملکت اور عالمی دانشوروں کی ایک ایسی کانفرنس نہیں ہوسکتی ہے جو ترقی پذیر اسلامی ملکوں کو مضبوط اور محروم ملکوں کو خودکفیل بنا سکے؟

روایات نے زمانۂ حج میں ایسے اجتماعات کا ذکر کیا ہے لہٰذا جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہشام بن حکم نے اسرار حج سے متعلق سوال کیا تو آپؑ نے فرمایا:

اللہ نے بندوں کو پیدا کرنے کے بعد ان کی دنیا وآخرت کی بھلائی کے پیش نظر احکام دین کی بجا آوری کا حکم دیا۔ انہیں احکام میں سے ایک حکم زمانۂ حج میں مشرق ومغرب کے مسلمانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونا ہے تاکہ مسلمان ایک دوسرے سے آشنا ہوکر باہمی مسائل سے باخبر ہوسکیں۔ اور مال تجارت کو ایک شہر سے دوسرے شہر منتقل کرسکیں۔

اس اجتماع کی بدولت حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے ارشادات سے آشنا ہوں گے اور اسے یاد رکھیں گے۔[۱۰]

مگر بقول اقبالؔ

وائے ناکامی متاع کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا
گنوا دی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثُریّا سے زمیں پر آسمان نے ہم کو دے مارا

اللھم ارزقنی حج بیتک الحرام

سلسلہ فروعات میں حج ایک ایسی جامع عبادت ہے جس کی برابری دوسرے فروعات سے نہیں کی جاسکتی ہے۔

ایک نمازی یا روزہ دار جب روزہ رکھتا ہے یا نماز پڑھتا ہے تو اس کی عبادت ایک محدود جگہ وماحول کی سلامتی وعافیت کی نشاندہی کرتی ہے لیکن حج کرۂ ارض کی سلامتی وسعادت کے پیغامبر کی حیثیت رکھتا ہے۔

اگر کسی نے دعا کی 'رب الجعلنی مقیم الصلوۃ' تو اس کی یہ دعا اس کی ذات تک محدود

مخصوص ہوتی ہے لیکن دعائے حج عالم بشیریت کے لئے پیغام امن وسلامتی لاتی ہے۔

زمین کو گہوارہ امن وعافیت اور رشک جنت اسی وقت کہا جاسکتا ہے جب اس پر بسنے والا ہر فرد، بیماریوں سے محفوظ، اس کے خاندان والے معیشت کے فشار سے آزاد، دوست واحباب فراخ زندگی سے سرشار، معاشرہ، دینی چہل پہل سے گلزار، اپنا ملک داخلی انتشار واختلاف سے محفوظ، حکومت مستحکم اور ہمسایہ ممالک بھی اسی طرح کی نعمتوں سے بہرہ مند ہورہے ہوں۔ یہ ساری باتیں دعائے حج کے اندر چھپی ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے حج، واجب ہو یا مستحب انسان اسی وقت انجام دے پاسکتا ہے جب وہ خود جسمانی اعتبار سے صحت مند ہو۔ مصارف حج کی استطاعت کے ساتھ ساتھ اپنے اہل وعیال کے نفقہ اور ضروریات زندگی کے بقدر ذرائع اخراجات بھی رکھتا ہو۔

جس علاقہ میں زندگی گذار رہا ہے وہ بھی محفوظ ہو تاکہ اس کی عدم موجودگی میں افراد خاندان کی جان ومال وعزت وآبرو کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

ملکی معیشت بھی مضبوط ہو تاکہ زرمبادلہ سے ملک کے اقتصاد کو ضرب نہ لگ رہی ہو۔

عصر حاضر میں انفرادی حج تقریباً ناممکن ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو پہلی بار حج کرنے جارہے ہیں۔ ایسی صورت حال میں 'اللھم ارزقنی حج بیتک الحرام' کا زبان سے جاری کرنا فقط شخصی حج کی تمنا نہیں ہے بلکہ اپنی استطاعت وتوفیق کے ساتھ ساتھ ایک متمول، دیندار، خوشحال، خداشناس، معاشرہ کی تشکیل کی تمنا بھی ہے، ظاہر ہے مومن معاشرہ کی تشکیل کے لئے جن لوازمات کی ضرورت ہوتی ہے لاشعوری طور سے اس کی بھی بارگاہ خدا میں التجا ہے تاکہ بہ شکل کارواں مناسک حج کو ادا کرسکے۔

یہ طے ہے کہ زمین کا کوئی خطہ مسلمانوں کے وجود سے خالی نہیں ہے۔ تو اس کے معنی ہیں کہ تمنائے حج پورے کرۂ ارض کی سلامتی وعافیت کا نام ہے۔

بلاشبہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ فروع دین میں صرف اور صرف حج ایک ایسی عبادت ہے جس میں انفرادی، اجتماعی، معاشی، ملکی اور غیر ملکی بلکہ کرۂ ارض پر بسنے والے بنی نوع انسانی کی سلامتی وعافیت کا پہلو مضمر ہے۔

حج کے معنوی اثرات

سرزمین مکہ ہو یا اعمال حج ، اسرار ہی اسرار ہیں، عقل سوال کرتی ہے احرام کیوں ؟ تلبیہ کیوں؟ بوسۂ حجراسود کیوں؟ یہ کیوں وہ کیوں ؟

کچھ کیوں کے جواب ، کلام معصومین علیہم السلام میں پائے جاتے ہیں اور کچھ صبح ظہور تک تشنۂ جواب رہ جائیں گے۔

جو مل چکے ہیں وہی نظام تکوین کو دم بخود کئے ہوئے ہیں اور ارباب تحقیق سے اقرار لے رہے ہیں کہ کائنات کا خالق ،حکیم بھی ہے اور موثر بھی۔

عقل جب تحقیق کی دنیا میں گھٹنیوں چل رہی تھی اس وقت یہ راز کھل چکا تھا کہ خانہ کعبہ جس نقطۂ زمین پر واقع ہے پوری زمین اس جگہ سے پھیلائی گئی ہے۔ گویا خانۂ کعبہ کرۂ زمین کے لئے قلب ،کی حیثیت رکھتا ہے یہ ہے اول بیت کا مفہوم ۔[۱۱]

کون نہیں جانتا کہ پتھر پانی میں ڈوب جاتا ہے اور حرارت نار سے سلگ اٹھتا ہے لیکن عقل بشر حیرت زدہ ہے کہ ’’حجر اسود‘‘ دنیا کا واحد پتھر ہے جو نہ آگ سے گرم ہوتا اور نہ پانی میں ڈوبتا۔ جس کا تجربہ کیا جاچکا ہے۔ [۱۲]

خانہ کعبہ کی شکل۔ جنت کے دروازوں کی سمت بتاتی ہے لہٰذا امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: رکن یمانی وہ جگہ ہے جس کے محاذات میں جنت کا وہ دروازہ ہے جس سے ہم آل محمد علیہم السلام وارد جنت ہوں گے۔ [۱۳]

حج۔معنوی تبدیلی اور روحانی تسلط کا نام ہے۔صرف سرزمین نور پر پہنچ جانے کا نام حج نہیں ہے بلکہ ان تفکرات کے احیاء کا نام ہے جو حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور شبلی کی گفتگو میں سامنے آیا تھا۔

امام علیہ السلام نے فرمایا:

شبلی ! قبل احرام غسل کا حکم ہے پانی سے غسل حقیقت حج نہیں ہے بلکہ بارگاہ خدا میں آب توبہ وندامت سے غسل کرنے کا نام حقیقی غسل ہے۔

بے سلے احرام کا مفہوم ، گناہوں سے دوری ، شک وشبہ سے رہائی، ریا و دِکھاوے سے

بیزاری ہے۔

تلبیہ درحقیقت بندہ کا خدا کے حضور میں اعلان وعہد ہے کہ آج کے بعد سے اس نے اپنے اوپر سے پھر ہر اس چیز کو حرام کردیا جس کو خداوند متعال نے حرام کیا تھا اور ہر اس شخص سے عہد وپیمان توڑلیا جو رضائے خدا کے علاوہ تھا۔

مکہ مکرمہ میں داخلہ اس بات کا عزم وعہد ہے کہ آئندہ کسی کی غیبت وعیب جوئی نہیں کرے گا۔

طواف وسعی کے وقت ذہن میں یہ نکتہ ہونا چاہئے کہ نفس امارہ کے مکروکید اور شیطان کے اغواء سے بھاگ کر بیت الٰہی میں پناہ گزین ہوا ہے۔

حجر اسود کو بوسہ صفات الٰہیہ سے قربت ہے اور مقام ابراہیم کے روبرو مادیت کو پس پشت قرار دینے کا نام ہے اور پھر اسی مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز، منکر سجدہ، ابلیس کی شکست اور بندگی کی برتری کا اعلان ہے۔ ۱۴

اگر ان تصورات واسرار کو جانے بغیر حاجی مکہ کی سرزمین سے پلٹ آیا تو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوبصیر سے فرمایا: ’’یہ چیخ وپکار کرنے والوں کی بھیڑ ہے اس میں ندائے خلیل پر لبیک کرنے والے تھوڑے ہیں۔‘‘

حوالے:

۱۔سورہ حج، آیت ۲۵

۲۔وقدر روی علقمة بن نضلة قال: توفی النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وابوبکر وعمر ومانری رباع مکة الا السوائب۔ احکام القرآن، ج ۳۔ص ۱۲۷۶ط دار احیاء اثرات بیروت مولفہ ابوبکر محمد بن عبد اللہ المعروف ابن العربی متوفی ۵۴۳ھ

۳۔ولایحل بیع دور مکه ولاکرائها ۔تفسیر ابن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶ط قاہرہ درمنثور، ج ۴،ص ۳۵ بیروت

۴۔ من اکل کراء بیوت مکه اکل نارا۔تفسیر بن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶ط قاہرہ؛ تفسیر درمنثور، ج ۴،ص ۳۵بیروت

۵۔یااهل مکة لاتتخذوالدورکم ابو ابالابادی حیث یشاء ۔تفسیر ابن کثیر، ج ۳،ص ۲۲۶؛ فتح الباری شرح بخاری، ج ۳،ص ۳۵۳،احیاء التراث، بیروت

۶۔ان کراء دورمکة وبیعها حرام، واحتجوا علیه بالایة والخبر۔تفسیر کبیر، ج ۲۳،ص ۲۴ط وتفسیر کثیر

۷۔ مراهل مکة ان لایاخذوا من ساکن اجر فان اللّٰہ سبحانه یقول سواءالعاکف فیه والباد العاکف المقیم به والبادی الذی یحج الیه من غیر اهله **مکتوب ۶۷، نہج البلاغہ**

۸۔اذا احل الرجل من احرامه وقضی نسکه فلیشتر ولیبع فی الموسم**نمونہ، ج ۱۴،ص ۸۱؛ احکام القرآن ابن عربی،ص ۱۲۸۱، ج ۳**

۹۔فتح الباری شرح بخاری، ج ۳،ص ۴۶۸،طبع مصر

۱۰۔ان اللّٰہ خلق الخلق الی ان قال وامرهم بما یکون من امر الطاعة فی الدین ومصلحتهم من امر دنیاهم فجعل فیه الاجتماع من الشرق والغرب لیتعارفوا ولینزع کل قوم من التجارات من بلد ولینتفع بذلک المکاری ولجمال ولتعرف اثار رسول اللّٰہ ص وتعرف اخباره ویذکرولاینسی **تفسیر نمونہ، ج ۱۴،۷۹**

۱۱۔المحجة البیضاء **ج ۲،ص ۱۵۲**

۱۲۔تائید الحق عبد الفتاح ،ص ۱۲،طبع ۱۲۹۱سنہ ہجری

۱۳۔المحجة البیضاء، **ج ۲،ص ۱۵۴**

۱۴۔مستدرک الوسائل ، ج ۸،باب عودائی منی